پھر تینوں ایک کیونکر ہو جاینگے۔ اسیلئے مسلمانوں سے
یہ تجویز کرتے ہیں کہ ہم قیامت کے روز خدا کو ان آنکھوں سے
بات کا چاند دیکھتے ہیں یا جب جہنم کا پیٹ کسیطرح
اٹھ جاتا ہے جیت ہوتا ہے

عقل و تہذیب اہلحدیث

اس رسالہ میں فرقہ اہلحدیث کے اصول و فروع دین ایسے تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں
کہ آجتک کمتر لوگوں کی نظریں ان تحقیقات پر پڑی ہونگی۔ بالخصوص ہر عالم کی خوش فہمی
اور صاحب عقل قلیل ہونا اونکے علما کی تصریحات سے واضح طور پر دکھایا گیا ہے
جنمیں بخاری امام مسلم صاحب صحیح مسلم۔ ابن تیمیہ۔ اور ابن القیم کی قلت عقل سے خاص
طور پر بحث لیگئی ہے۔ اس رسالہ کی ضرورت نہ صرف فرقہ اہلحدیث کو ہے جنکو وہ مسائل معلوم
ہونگے جن سے آجتک وہ بیخبر تھے بلکہ فرقہ احناف کو بھی خاص فائدہ پہونچیگا اور شیعوں کے
لئے تو یہ ایک ایسا قلعہ ہے کہ صرف اسی کو بمقابلہ اہلحدیث پیش کرنا کافی ہوگا۔ عالی جناب
سلطان المحققین الاعلام صدر العلماء الکرام مولانا السید مظہر اسلام خلد اللہ ظلالہ الی
یوم القیام نے محض افادہ اہل اسلام کیلئے اسکو تالیف فرمایا ہے۔

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا
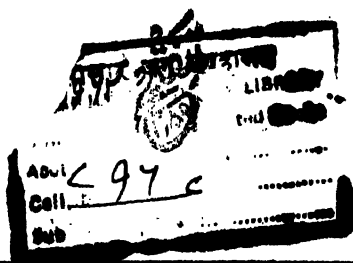
بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ تو ظاہر ہے کہ عقل ایک خدا کی ودیعت ہے جو ہر شخص کو ذوی العقول سے حسب قابلیت عطا ہوئی اور کوئی فرد بشر دعوائے عاقلی سے دست بردار نہین گو دوسرون کے نزدیک وہ بے عقل سمجھا جائے یا کم عقل۔

ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ سبکی عقلین مساوی ہین نہ یہی کلیتہً کہہ سکتے ہین کہ خدا کی طرف سے زیادتی کی گئی۔ کیونکہ جب ابتدائی تعلقت والی عقل پر نظر کرتے ہین جسے عقل ہیولانی کہو قریب قریب سب مساوی ہوتے ہین سبکے افعال حرکات سکنات یکسان نظر آتے ہین تربیت یا تعلیم کے بعد پھر ایسا تفاوت مین نظر آتا ہے کہ ایک شخص کے سامنے دوسرا مشکل سے ذوالعقول کہلا سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج دنیا مین جسقدر مذہب پھیلے ہوے ہین سبکی مذہبی عقلین جدا گانہ ہین یہانتک کہ مذہبون سے جتنے شعبے پیدا ہوئے اُنکی مذہبی عقلون مین بھی فرق ہوتا ہے جس سے ایک دوسرے کی عقل پر خندہ زن ہوتا ہے ہندو مذہب والے مادیات حسیات کو قابل پرستش جانتے ہین اور اُنکی عقل اسکو قبیح نہین جانتی بخلاف اسکے عیسائی کبھی اُسکو معبود نہین بنا سکتے لیکن اُنکی مذہبی عقلین اقانیم ثلثہ کو تجویز کرتی ہین اور اُسکو عقل کے رو سے لغو نہین سمجھتی بخلاف اسکے مسلمانون کی عقل سے یہ بات بلعید ہے کہ ایک خدا تین کیونکر ہو سکتا ہے اور

پھر تینوں ایک کیونکر ہو جائینگے۔ اسیطرح مسلمانوں سے جنفی یا دیگر فرقے اہل سنۃ کے یہ تجویز کرتے ہین کہ ہم قیامت کے روز خدا کو ان آنکھوں سے اسیطرح دیکھینگے جیسا کہ چودہوین رات کا چاند دیکھتے ہین یا جب جہنم کا پیٹ کسیطرح نہ بھریگا تو خدا اپنے دونون پیر لٹکا دیگا یا ہنسنے ہنستے وہ لوٹ جاتا ہے چت ہوتا ہے اُنکی مذہبی عقلین انکو باور کرتی ہین۔ مگر اُنہین کے دوسرے بھائی شیعہ کا ایک ایک بچہ بھی اسپر قہقہہ لگاتا ہے اور کسیطرح نہین باور کرتا کہ جس خدا کے جسم ہو وہ کیونکر آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے یا ہنس سکتا ہے یا اُسکے پیر ہو سکتے ہین جو جہنم مین لٹکائے جائین۔ جس سے ہر شخص یہی نتیجہ نکالیگا کہ ان عقلون کا اختلاف بسبب اُسی تعلیم و تربیت کے پیدا ہوا جو اُس سادہ عقل پر بعد کو رنگ کاری کی گئی کہ بچپنے سے وہ انہین باتونکو سنتا رہا اور اُسکی عقل سادہ نے اُسکو باور کیا جسکو بزرگون سے سنا اور دیکھا۔ ورنہ اُنھین اشخاص کو ہم دیکھتے ہین کہ جب ایک مذہب یا اُس قسم کی تربیت سے نکلکر باہر آجاتے ہین تو پہلی تربیت کا اثر بالکل جاتا رہتا ہے اور نئی تربیت یا مذہبی تعلیم اُسپر ایسی غالب ہوتی ہے کہ اب خود وہ اُسکا محقق بن جاتا ہے اور پھر دوسرون کو راہ راست پر لاتا ہے۔

اب ہم دنیا کے عام مذہبون سے قطع نظر کرکے اسلام کے اندر اپنی تحریر کو محدود کیا چاہتے ہین اور سب سے پہلے مذہب اہل حدیث کو اس کام کیلئے منتخب کرتے ہین جنھین وہابی کہتے ہین کیونکہ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی کو بھی حدیث کے ماننے سے عذر نہین ہے چند فروعی مسائل مین بسبب تقلید کے البتہ وہ ان سے علحدہ ہین۔ لہذا یہ سوال ہوتا ہے کہ انکی (اہلحدیث کی) مذہبی عقل کس پایہ کی ہے؟

عقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ انکی عقلین تمام مسلمانون مین اول درجہ کی ہون کیونکہ انکو جو کچھ تعلق ہے وہ حدیث سے ہے اور وہ بھی صرف حضرت رسول اللہ کی حدیثون سے جنکی نسبت تمامی عقلا بلکہ مخالفین اسلام کا بھی اقرار ہے کہ سب سے زیادہ عاقل تھے جس سے انکو سب مسلمانون سے زیادہ عاقل ہونا چاہئے اور اگر سب سے زیادہ نہ عاقل ہون تو اور مسلمانون کے مساوی تو ہون۔ مگر اسکا فیصلہ اگر عقل پر کیا جائے تو ہم

لکھ چکے ہین کہ ہر فرقہ کی مذہبی عقل جدا گانہ ہے لہذا وہ فیصلہ مقبول نہوگا اور بجز اسکے کوئی چارہ نہین کہ شہادتون سے اسکا تصفیہ کیا جاے اور وہی شہادت لی جاے جو بروے عقل و نقل مقبول ہو۔

سب سے پہلے جو شہادت نہایت ہی قابل غور ہے۔ وہ حضرت حجۃ الہند شاہ ولی اللہ صاحب کی اعلی شہادت ہے جو اس ہندوستان مین بانی بناء اہلحدیث کہے جاسکتے ہین وہ اپنی کتاب قرۃ العینین تفضیل الشیخین مین لکھتے ہین۔ وجمعے کہ ناظر اندر علم حدیث بطریق روایت نہ بطریق تحقیق و اجتہاد پس قادر نشدند بر جمع مختلفات حدیث و مسقط اشارہ ہر حدیث جدا از دیگرے نفہمیدند و از استادان محقق معانی حدیث را فرا نگرفتہ اند و خللے کہ ایشانرا پیش آمدہ در ہمین مسئلہ است تنہا بلکہ در بسیارے از مسائل فقہ و کلام دست و پا گم کردہ اند و سوفسطائیہ ملت مصطفیہ گشتہ نہ تقلید سلف را محکم کردہ و نہ طریق اجتہاد و تقلید را استوار نمودہ بیت

کلاغے تگ کبک را گوش کردہ۔ خویشتن ہم فراموش کردہ۔ صفحہ ۱۸۱

ہماری اس تحریر کی بنیاد اسی تقریر پر سمجھنا چاہیے۔ تعجب ہے کہ غلطیان پیدا ہوتا ہے کیونکہ یہ فقرہ شاہ صاحب کا اس تمہید مین ہے کہ وہ محقق طوسی رحمۃ اللہ علیہ شیعہ مذہب کی آٹھ سطر کی عبارت کو جو بیان فضائل جناب امیر المومنین علیہ السلام مین ہے رد کیا چاہتے ہین اور اسکے جواب لکھنے پر آمادہ ہوئے ہین اُسی تمہید مین شاہ صاحب نے تمامی اہل سنۃ کی تین قسم فرمائی ہے جسمین معتزلہ وغیرہ سب داخل ہین ایک متکلمین ہین جو فن کلام کے عالم ہین اُنکے حق مین کہا۔ اُنکے اعتقاد شبہات نصیر طوسی رح کے سبب سے مختل ہورہے ہین دوسرا فرقہ صوفیہ ہے اُنکے حق مین یہ کہا۔ کہ چونکہ انکا سلسلہ حضرت مرتضی تک پہنچتا ہے جیسا کہ انمین مشہور ہے حقیقت حال سے غافل ہوگئے۔

تیسری اہل حدیث ہین جنکی یہ تعریف کی کہ اون کا علم بطریق ورق گردانی کے ہے کہ کتابون سے علم حاصل کیا نہ اچھے اُستادون سے پڑھا نہ پورے مجتہد ہوے نہ مقلد بہت سے مسئلون مین ہاتھ پیر گم کئے ہین اس ملت کے سوفسطائی ہین۔ گویا جاہل ہنس کی

چال اپنی چال بھی بھولا ''
یہ جملہ بلکہ یہ پوری عبارت آدمی کو حیرت مین ڈالتی ہے کہ کہان تو مصنفین کی یہ حالت
بیان کی جاتی ہے کہ ایک ایک حدیث کیلئے انہون نے دور دراز کی مصیبتین جھیلین ہے مین
لتہ باندہ کر شہر بشہر دیس بدیس گہومے کوفہ بصرہ مصر مکہ مدینہ یمن شام خراسان
انہواز ایک کیا ۔ نہ دن کو دن سمجہے نہ رات کو رات ۔ اور انپر یہ الزام لگایا جائے کہ انکی
تحصیل ورق گردانی سے ہوئی ۔ نہ تحقیق و اجتہاد سے کہ اچھے اچھے محقق استادون
سے حاصل کیا ہو جس سے وہ ملت اسلام کے سوفسطائی بنگئے ۔ حالانکہ سوفسطائیون
کی یہ تعریف لکھی ہے کہ یہ بدیہی چیزون اور حسی چیزون کے منکر ہوتے ہین ۔ آگ دیکھتے ہین اور
کہتے ہین کہ نہین ہے ۔ نہ آگ مین گرمی ہے یہانتک کہ جلائے گئے اور اسکی گرمی سے انکار کرتے رہے
جسپر شیخ بو علی سینا کا حکم ہے کہ ایسونکو اسیطرح جلا کر مار ڈالنا چاہیے کہ دنیا انکے وجود سے
پاک ہوجائے '' بدیہی سے ہمارا مقصود وہ بدیہی نہین جسے منطقی لوگ بدیہی کہتے ہین ۔ آفتاب
دن چاند رات بلکہ بدیہی سے یہ مراد ہے کہ ہر طریقہ مین یا ہر فن مین کچھ باتین ایسی ظاہر ہین
کہ وہ بدیہی کہی جاتی ہین مثل اسکے کہ اہل حدیث کے یہان یہ بدیہی ہے کہ حدیث صحیح کے
مقابل مین کسی امام بلکہ خلیفہ کا قول بھی قابل قبول نہین یہانتک کہ قرآن کی آیت بھی
نہین مانی جاتی گو وہ کیسی ہی صریح ہو اسیطرح یہ بھی بدیہیات مین داخل ہے کہ صحیح حدیثین صرف
صحیح بخاری و صحیح مسلم مین منحصر نہین ہین تو اب اگر حدیث صحیح کے خلاف کرین تو وہ کس
خطاب کے مستحق ہوسکتے ہین ۔
تو اب شاہ صاحب کا اہلحدیث کے سوفسطائی ہونے پر گواہی دینا خود بتا رہا ہے کہ یہ لوگ
بدیہی کے منکر ہین جس سے اسکی ضرورت نہین رہی کہ جو شخص بدیہی کا منکر ہو اوسکی بےعقلی کو ثابت
کرین مگر ابھی اتنا وہم باقی ہے کہ شاہ صاحب نے کچھ ایسی بھی قیدین لگائی ہین جن سے فی الجملہ
اس عیب سے پاک ہو سکتے ہین اور عام طور پر انکی بےعقلی پر یہ دعوی نہین چل سکتا ۔ مگر اس سے
زیادہ قوی شہادتین اس خیال کو بھی نہین جمنے دیتین اور وہ بتاتی ہین کہ اس علم
حکم کو بھی کلی ہونا چاہیے کیونکہ اجکل کلی استغراقی کہدیا وہ زور ہے بلکہ چونکہ

اہلحدیث کے اکثر افراد پر یہی حکم لگایا گیا ہے اور عام طور پر شہادت دی گئی ہے کہ وہ کم عقل تھے ۔ حالانکہ یہ ایسی اعلیٰ فرد ہیں کہ تمامی اہل حدیث نے اُنکو اپنا پیشوا اور مقتدائے دین مانا ہے کہ اگر ایک فرد بشر بھی اُنپر کوئی الزام لگائے تو مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہیں حالانکہ برعکس اسکے اگر خدا و رسول پر کوئی الزام لگائے تو یہ حرارت نہیں آتی۔

ہم یہاں صرف دو بزرگواروں کا کچھ حال لکھتے ہیں جنکی امامت سے کوئی اہلحدیث انکار نہیں کر سکتا نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں "کہ اگر کسیکو شک ہو تو وہ آئمہ سنت کی کتابیں دیکھے مثل ابن تیمیہ و ابن القیم وغیرہ اور امام شوکانی کے" ابجد العلوم صفحہ ۔ پہلے انہیں ابن تیمیہ کے حالات ملاحظہ ہوں جو اہلحدیث کے امام اعظم ہیں ۔ علامہ ابن بطوطہ جنکا سفرنامہ مشہور عالم ہے اپنے سفرنامہ میں علماء دمشق کے حالات میں لکھتے ہیں "کہ دمشق میں علماء حنابلہ کے سرآمد اور سردار ابن تیمیہ تھے جو نہایت کبیر الشان تھے اور بہت سے علوم جانتے ہیں الا ان فی عقلہ شیئاً مگر ان کی عقل میں کچھ فتور ہے" اسکے بعد کچھ حالات ابن تیمیہ کے لکھے ہیں جسمیں بیان کرتے ہیں "کہ ایک جمعہ کو ہم اُن کی مجلس وعظ میں حاضر ہوگئے تو ابن تیمیہ نے اثنائے وعظ میں بیان کیا "کہ خدا عرش سے اسطرح اوترتا ہے ۔ آسمان دنیا پر جسطرح ہم اُترتے ہیں ۔ یہ کہکر اوپر کے زینہ سے اوترکر دوسرے زینہ پر چلے آئے کہ اسیطرح خدا بھی سماء پر عرش سے اوترتا ہے" اس وعظ پر بہت سے لوگوں نے مخالفت کی۔

شیخ صلاح الدین خلیل صفوی شرح لامیہ عجم میں چند عالموں کا ذکر کرتے ہیں ۔ جنکی عقل میں فتور تھا ۔ اور انہیں ابن تیمیہ کو بھی لکھتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ سیف الدین آمدی کا بیان ہے کہ ایکدفعہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے بیان کیا "ایک روز ایسا ضرور ہوگا کہ ہم روے زمین کے بادشاہ ہو جائیں" میں نے سوال کیا کیونکر معلوم ہوا؟ تو جواب دیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے "کہ دریا پی گیا" آمدی کہتے ہیں کہ میں نے کہا ممکن اس خواب کی یہ تعبیر ہو کہ تمہارا علم خوب

مشہور ہوگا" یا اور کچھ تعبیر ایسی ہی ہو۔ مگر سہروردی نے وسکو نہ مانا۔ اسپر آمدی کہتے ہیں وسہلاتیہ۔ کثیر العلم قلیل العقل کہ جسقدر اسکا علم زیادہ تہا اُسیقدر عقل کم تھی۔ پھر علامہ صفوی لکھتے ہین کہ خلیل بن احمد اور عبداللہ بن مقفع سے ایک روز ملاقات ہوئی شب بھر باتین کرتے رہے جب صبح ہوئی تو لوگون نے خلیل سے پوچھا عبداللہ کو کیسا پایا۔ تو جواب دیا رایت رجلا علمہ اکثر من عقلہ کہ علم تو زیادہ ہے مگر عقل کم ہے اور ابن مقفع سے پوچھا تو کہا خلیل کی عقل اُسکے علم سے زیادہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی کہ ابن مقفع اپنی قلت عقل کی وجہ سے نہایت بُری طرح قتل ہوئے۔ علامہ صفوی اس حکایت کو لکھکر لکھتے ہین۔ قلت وکذا کان الشیخ العالم العلامۃ تقی الدین احمد بن تیمیۃ علمہ متسع جدا الی الغایۃ وعقلہ ناقص یورطہ فی المہالک ویوقعہ فی المضایق کہ ابن تیمیہ کا بھی یہی حال تہا کہ علم تو اُنکا بہت وسیع تہا مگر عقل ایسی ناقص تھی جس سے برابر وہ مہالک عظیمہ مین مبتلا ہوتے رہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی درر کامنہ مین انکی بڑی تعریف و توصیف لکھتے ہین اسمین علامہ ذہبی سے نقل کرکے لکھتے ہین کہ ہم ہر قول مین ابن تیمیہ کے معتقد نہین ہین بلکہ بہت سے مسائل اصولی و فروعی مین ہم اُنکے خلاف ہین کیونکہ جسقدر علم اُنکا وسیع تھا اور بے انتہا دلیر تھے اور ذہن مین اُنکے جودت تھی۔ اور حرمات خدا کی تعظیم کرتے۔ اُسیقدر بحث و مباحثہ مین حدت و حرارت پیدا ہوتی۔ غیظ و غضب کا غلبہ ہوتا جس سے عداوتین اُنکی دلون مین جاگزین ہوئین بڑے بڑے علما گو اُنکی تعظیم کرتے اور انکی فضل و کمال کا اعتراف کرتے مگر بہت افعال و اقوال اون کے ناپسند ہوتے۔ پھر ابن حجر لکھتے ہین۔ رحلہ اقشہری سے کہ جب ابن تیمیہ کی جلالت قدر نے ترقی کی اور وہ سمجھے کہ اب ہم مجتہد ہوگئے۔ تو کل علمائے دین کی رد کرنا شروع کردی چاہے وہ چھوٹے درجہ کے عالم ہون یا بڑے درجہ کے جلیل علما ہون یا سابق کے جتنے آئمہ گذرے سب کی خطا ہوئی شئے۔ یہانتک حضرت عمر کی خطا بھی اُنھون نے ثابت کی۔

جسپر شیخ ابراهیم رقی نے بہت کچھ اعتراض و انکار کیا تو ابن تیمیہ نے اُنسے جاکر معذرت کی اور توبہ کیا۔ اور حضرت علی کے بارے مین کہا کہ سترہ مسئلون مین حضرت نے غلطی کی اور بعض کتاب کے خلاف کیا۔ ابن تیمیہ اس درجہ حنبلیون کے بارے مین متعصب تھے کہ اکثر اشعریون پر اعتراض کرتے (حال کے جتنے علماء اہل سنت ہین وہ سب اشعری کہلاتے ہین) یہانتک کہ امام غزالی کو گالی دینا شروع کیا جسپر لوگ آمادہ قتل ہوے"۔

ابن حجر درر کامنہ مین علامہ حلی علیہ الرحمہ کے حالات مین لکھتے ہین کہ انکی کتاب (منہاج الکرامہ) کی رد ابن تیمیہ نے لکھی ہے جو بہ لقب الرّد علی الروافض مشہور ہے اس رد مین ابن تیمیہ نے بہت طول دیا ہے اور خوب لکھا ہے مگر بہت سے مقامات پر بہت زیادتی کی ہے کہ احادیث موجودہ کو رد کر دیا اور موضوع کہا۔ لسان المیزان مین لکھتے ہین کہ مین نے ابن تیمیہ کی وہ رد دیکھی ہے جو ابن مطہر حلی (علامہ حلی) کے جواب مین لکھی گئی۔ اسمین انہون نے بہت سی مستند و معتمد حدیثون کو رد کر دیا۔ اور علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین لکھتے ہین کہ ابن تیمیہ نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا کہ قبرون کی تعظیم نہ کرنی چاہیے زیارت صرف بغرض ترحم و حصول عبرت جائز ہے بشرطیکہ شد رحال نہ ہو۔ اس مذہب کے ایجاد مین ابن تیمیہ کی یہ حالت ہے کہ جب جواب نہین بن پڑتا تو کہدیتا ہے کہ یہ حدیث جھوٹی ہے یا موضوع ہے کیا خوب کہا گیا ہے علمہ اکبر من عقلہ کہ علم انکا عقل سے زیادہ ہے۔

ص ۵۷

یہ عبارتین ہمنے مولوی عبد الحی صاحب کے حاشیہ امام الکلام سے نقل کین ملا عسقلانی اسکے بعد یہ بھی لکھتے ہین کہ ابن تیمیہ کے بارہ مین لوگون کے خیالات مختلف ہین کوئی تو انکو مجسمہ کہتا ہے کہ جسمیت خداوند عالم کے قائل تھے کیونکہ عقیدہ حمویہ و واسطیہ مین مذکور ہے کہ لفظ ید (ہاتھ) قدم (ساق) وجہ صفات حقیقی ہین خداوند عالم کے اور خدا مستوی ہے عرش پر بذاتہ۔ جب یہ اعتراض

کیا گیا کہ اس سے خدا کا صاحب حیز و مکان ہونا اور قابل تقسیم ہونا لازم آتا ہے جو لازم
جسمیت سے ہے تو جواب دیا کہ ہم اسکو نہین مانتے کہ یہ سب خواص جسمیت سے ہے
دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ابن تیمیہ زندیق تھا کیونکہ وہ اسکے قائل ہین کہ استغاثہ و فریاد
حضرتؐ سے نہین ہوسکتا (یا رسول اللہ یا محمدؐ نہین کہنا چاہیئے) جس سے معلوم ہوا
کہ وہ حضرت کی تنقیص کرتا ہے اور تعظیم رسول اللہؐ سے مانع ہے۔ اور اس بارے
مین سب سے زیادہ سخت تھے۔ لوبکری۔ تیسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ ابن تیمیہ منافق
ہے کیونکہ حضرت علیؑ کے بارہ مین جو کہتا تھا وہ سابقاً مرقوم ہوا (کہ معاذ اللہ حضرت نے
۱۷ مسئلون مین خطا کی اور مخالفت کی نص قرآن کی) اور یہ بھی کہتا تھا کہ حضرت
علیؑ مخذول تھے (خائب و خاسر پھرتے تھے) جدھر رخ کرتے اور چند مرتبہ حصول خلافت
کا قصد کیا مگر نہ پایا۔ اور لڑائی حضرت کی بغرض ریاست تھی نہ بغرض دیانت اور یہ بھی
اُسکا مقولہ تھا کہ حضرت علیؑ طالب ریاست تھے اور عثمان مال کو دوست رکھتے تھے۔
اور یہ بھی اُسکا مقولہ تھا کہ ابوبکر نے بڑھاپے مین اسلام قبول کیا جسوقت وہ سمجھدار
تھے کہ جو بات کہتے اُسکو سمجھتے اور علیؑ نے صغر سنی مین اسلام قبول کیا حالانکہ بنا بر ایک
قول کے بچے کا اسلام قابل قبول نہین۔ اسی قسم سے اُسکا وہ کلام ہے جسمین قصہ
خطبہ بنت ابوجہل کو بیان کیا (جسمین بروایت موضوعہ اہل سنتہ یہ بیان کیا گیا ہے
کہ جناب امیرؑ نے ابوجہل کی بیٹی سے عقد کرنا چاہا اور آنحضرتؐ نے اپنا ملال ظاہر کیا)
اسکے بعد ابن تیمیہ نے ابوالعاص بن ربیع کی بہت تعریف کی ہے (کیونکہ ابوالعاص
سے حضرت زینب بیاہی تھین جنہین اہل سنتہ دختر رسول اللہ کہتے ہین مگر چونکہ
ابوالعاص نے اسلام نہ قبول کیا۔ لہذا حضرت نے زینب و ابوالعاص کو علحدہ
کر دیا اور ایک مدت کے بعد ابوالعاص بھی اسلام لایا تو یہ مدح و ثنا اسپر تھی کہ ابوالعاص
سے تو حالانکہ رسول اللہ نے اپنی بیٹی زینب کو علحدہ کر دیا تھا مگر اُسنے دوسرے
عقد کی خواہش نہ کی اور جناب امیرؑ کی زوجیت مین جناب سیدہ تھین اسپر بھی حضرت
نے قصد کیا کہ ابوجہل کی بیٹی سے عقد کرین۔ یہ روایت موضوعہ اہل سنتہ ہے جو اسی

غرض سے بنائی گئی) اسی قسم کی تقریرون سے اُسکے بعض لوگون نے کہا کہ ابن تیمیہ منافق ہے کیونکہ حدیث صحیح رسول اللہ من وارد ہے کہ لے علی تجھسے وہی عداوت رکھے گا جو منافق ہوگا،، اور ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ ابن تیمیہ کی اصلی غرض یہ تھی کہ کسیطرح خلافت ہاتھ آئے کیونکہ اکثر ابن تومرت کا تذکرہ کرتا تہا اور اُسکی مدح وثنا کیا کرتے۔ اسیوجہ سے وہ ایک مدت دراز تک قید رہے اور اُسکے حالات مشہور ہین اور قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی امر کی تحقیقات کی جاتی اور وہ ملزم ہوتے تو اپنی باتون سے انکار کرجاتے کہ ہمارا یہ مطلب تہا بعید بعید احتمالات بیان کردیتے۔

مولوی عبدالحلیم صاحب والد ماجد مولوی عبدالحی صاحب حل المعاقد مین لکھتے ہین کہ ابن تیمیہ اگرچہ حنبلی تھے مگر بہت تجاوز کرگئے اپنی حد سے خدا کی جہۃ اور جسمیت کے قائل ہوئے اور بہت سی بیہودہ سرائیان کین چنانچہ کہا کہ حضرت عثمان مال کو دوست رکھتے تھے اور حضرت علی کے بارے مین کہا کہ اُنکا ایمان صحیح نہین کیونکہ بچپنے مین ایمان لائے تھے[1] اسیطرح اہل بیت طاہرین کے بارے مین بھی وہ کلام کیا کرتا جو کسی مرد مومن کے مناسب نہین کیونکہ اُنکے فضائل ومناقب صحاح ستہ مین موجود ہین۔ قلعہ جبل مین ایک مجلس مرتب کی گئی جسمین اُنکے عقائد پر بحث کی گئی تمامی علما وفقہا حاضر ہوئے اور پریسیڈنٹ اُن سب کے قاضی القضاۃ زین الدین مالکی تھے۔ ابن تیمیہ بھی حاضر ہوئے بعد قیل وقال بسیار ابن تیمیہ لاجواب ہوئے جواب سے عاجز آئے اُسپر قاضی القضاۃ نے ششتہ مین قید کا حکم دیا اور تمام دمشق مین منادی کرائی گئی کہ جو شخص ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہوگا اُسکا قتل جائز اور مال لوٹنا حلال ہے ششتہ مین

---

[1] معلوم ہوتا ہے کہ دو چار برس سے جو ایک سوال علمائے اہل سنۃ کیجانب سے باین عبارت شایع ہوتا ہے "سوال از جمیع علمائے شیعہ" وہ اسی عقیدہ کی بنا پر ہے جسمین یہ پوچھا جاتا ہے کہ ایمان جناب امیر بمقابلہ خوارج پھر بمقابلہ اہل سنۃ پھر باصول مسلمہ شیعہ ثابت کرو۔ اس سوال کے جواب متعدد ہو چکے تسنفی اہل سنۃ وخوارج اسیکا جواب ہے جو چھپ کر ہمارے دفتر سے مل سکتا ہے ۱۲ اڈیٹر

تائب ہوے اور قید سے رہا ہوے اور بیان کیا کہ ہم اشعری ہین مگر تھوڑے ہی دنون مین نکث عہد کیا اور اپنے خیالات فاسدہ ظاہر کرنے لگے پھر دوبارہ قید ہوے بعد توبہ نجات پائی اور شام مین قیام کیا علامہ ذہبی لکھتے ہین کہ حالت قید ہی مین ۷۲۸ھ کو ماہ ذیقعدہ وفات پائی عمر ان کی ۶۷ سال تھی اور مدت قید آخر ۲ سال سے زیادہ۔

ہماری تحریر کی یہ غرض نہ تھی کہ ہم انکے تفصیلی حالات لکھین کیونکہ مخالفون نے بمقابلہ اہل حدیث خوب انکی قلعی کھولی ہے اور تمام عقائد انکے بیان کئے ہین صرف ناظرین تحریر کے خیال سے اسقدر اجمالی حالات حوالہ قلم ہوئے ورنہ مقصود اصلی ہمارا اسقدر تھا کہ انکے قلت عقل کو بیان کرین جس سے شاہ ولی اللہ صاحب کے اُس کلام کی تصدیق ہوجائے جو اپنے ائمہ اہل حدیث کو سوفسطائیہ کا خطاب دے رہے ہین اور چونکہ ان حالات سے بھی بخوبی ظاہر ہے کہ عقل اُنکی کس پایہ کی تھی جس سے تحصیل خلافت کا قصد کیا۔ لہذا ہم اصل مطلب سے بھی علحدہ نہوے۔

ابن تیمیہ جس درجہ پر پہنچائے گئے ہین وہ اس شعر سے ظاہر ہے کہ نواب صدیق حسن خان ناقل ہین ؎ لنا بحدث عن مہدی یجی فیہ انت الامام الذی قد کان ینتظر جس سے معلوم ہوا کہ یہی ابن تیمیہ انکے امام منتظر تھے جو بجرم ممانعت زیارت قبر اشرف الانبیا بیس برس سے زیادہ دنون تک قید رہکر راہی ملک عدم ہوئے۔

یہان بے اختیار وہ لطیفہ یاد پڑتا ہے کہ بعض اکابر رحمۃ اللہ بیان کرتے تھے کہ جب یہ کتاب منہاج السنۃ جسے ابن تیمیہ نے بجواب علامہ حلی اعلی اللہ مقامہ لکھا علامہ کے پاس پہنچی تو اُسکے جواب مین علامہ نے یہ شعر لکھدیا ؎

فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ	وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

اور واقعا اس سے بڑھکر کیا جواب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب اس ضخامت پر ایسی لغو ہے کہ خود علمار اہلحدیث نے اُسکی لغویت کو ظاہر کیا پھر اُسکا جواب علامہ علیہ الرحمۃ کیا لکھتے ہون اسکے کہ اپنا عزیز وقت ضایع کرتے۔

یہی شاہ ولی اللہ اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی عام طور پر لکھ رہے ہین کہ جو

شخص یہ گمان کرے کہ حضرت علی مرتضیٰ کا استدلال غلط ہے۔ ابن شاہد حمق اور ابن آبی
ثواب انہین دو بزرگون کی گواہی حمق ابن تیمیہ پر ہم گواہی ہو چکی۔ کیونکہ ابن تیمیہ
۱۷ مسئلون مین حضرت کی غلطی کے قائل ہین۔ افسوس کہ ایسا شخص شیخ الاسلام
کہا جائے یا دین اہلحدیث کا امام مانا جاے۔ حالانکہ ایک کتاب خاص اسی بارے
مین لکھی گئی ہے کہ جو شخص انہین شیخ الاسلام کہے وہ کافر ہے۔
ہم چونکہ اس تحریر کو شیعہ و سنی کی بحث سے علیحدہ ہو کر لکھنا چاہتے ہین لہذا اس ہی زیادہ
بحث کرنا ضروری نہین۔ کیونکہ جناب امیر پر جب خود حضرت معویہ علانیہ سب و شتم
کرتے تھے جو یقیناً تمامی اہل سنتہ کے یہان خلیفہ جائز تصور کئے جاتے ہین تو ابن تیمیہ
کے ان فقرات کا اسکے مقابلہ مین کیا وزن ہے۔ مگر تمام مسلمانون کو عموماً اور اہلحدیث
کو خصوصاً اسپر غور کرنا ضروری ہے کہ جو شخص تجسیمت خداوند عالم کا قائل ہو بتاویل
یا بلا تاویل وہ کس دماغ اور کس عقل کا آدمی ہوگا۔ نواب صدیق حسن خانصاحب
بھی چند رسالے اس مادہ مین لکھے ہین جنمین سے الاحتوا فی الاستوا مشہور ہی
اور وہ سب کھلے لفظون مین اسی مطلب کو بیان کر رہے ہین کہ خدا کے (یدی) ہاتھ
وجہ (منہ) ساق (پیر) ہونیکا اعتقاد رکھو مگر کیفیت سے نہ سوال کرو۔ پھر کیا
ایسا شخص کسی عاقل کے نزدیک بھی صاحب عقل مانا جاسکتا ہے۔
فتور عقل کا الزام صرف ابن تیمیہ ہی پر نہین لگایا ہی بلکہ اُنکے شاگرد رشید ابن القیم
بھی اس خفت عقل مین اُنکے شریک ہین چنانچہ نواب صدیق حسن خان کے قول
سے ہم لکھہ آئے ہین کہ وہ ابن تیمیہ کے بعد ابن القیم کو ائمہ اہل سنتہ سے شمار کرتے
ہین۔ علامہ ذہبی اُنکے حال مین لکھتے ہین کہ وہ بھی ایک مدت تک حبس مین رہی
اور ایذا دیے گئے۔ اسیوجہ سے کہ وہ بھی سفر زیارت رسول اللہ کے مانع تھے
اگرچہ علم مین انکا پایہ بھی بہت وزنی ہے لکنہ معجب برایہ سئی العقل جری
علیہ امور یعنی اپنی عقل و راے پر مغرور رہین۔ بدعقل ہین جس سے اکثر
مصائب مین مبتلا ہوے۔ دیکھو حاشیہ امام الکلام صفحہ ۵۵

نواب صدیق حسن خان نے بھی انکی سوانح عمری لکھی ہے اور علامۂ ذہبی کا قول مذکور
نقل کیا ہے مگر لکنہ معجب برایہ کے بعد کا فقرہ سئی العقل اڑا دیا۔ واہ ری دیانت!
یہ خاص ابن تیمیہ کے شاگرد تھے بارہ برس تک اُنسے استفادہ علوم کرتے رہے۔ قید
مین اُنکے شریک تھے مگر اس طور پر کہ دونون مین ملاقات نہو سکی ۱۵۷ھ مین وفات کی
اب یہان بحث یہ پیدا ہوتی ہے کہ انکی عقلون مین خفت کیون پیدا ہوئی حالانکہ علمی
لیاقتون مین کیا درجہ بیان کیا جاتا ہے کہ حفظ قرآن۔ فقہ۔ نحو۔ تفسیر۔ اصول فقہ
ادب حساب کتاب وغیرہ علوم سے ابن تیمیہ دس برس کے سن مین فارغ التحصیل
ہوے اور ۱۹ برس کے بھی پورے نہوے تھے کہ صاحب فتوی مانے گئے۔ اور ایسے
زبردست علامہ ہوے کہ کوئی انکا ہمسر نہین گنا جاتا۔ اسپر عقل ایسی کہ خود اُنکے پیرو
اور مرید لوگ کہہ رہے ہین کہ عقل مین انکی نقص رہا اسکی کیا وجہ!۔
خدمت حدیث کا انکو یہ صلہ ملنا چاہیے کہ عقل انکی درست ہوتی۔ فہم انکا تیز ہوتا۔ اخلاق
انکے پاکیزہ ہوتے مگر افسوس ان سب باتون مین حصہ انکا اسکے ضد اور نقیض مین ہے
چنانچہ حالات ماسبق سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ لوگ کسقدر سلیط اللسان خلیع العذار
تھے کہ ہر شخص کو منبر و منبر گالیان دیتے اور ایذاء خلق اللہ سے باز نہ آتے۔ اگر اب بھی اہل
حدیث کی کتابین دیکھی جائین یا کوئی معمولی تحریر بھی انکی نظر سے گذرے تو سخت
کلامی اور بیہودہ گوئی سے خالی نہ ملیگی۔ حالانکہ اخلاق محمدی کے بالکل خلاف ہے
مقلدین۔ و غیر مقلدین کے مباحثے کی جتنی کتابین اسوقت تک شایع ہو چکی ہین اُنکو
دیکھیے تو بخوبی اسکی تصدیق ہو جائے کہ کوئی کتاب کوئی تحریر اس سے خالی نہین۔
اور یہ بھی اُسی بے عقلی کا نتیجہ ہے جو عوام و خواص کو اس وجہ سے ناراض کر دے۔
اس مسئلہ مین جہانتک غور کیا جاتا ہے کہ خفت عقل انکی قسمت مین کیون آئی تو بجز
اسکے کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ جو مذہبی اصول انھون نے قائم کیا ہے وہ غلط ہے
اُسی غلطی کا یہ نتیجہ ہے کہ اُنسے خلاف عقل باتین ظاہر ہوتی ہین اور ہمیشہ ہونگی۔
کیونکہ ان لوگون نے مان لیا ہے کہ جو کچھ صحابہ کہتے ہین وہ سچ ہے جو کچھ کرتے ہین

وہ حق پر ہیں ہمکو انکی پیروی کرنی چاہیئے - یہ اصول صرف اس بنیاد پر قائم ہوا کہ شیعون نے
اپنے اصول و فروع دین کا دارومدار اُن حدیثون پر رکھا جو بذریعۂ اہل بیت طاہرین
ان تک پہنچین -

ہمکو فریقین کے اس اصول سے کوئی بحث نہین جس سے شیعون نے اہل بیت رسالت
کو اس کام کے لیے منتخب کیا اور اہل حدیث نے صحابہ کو - کیونکہ ہر فریق اس اصول
قائم کرنے کیلئے حدیثین رسول اللہ کی پیش کرتے ہین چنانچہ شیعہ حدیث ثقلین اور
حدیث سفینہ نوح کو اس غرض سے لاتے ہین جو باتفاق فریقین صحیح و متواتر ہے -
اور اہل حدیث اصحابی کالنجوم وغیرہ حدیثین پیش کرتے ہین جسے خود موضوع بھی کہتے
ہین - لہذا ہم اس حیثیت سے یہان کوئی بحث کرنا نہین چاہتے لکم دینکم ولی دین -

مگر عقلی حیثیت سے دیکھتے ہین کہ اہل حدیث کا اصول کہانتک درست ہے - کیونکہ
کوئی متنفس ان اہل حدیث سے اسکا مدعی نہین ہے کہ صحابہ رسول معصوم تھے کہ کوئی
خطا یا گناہ نہ کرتے ہون جیسا کہ شیعہ اپنے ائمۂ اطہار کے بارے مین مدعی ہین کہ وہ سب
معصوم تھے - اب یہی پہلی بے عقلی ہوگی کہ ہم جسے معصوم نہ سمجھین آنکھہ بند کرکے اسکے
قول و فعل کو قابل تقلید و اقتدا سمجھین کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ نفس انسانی اسی
پر اعتماد کرسکتا ہے جو لا اقل اُن عیوب سے پاک ہو جسمین خود مبتلا ہون - یہی وجہ
ہے کہ ہر بات مین دیکھتے ہین کہ مختلف شہادتون مین جانچ پرتال کی جاتی ہے اور
وہی شہادت معتبر سمجھی جاتی ہے جو زیادہ تر عیوب سے پاک ہو -

اگر اس حیثیت سے بھی دیکھین کہ صحابہ کی تعداد ہزار ہا نہین بلکہ لاکھون تک پہنچی
ہے تو عقل کہدیگی ممکن نہین یہ لکھوکہا آدمی صادق اللہجہ ہون اور متقی و پرہیزگار
کیونکہ انبیا کی جماعت جو گذری ہے وہ سب معصوم تھے اس عصمت کی وجہ سے
اُن مین اختلاف نہوا اور جسقدر افعال و احکام شریعت مین اختلاف ہوا
وہ بحکم خدا ہوا اور سبکا زمانہ بھی ایک نہ تھا بخلاف صحابہ کے جنکی تعداد کثیر ہر ہر
ملک ہر ہر شہر ہر ہر قریہ مین پھیلی ہوئی ہے ہر شخص کی خواہش جدا ہر ایک کا مطلب

جدا۔ پھر ان میں اتفاق کیونکر ہو سکتا ہے۔
ہم فطری طور پر دیکھتے ہیں کوئی شخص اپنے جرم کا پورے طور پر اعتراف نہیں کرتا الا ماشاء اللہ بلکہ ہر بات کی توجیہ ضرور کر لیتا ہے۔ تو اس تقاضائے فطرت سے صحابہ کیونکر بچ سکتے ہیں۔ خصوصاً جب ان کی توجیہ ایسی معقول اور لاجواب ہو کہ سماعت رسول اللہ ھکذا پھر کسکی مجال ہے جو انکی تکذیب کرے کیونکہ ان کی صحابیت مسلم کوئی انکے مقابل کا نہیں جو کہے کہ اسوقت تو ہم بھی موجود تھے۔ اب جو کہتے ہیں وہ مقبول جو کریں وہی معمول۔ حالانکہ اسپر نہیں غور کیا جاتا کہ یہ کس درجہ کا صحابی ہے کہ مرتبہ اسنے شرف ملازمت حاصل کی کتنی مدت تک خدمت رسول میں رہا۔ کیا کرتے تھے حدیث وفقہ سے دلچسپی تھی یا دنیا بغرض اخذ احکام شرعی حاضر ہوتے یا دوسرے اغراض سے قرآن کو بھی سمجھا ہے یا نہیں حضرت کی بات بھی سمجھتے تھے یا نہیں۔ ان سب باتوں پر مطلق نہ خیال کیا اور لفظ صحابی سنکر زیادہ حد ادب کہا اور انکے قول و عمل کو مان لیا یہی بے عقلی ہے جسمیں کسیکو شک نہیں ہو سکتا۔
اسی حالت کی تعریف میں مولوی عبدالحی صاحب لکھتے ہیں کہ خدا نے سبیل نجات کو اپنے بندوں کے لئے سہل کیا کہ اسکے رسول نے کل مشکلات کو حل کیا اور انکے وزیروں نکے اختلاف باخودہا کو رحمت بنایا جمیع امت کیلئے اور چشمہ نبوت سے انہار مختلفہ جاری کئے جسنے اس سے قطرہ بھی لیا وہ اصل سرچشمہ سے ملحق ہوا یہی طریقہ ابتداے امت سے جاری رہا کہ صحابا امور شرعیہ میں باخودہا اختلاف کرتے اور ہر شخص اپنے اپنے طریقہ پر کوئی دلیل ظنی قائم کر لیتا۔ انکے شاگرد بھی اسی رفتار پر چلتے (امام الکلام) جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ صحابہ باخودہا مختلف تھے اور انکے طرز عمل میں جو خاص امور شرعی تھے اختلاف تھا تو اب انسان خود غور کر سکتا ہے کہ ان اختلافات میں حق ایک ہی امر ہوگا کل تو حق نہیں ہو سکتا چنانچہ حضرت سرور عالم بھی فرما گئے ہیں کہ ہماری امت کے بہتر فرقے ہونگے

ان مین ایک ناجی ہے باقی سب ناری ۔ تو ان مختلف صحابہ کے پیرو وکٹین جب حق ہوگا تو ایک ہی نہ کہ سب

ہمکو نہایت افسوس ہوتا ہے کہ ان علمانے جنکی عقلوں پر ایک زمانہ رو رہا ہے ۔ صحابہ کے اس اختلاف کے لئے ایک حدیث بھی تصنیف کی ہے جسے خاص حضرت سرور کائنات کی حدیث بتاتے ہین اور ہمکو شرم آتی ہے کہ اس جملہ کو لکھین یا حدیث کہین کیونکہ وضعی روایت کا راوی بھی کافر کہا جاتا ہے ۔ خود مولوی عبدالحی صاحب اپنے اس جملہ پر " اُنکے اختلاف باجوہا کو رحمت بنایا " حاشیہ لکھتے ہین اس جملہ مین اشارہ ہے اُن دونون حدیثون کی طرف جو زبان عوام پر مشہور ہین اختلاف امتی لکم رحمۃ اور حدیث اختلاف اصحابی لکم رحمۃ جسے بہت سے علما نے اپنی کتابون مین نقل کیا ہے مگر اسحق موصلی اور عمرو بن بحر جاحظ نے اسکو رد کیا ہے اور کہا اگر اختلاف صحابہ رحمت ہو تو چاہیے اُنکا اتفاق نقمت غضب خدا ہو صفحہ ۴

اب اہل انصاف خود غور کرین کہ ایسے امر کی نسبت رسول اللہ کیطرف جو رحمۃ للعالمین ہین اور ہدایت خلق کے لئے مبعوث ہوئے کسدرجہ کی بے ادبی ہے ۔ کیا کوئی مسلمان ایسا خیال کرسکتا ہے کہ خود حضرت اپنی امت مین اختلاف ڈال گئے یا اس اختلاف کو آپ پسند کرتے تھے اور اُسکی بیج کرتے ۔ خدا تو فرمائے لاتفشلوا فتذھب ریحکم اور حضرت اُسی اختلاف کو رحمت خدا فرمائین کسدرجہ کا ظلم ہے

چونکہ ان اختلافات کا نتیجہ کل مسلمان بہت اچھی طرح دیکھ چکے بلکہ اچھی طرح بھگت چکے لہذا اب بھی عقل سے کام لینا چاہئے اور وہ راہ اختیار کرنی چاہیے جس سے ہم ان اختلافات سے محفوظ رہین ۔ اور وہ اوسی صورت مین ہوسکتا ہے جب ہم صرف ہادی برحق کی ہدایتون اور ارشادون پر چلین اور اس خیال کو اپنے دل سے نکالدین کہ جو کچھ ان صحابہ نے کہا وہ سچ ہے جو کچھ کیا وہ حق ہے ۔

ممکن نہین کہ وہ حق ہو سکے اور جب تک ہم اس پیروی سے علیحدہ نہونگے ہرگز نہ اختلاف رفع ہو سکتا ہے نہ اتفاق پیدا ہو سکتا ہے۔

ہم مثال کے طور پر صرف ایک مسئلہ یہان لکھتے ہین جسپر کل یا اکثر صحابہ نے صرف مدینہ منورہ مین گیارہ سال تک رسول اللہ کا عمل ہر روز و شب دو یا تین بلکہ پانچ مرتبہ دیکھا اور خود عمل کیا اسمین کسقدر اختلاف ہے اسی اختلاف سے آپ بہ آسانی نتیجہ نکال سکتے ہین۔

وہ مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم نماز جماعت پڑھین تو ماموم کو سورہ پڑہنا چاہیئے یا نہ چاہیئے۔ صرف امام ابوحنیفہ کے مقلدون کا اس بارے مین پانچ مذہب ہے ایک یہ کہ نہ پڑھنا چاہیئے دوسرے یہ کہ پڑہنا منع ہے تیسرے مکروہ ہے چوتھے یہ کہ حرام ہے پانچوین یہ کہ اگر قرات کرے تو نماز باطل ہے امام شافعی کا یہ فتوی ہے کہ نماز جہری ہو یا اخفائی (با آواز بلند سورہ پڑہا جائے یا آہستہ) سب مین ماموم کو سورہ الحمد پڑہنا چاہیئے اور امام مالک وغیرہ کہتے ہین کہ آواز والی نماز مین نہ پڑھے۔ اور آہستہ والی نماز مین پڑہنا چاہیئے صفحہ ۲۔

مولوی صاحب ممدوح نے اس تقسیم کے پہلے بہت سی حدیثین صحابہ کی نقل کی ہین جنکی نسبت لکھتے ہین فی ذکر الاثار من الصحابۃ و من بعدھم وعبارات علماء الدالۃ علی تفرقھم جس سے معلوم ہوا کہ کل اختلافات کا منبع وہی صحابہ کا قول و فعل ہے تو اب فرمائیے سب حق ہین؟ یا کوئی حق ہے کوئی باطل؟

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان اختلافات کی وجہ ظاہرا کسی دنیوی امر سے نہین متعلق ہے بجز سخن پروری کے جس سے ہماری بات رہے۔ پس جس مسئلہ مین کہ رسول اللہ کے طرز عمل کو ۲۳ برس تک یا گیارہ سال تک روزانہ پانچ مرتبہ دیکھا کئے۔ اسمین اسقدر اختلاف ہوا۔ تو جس امر کو ایکدفعہ کسی نے دیکھا اور ہزارون نے نہ دیکھا ہو۔ اُس مین کہانتک نہ اختلاف ہوگا۔ اور اس اختلاف کا کیا نتیجہ ہوگا۔

شاید انہین حالات کی طرف شاہ ولی اللہ نے اشارہ کیا ہے کہ اہل حدیث تو اس ملت مصطفوی کے سوفسطائی ہین۔ کیونکہ سوفسطائی وہی ہے جو بدیہیات کا منکر ہو۔

اب اس سے بڑھکر بدیہی کا انکار کیا ہوسکتا ہے کہ خود ہی محدثین دیکھ رہے ہین اور صدہا روایت
اس مضمون کی بیان کر رہے ہین کہ حضرت نے فرمایا لوگ ہمپر جھوٹھ باندھتے ہین افترا کرتے ہین
جو ایسا کرے وہ اپنی جگہ جہنم مین بنائے اسپر بھی انھین کذابین و مفترین کی روایتین
نقل کر رہے ہین۔ کیونکہ یہ صفت تو انہین لوگون کی ہے جو حضرت کے وقت مین موجود
تھے اور حاضر خدمت ہوا کرتے۔ پھر انکے روایت کس عقل سے ہو سکتی ہے۔ اہل حدیث
کی کوئی کتاب ایسی نہوگی جو اس روایت سے خالی ہو۔ مگر عمل ندارد خود روایت کرتے
ہین کہ حضرت کی زندگی مین ایک صحابی نے جا کر بیان کیا کہ حضرت نے ہمکو اجازت دی ہے
جس گھر مین چاہین رہین کیونکہ وہ ایک عورت پر ان مین سے عاشق تھا۔ اسنے
قبول کیا اور منتظر تھے کہ شب کو آکر مہمان ہوگا۔ اسمین سے ایک شخص نے آکر
حضرت سے اس واقعہ کو بیان کیا۔ آپ نے انکار کیا کہ ہرگز مینے یہ حکم نہین دیا
ہے پھر ایک صحابی کو حکم دیا کہ جا کر اسے قتل کرو۔ یہ گئے تو اسکو مردہ پایا سانپ نے
قصہ طے کر دیا تھا۔ آپ نے کہا وہ جہنم مین گیا ۱۴۴ ۲ آثار مرفوعہ

ابن قطرانی ناقل ہین کہ خود حضرت کی زندگی مین آپ پر افترا کیا جاتا تھا اور اب
یہ حال بعد موت اسیوجہ سے مقنع کا بیان ہے (جو صحابی ہین) کہ ہم وہ حدیثین
بیان کرتے ہین جنکے بارے مین قرآن نازل ہوا یا سنت حضرت کی رواج ہوگئی ہے
یہانتک کہ خود امام اعظم ابو حنیفہ نے چند صحابی کی حدیث رد کر دی اور قبول نہین
کرتے مثل ابو ہریرہ و سمرہ بن جندب و انس بن مالک کے مگر اہل حدیث اسکا
مطلق خیال نہین کرتے۔ صحاح ستہ مین ہزارون روایتین ابو ہریرہ وغیرہ
کی ملین گی حالانکہ خود لکھتے ہین کہ حضرت عائشہ انکو کاذب و دروغ گو جانتی تھین
حضرت عمر انکو خائن و متہم سمجھتے اور بہت سے صحابہ و تابعین انکے افترا بر رسول
کے قائل ہین۔ یہ لوگ آنکھین بند کرکے ایسون کی روایتین لیتے ہین اور صحاح
ستہ مین درج کرتے ہین اور اسپر عمل کرتے ہین جس سے صدہا قسم کا اختلاف
پیدا ہوتا ہے اور ہزارون قسم کے نزاعات سے تباہ ہو رہے ہین۔ مگر انکی

عقل ایسی ماری گئی ہے کہ کسی طرح نہ کچھ سوچتے ہیں نہ سمجھتے ہیں اور بقول شاہ ولی اللہ صاحب سوفسطائی بنے ہوئے ہیں۔

تصنیف صحیح بخاری اب ذرہ اسپر غور کیجئے کہ صحیح بخاری کس عنوان سے تصنیف ہوئی۔ امام مسلم بن قاسم اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ علی بن مدینی اُستاد بخاری نے فن حدیث مین ایک ایسی کتاب لکھی تھی جو بے مثل و نایاب تھی کہ کبھی علی بن مدینی اُسے کسیکو نہ دکھاتے اتفاقاً اُنکو ایک سفر پیش ہوا اُنکے جانے پر امام بخاری نے اُنکے فرزند کو سو اشرفیان دیکر اسپر گانٹھا کہ تین روز کے لئے وہ کتاب مستعار دیوین۔ صاحبزادہ بلند اقبال یہ رقم کثیر دیکھکر بلبل ہوگئے۔ مان کو خوشامد برآمد کرکے راضی کیا کہ تین روز کے لئے یہ کتاب مستعار دیدو۔ صدہا قسم کھاکر بخاری نے وہ کتاب لی کہ تین روز کے بعد ضرور واپس دینگے۔ یہان آکر سو اشرفیان اور خرچ کین متعدد اشخاص کو دو دو چار چار جز تقسیم کردئے کہ ایک شب و روز مین لکھ دو اور مقابلہ بھی کردو۔ قبل از وقت معین کتاب جاکر حوالہ کی کہ دو ایک بات دیکھنی تھی۔ اب کیا تھا بخاری صاحب نے محنت شروع کردی چند مہینون مین کتاب یاد ہوگئی۔ اُدھر علی بن مدینی سفر سے واپس آئے۔ ان فریبی کارروائیون کی اُنہین کیا خبر۔ جب ایک مدت کے بعد بخاری صاحب حاضر خدمت ہوئے پوچھا کہان تھے۔ جواب دیا کچھ ضروریون مین مبتلا تھا اسوجہ سے نہ حاضر ہوسکا۔ اب جو درس شروع ہوا تو بخاری صاحب ہر ہر حدیث پر وہی باتین کہتے ہین جو علی بن مدینی نے اپنی کتاب مین لکھی تھی۔ علی بن مدینی نے کہا یہ باتین تمھین کہان سے معلوم ہوئین یہ قول تو مخصوص مین اور واللہ اسکا جاننے والا تو ہمارے زمانہ مین کوئی نہ رہا یہ کہکر محزون و مغموم گھر آئے اور سمجھ گئے کہ بخاری کوئی چال چلے جس سے ہماری کتاب اُنکے ہاتھ لگی۔ اسی غم مین وہ دنیا سے سدھارے اور اسکے بعد بخاری نے اپنی یہ کتاب مرتب کی اور مشہور کیا جس سے تمام نام انکا بلند ہوا۔

ہمکو اس کتاب کی اُس عظمت و اقتدار سے کوئی بحث نہیں جسکا سکہ اہل سنت

کے تمامی فرق پر بیٹھا ہوا ہے کہ باوصفیکہ ابتدا سے آجتک صدہا قسم کی مخالفت اسکے
ساتھہ کی گئی۔ مگر یہ لقب ایسا وزنی ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح بخاری
اسکے سر سے نہ اٹھا۔ حالانکہ اصلیت اسکے تصنیف کی یہی ہے جو اوپر لکھی گئی۔
اگر کوئی شخص اصل کتاب کو دیکھے تو یقیناً اس تاریخی حالت کی تصدیق کریگا کیونکہ
نہ کوئی حدیث اوسمین مسلسل ملتی ہے نہ پورا واقعہ ملتا ہے ایسے عنوان سے باب
مقرر کیا گیا ہے کہ ہمیشہ آدمی اُس مین ٹھوکرین کھایا کرے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ علی بن مدینی نے ہر ہر حدیث کے متعلق اُن فوائد و احکام کو لکھے تھے جو فقہی طور
سے اُس سے استنباط کیا جاتا یا وہ نتیجہ نکالا جاتا۔ اُنہین فوائد و نتائج کو امام بخاری
نے اپنی منتہائے عقلمندی سے باب بنادیا اور ایک ایک حدیث کے سو ٹکڑے
کر دئے چنانچہ علامہ ذوالنسبین لکھتے ہین اورده البخاری ناقصاً مبتراً کما
تری وھی عادتہ الخ۔ اس روایت کو بخاری نے ناقص و ابتر روایت کیا ہے
جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور یہ بخاری کی عادت ہے اس قسم کی حدیثون کی روایت
کرنے مین،،

یہ اعتراض اُنکا اس بارے مین ہے کہ امام بخاری نے اُس روایت کو جسمین جناب امیرؑ
کا تقسیم خمس کے لئے یمن جانا مذکور ہے۔ اس عنوان سے لکھا کہ ناقص و ابتر کر دیا
جسکی وجہ علامہ ذوالنسبین لکھتے ہین۔ اور یہ ترکیب بخاری کی بسبب اُس بری رائے
کے ہے جو اُس طریقہ کے انحراف سے رکھتے ہین۔ اور امام احمد بن حنبل نے کامل اور
محقق طور سے وارد کیا ہے الخ پھر دوسرے مقام پر لکھتے ہین کہ ہمنے اسکو صحیح مسلم
سے اسوجہ سے نقل کیا کہ مسلم نے پوری روایت لکھی ہے اور بخاری نے اپنی عادت
کے مطابق الفاظ بھی ساقط کر دئے اور یہ اُن عیبون سے ہے جو اُنکی تصنیف پر وارد
کئے گئے ہین خصوصاً بخاری کا ذکر علیؑ کو ساقط کر دینا،،

ہماری تحریر چونکہ مذہبی حیثیت سے نہین ہے اسلئے یہانپر ہم اس امر سے بحث نہین
کرتے کہ جناب امیرؑ کا ذکر خیر کیون ساقط کر دیا؟ یا حضرتؑ سے بخاری کو کیون عداوت

تھی، مگر سمجھ دار آدمی کو اس بات سے ضرور نفرت ہوگی کہ کسی کی بات ٹکڑے ٹکڑے کر دیجائے جس سے اصل مطلب یا اصل واقعہ خبط ہو جائے اور احادیث نبوی کے ساتھ ایسا برتاؤ تو کسی غیر مسلمان کو بھی نہ پسند نہ پڑیگا چہ جائیکہ مسلمان اُسے پسند کرین! کیونکہ اسلامی تمامی شریعت کا دار و مدار صرف حضرت ہی کی احادیث صحیحہ پر ہے حتی کہ قرآن کے معنی و مطلب بہی انہین حدیثون سے معلوم ہوتے ہین۔ پھر اُسکا ناقص و ابتر کرنیوالا کس درجہ بُرا مانا جا سکتا ہے۔

زیادہ تر تعجب تو یہ ہے کہ بہت سے علمار اہل سنۃ نے امام بخاری کو اس قابل بھی نہ جانا کہ اُن کی روایت لیجائے حالانکہ عام طور پر خوارج اور شیعون کی روایت لیجاتی ہے علامہ ذہبی لکھتے ہین کہ ماسلم من الکلام لاجل مسئلۃ التلفظ ترکہ لاجلھا الرازیان کہ امام بخاری بہی قدح سے نہین بچے مسئلہ لفظ کے سبب سے دونون رازی (امام ابو ذرعہ رازی و امام ابو حاتم رازی) نے ترک کر دیا۔ بلکہ یہانتک ترقی کی گئی کہ امام محمد بن یحیی ذہلی لکھتے تھے وہ کہ قرآن کلام اللہ تعالی کا وہ مخلوق نہین ہے اور جو شخص یہ گمان کرے کہ میرا تلفظ بہ قرآن مخلوق ہے وہ بدعتی ہے نہ اُسکے پاس بیٹھا جائے اور نہ اُس سے بات کی جائے اور جو کوئی اسکے بعد محمد ابن اسمعیل بخاری کے پاس جائے اُسے بھی متہم جانو اسلئے کہ اُسکی مجلس مین نہین حاضر ہوگا مگر وہ جو اُسکے مذہب پر ہو۔

اب غور کیجئے کہ بخاری کی یہ شان ہو کہ خود اُسی مذہب کے اکابر جو سب کے سب اُستاد تھے وہ اہل حدیث ہین کہ کوئی حنفی نہین۔ اسطرح اُنکے حق مین ارشاد فرمائین تو کس عقل سے کوئی عاقل اُسکی پیروی کر سکتا ہے۔ اور کس روایت کو سچ مان سکتا ہے جب خود اُسی صحیح بخاری مین متناقض روایتین بھری پڑی ہون۔

یہان چونکہ صحیح مسلم کا ذکر خیر آگیا ہے کہ امام ابن دحیہ ذو النسبین نے لکھا تھا کہ صحیح مسلم مین یہ روایت پوری لکھی گئی ہے۔ اسلئے اُسکی حالت بھی سن لیجئے کہ

ملا علی قاری اور علامہ عبد القادر حنفی ناقل ہیں کہ جب مسلم صاحب نے کتاب صحیح مسلم تیار کی تو اپنے استاد امام ابو ذرعہ کے پاس لیگئے ابو ذرعہ نے مسلم پر اپنا غیظ و غضب ظاہر کیا اور کہا کہ تم نے اسکا نام صحیح رکھا ہے حالانکہ اہل بدعت وغیرہ کے لئے تم نے زینہ بنایا ہے۔ علامہ عبد القادر لکھتے ہیں کہ خدا اپنی رحمت نازل کرے ابو ذرعہ پر کہ انہوں نے سچ کہا کیونکہ ایسا ہی واقع ہوا کہ جب کوئی حدیث بیان کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ صحیح مسلم میں نہیں ہے،،

اب ہر شخص کو سمجھنا چاہیئے کہ جب صحیح مسلم بدعتوں کی سیڑھی ہے تو اس زینہ پر چڑھنے والے اور معراج پانے والے لقب اہل سنۃ سے ملقب ہونگے یا اہل بدعت سے۔

بہرحال ہم چونکہ کوئی مذہبی تحریر نہیں لکھ رہے ہیں اسلئے ان دونوں صحیحوں پر پورے پورے اعتراضات نہیں لکھ سکتے جو آجتک علماء اہل سنۃ نے وارد کئے بلکہ اپنے اصلی مطلب سے آگے قدم بڑھانا منظور نہیں جس سے اس تحریر کی ابتدا ہوئی عقل اور اہل حدیث کیونکہ خود مسلم مصنف صحیح مذکور کی عقل کی جو تعریف کیگئی ہے وہ ان الفاظ سے ظاہر ہے قال ابو قریش الحافظ کنت عند ابی ذرعۃ فجاء مسلم بن الحجاج فسلم علیہ وجلس ساعۃ وتذاکرا فلما ان قام قلت لہ ھذا جمع اربعۃ الاف حدیث قال فلمن ترک الباقی ثم قال ھذا لیس لہ عقل ولو داری محمد بن یحیی لصار رجلا سیر اعلام النبلاء ذھبی۔

ابو قریش حافظ کہتے ہیں کہ میں امام ابو ذرعہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ مسلم بن حجاج آئے۔ اور ابو ذرعہ پر سلام کرکے کچھ دیر تک بیٹھے اور مذاکرہ کرتے رہے جبکہ مسلم کھڑے ہوئے تو میں نے ابو ذرعہ سے کہا کہ انہوں نے چار ہزار حدیثیں صحیح جمع کی ہیں تو ابو ذرعہ نے کہا کہ باقی کسکے لئے چھوڑ دیں۔ پھر کہا اس شخص کو عقل نہیں ہے اگر یہ محمد بن یحیی کی مدارات کرتا تو آدمی ہوجاتا،،

جس سے معلوم ہوا کہ امام ابو ذرعہ صرف انکو خارج از عقل ہی نہیں سمجھتے بلکہ خارج

از انسانیت بھی۔ پھر کوئی عاقل بلکہ الیسان کیونکر انکی پیروی کرسکتا ہے اور انکے مذہب پر عمل کرسکتا ہے۔

یہاں آکر اب سب سلسلہ درست ہوجاتا ہے۔ کیونکہ ابن تیمیہ ابن القیم کا دار و مدار انہیں دونوں کتابوں پر ہے جسے صحیحین کہتے ہیں۔ اور انکی عقلوں کی حالت معلوم ہوچکی۔ تو کیا یہی عاقلانہ حکم تمامی اہل حدیث کی نسبت نہیں جاری ہوگا جنکے بارہ میں شاہ ولی اللہ صاحب عام طور پر فرماتے ہیں کہ یہ سوفسطائی ملت ہیں۔

اب یہاں اسکو بھی سُن لیجئے کہ خود علماء اہل سنۃ جناب شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ کو جنکی کافی کلینی مشہور ہے احادیث میں اس کا مصداق بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا و یبعث علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد دینہا۔ جیسا کہ مجمع بحار الانوار گجراتی میں ہے والحدیث اشارۃ الی جماعۃ من الاکابر علی راس کل مائۃ ففی راس الاول عمر و بن عبد العزیز ومن الفقہاء والمحدثین وغیرہم لا یحصی وفی الثانیۃ المامون والشافعی والحسن بن زیاد واشہب المالکی وعلی بن موسی ویحیی بن المعین ومعروف الکرخی وعلی الثالثۃ المقتدر وابوجعفر الطحاوی الحنفی وابوجعفر الامامی وابوالحسن الاشعری والنسائی وعلی الرابعۃ القادر باللہ وابوحامد الاسفرائینی وابوبکر محمد الخوارزمی الحنفی والمرتضی اخوالرضی الامامی

جس سے معلوم ہوا کہ جناب شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ انکے نزدیک بھی اس حدیث مجددین کے مصداق ہیں اور جس درجہ پر امام شافعی یحیی بن معین عمر بن عبد العزیز قبول کئے جاتے ہیں اسی درجہ پر یہ بھی مانے جاتے ہیں۔ پھر انکے مجموعہ احادیث کو نہ قبول کرنا اور بیعقلوں کی روایتوں پر عمل کرنا کس درجہ کی بیعقلی ہے۔

اب ہم ایک دوسرے طور پر بھی اس عقلی قوت کی انکے جانچ کیا چاہتے ہیں جس سے دیکھیں کہاں تک انکی عقلوں پر روشنی پڑتی ہے کیونکہ ابھی تک صحیح بخاری و صحیح مسلم

کو علیحدہ علیحدہ لئے تھے اب دونون کو ہم ملا دیتے ہین اور اوسوقت دیکھتے ہین کہ کس قدر انکی عقلون مین ترقی ہوتی ہے۔ کیونکہ حدیثون کا سلسلہ دونون کتابون مین رسول اللہ ہی تک پہنچتا ہے۔ وہی مقدس صحابہ اس مین بھی رونق افزا ہین جو ایک جگہ باعث زیب وزینت تھے اور جنکے اختلاف کو رحمت کا خطاب دیا گیا تھا۔ بخاری ومسلم باخود با اُستاد وشاگرد بھی۔ پیر بھائی بھی ہین جو اُنکے اُستاد وہی انکے بھی۔ کچھ یون ہی سا تفرقہ ہے۔ لہذا دونون صحیحون کے ملانے سے چاہیئے کہ وہ امراض جلد دفع ہون جو ان عقلون مین پیدا ہوے۔ وہ اسقام جلد دفع ہون جو انہین بے عقل بنا رہے ہین مگر ہائے رے قسمت "مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی" کیونکہ مولوی عبد العلی صاحب بحر العلوم اپنی کتاب شرح مسلم الثبوت مین لکھے ہین۔

وقد روی فیہما اخبار متناقضۃ فلو افاد روایتہما علما لزم تحقق النقیضین فی الواقع۔ صحیحین مین نقیضین روایتین موجود ہین پس اگر صحیحین کی روایتین مفید علم ہون تو اجتماع نقیضین کا فی الواقع وجود ہونا لازم آتا ہے۔

یہ ایک عقلی بات ہے کہ دو نقیض چیزین جمع نہین ہوسکتین مثلاً ایک ہی وقت دن بھی ہو رات بھی ہو محال ہے ایک ہی چیز سفید بھی ہو سیاہ بھی ہو ممکن نہین۔ تو اب صحیحین کے صحیح ماننے سے پہلے زوال عقل تو یون ہوگا کہ اجتماع نقیضین کے ہم قائل ہون جو بے عقلی ہی نہین ہے بلکہ جنون و دیوانگی۔

دیکھیئے صحیح مسلم مین یہ روایت موجود ہے کہ ابو سفیان پدر معویہ کی طرف مسلمان لوگ التفات نہ کرتے تھے لہذا انہون نے حضرت سے تین امرون کا سوال کیا ایک یہ کہ میری پاس اُمّ حبیبہ میری لڑکی نہایت خوبصورت ہے اُس سے آپ عقد کیجئے۔ اور معویہ کو اپنا منشی بنایئے اور تیسرے مجھے امیر لشکر مقرر فرمایئے کہ کافرون سے جہاد کرون۔ حضرت نے سب منظور کیا۔

علامہ ابن القیم (جنکا امام اہل حدیث ہونا مع فتور عقل سابقاً مذکور ہوا) فرماتے ہین کہ یہ حدیث غلط ہے جسمین کسیطرح کی پوشیدگی نہین۔ ابن حزم فرماتے ہین کہ

یہ بلاشک موضوع ہے اسے عکرمہ نے وضع کیا۔ کیونکہ تمام مورخین کا اجماع ہے اسپر کہ ام حبیبہ کا عقد رسول اللہ سے سنہ ۶ ہجری مین ہوا جسوقت وہ ارض حبشہ مین تھین اور نجاشی بادشاہ حبش نے یہ عقد پڑھا اور حضرت کیطرف سے مہر ادا کیا۔ چنانچہ اس عقد کے بعد ابوسفیان مدینہ مین حضرت سے صلح کی بات کرنے آیا تو اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس بھی گیا۔ تو ام حبیبہ نے فرش رسول اللہ کو اس غرض سے اُلٹ دیا کہ ابوسفیان اسپر نہ بیٹھ جاے اسکے بعد سنہ ۸ مین بعد فتح مکہ ابوسفیان و معویہ اسلام لائے (تو پھر وہ قصہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے) دوسرے اس حدیث مین یہ بھی ہے کہ حضرت سے ابوسفیان نے خواہش کی کہ امیر لشکر بنائیے حالانکہ خوب معلوم ہے کہ حضرت نے ابوسفیان کو کبھی امیر نہین بنایا۔ زاد المعاد ابن القیم

اسیطرح مسلم مین یہ روایت ہے کہ حضرت نے حجۃ الوداع مین منٰے سے کوچ کرنیکے بعد مکہ مین نماز پڑھی حالانکہ پھر اُسی مسلم مین یہ بھی ہے کہ حضرت نے نماز ظہر منٰی مین پڑھی جسپر امام ابن حزم فرماتے ہین کہ ان دونوں روایتون مین ایک بلاشک جھوٹی ہے امام ادفوی کتاب الامتاع مین بعد رد قول ابن صلاح بصحت احادیث صحیحین لکھتے ہین کہ صحیحین کی احادیث مین حفاظ حدیث نے قدح کی ہے چنانچہ دارقطنی نے چند حدیثون مین قدح کی اور اسیطرح ابن حزم چند حدیثون کو مقدوح کیا اور صحیحین مین ایسی متعارض حدیثین واقع ہین کہ کسی طرح جمع و توفیق اُن مین ممکن نہین " پھر کوئی عاقل کیونکر ان حدیثون پر عمل کرسکتا ہے اور اُسکو اپنے دین و دنیا کا مدار قرار دے سکتا ہے۔ اس سے بڑھکر حماقت و بعقلی کی کیا دلیل ہوسکتی ہے۔

درحقیقت صحیحین نے شریعت مین ایسا رخنہ ڈالا ہے کہ کسی طرح اُسکا انسداد ممکن نہین کہتے ہین اصح الکتب بعد کتاب الباری مگر سمجھتے ہین فوق کتاب الباری کہ کتاب اللہ کی کوئی وقعت ان حدیثون کے مقابلہ مین نہین رہتی۔

امام فخر رازی اپنے اُستاد کی حکایت نہایت ہی دلچسپ لکھتے ہین صفحہ ۶۴۳ جلد ۱ تفسیر

قال شیخنا و مولٰنا قد شاهدت جماعة من مقلدة الفقهاء قرأت عليهم

ایات کثیرۃ من کتاب اللہ فی بعض المسائل وکانت مذاہبہم بخلاف تلک الایات فلم یقبلوا تلک ولم یلتفتوا الیہا وبقوا ینظرون الی کالمتعجب یعنی کیف یمکن العمل مع ان الروایۃ عن سلفنا وردت علی خلافہا ولو تاملت حق التامل وجدت ھذا الداء سار یا فی عروق الاکثرین من اہل الدنیا۔

اس عبارت سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ روایتوں کی بنیاد پر آیات صریحہ کتاب اللہ رد کر دی جاتی ہیں تو جب معمولی حدیثوں کی یہ حالت ہوتی ہے تو ان حدیثوں کا کیا کہنا ہے جنکی صحت عام طور پر آنکھ بند کرکے مان لی گئی ہے اور کسیطرح کا سمین چون و چرا نہیں کیا جاتا۔ پھر ان لوگوں کی عقل کی کیونکر نہ وہی تعریف ہو جو شاہ ولی اللہ و امام ذہبی وغیرہ فرما گئے۔

یہ مضمون چونکہ بہت طولانی ہو گیا اسلئے اب ہم اختصار کرنا چاہتے ہیں اور صرف دو تین باتیں مثل قاعدہ کلیہ کے بیان لکھ دیتے ہیں جس سے ان عقول عالیہ کی حالت پورے طور پر ظاہر ہو جائے اگرچہ اس بے عقلی کی جانچ کے قواعد بہت ہیں مگر یہاں تین قاعدہ پر اکتفا کیا جاتا ہے جس سے ہر شخص سمجھ جائیگا کہ جو خطاب شاہ ولی اللہ صاحب نے یا اور بزرگان دین نے دیا ہے کہ سوفسطائیہ ملت مصطفیہ گشتندہ یا علماء اکبر من عقلاء اس سے بہتر کوئی خطاب انکے لئے زیبا نہیں۔

اول یہ کہ جتنے اہل حدیث ہیں قریب وہ سب جسمیت خداوند عالم کے قائل ہیں جو بجائے خود انکے کمال عقل کی دلیل ہے علامہ دوانی شرح عقائد میں لکھتے ہیں واکثر المجسمۃ ھم الظاہریون المتبعون بظواہر الکتاب والسنۃ واکثرھم المحدثون یعنی جسمیت خدا کے قائل وہی لوگ ہیں جو ظاہر کتاب و سنت کے پیرو ہیں جنمیں سے اکثر لوگ وہی اہل حدیث ہیں جس سے معلوم ہوا کہ اکثر اہلحدیث اسی خیال کے ہیں کہ وہ جسمیت خدا کے قائل ہیں اور امام ابن الجوزی اپنی کتاب تلبیس ابلیس میں لکھتے ہیں۔ واعلم

ان عموم المحدثین حملوا ظاهر ما نقلوا من صفات الباری سبحانه وتعالیٰ علی مقتضی الحس فشبهوا لانهم لم یخالطوا الفقهاء فیعرفوا حمل المتشابه علی مقتضی المحکم۔ جس سے بصراحت معلوم ہوا کہ عموم محدثین اسی مسلک کے سالک ہیں کہ صفات باری تعالیٰ کو بقیاس حسیات قبول کرتے ہیں جس سے وہ مشبہہ ہو گئے حیرت ہے کہ ابن الجوزی اسکی وجہ یہ قرار دیتے ہیں کہ اہل حدیث کو چونکہ فقہا سے اختلاط کم رہا اسلئے وہ آیات متشابہہ قرآن کو نہ سمجھ سکے اور معنی ظاہری کو الفاظ متشابہ کے قبول کر لیا۔

امام بیہقی نے تو اور بھی غضب کیا کہ لکھتے ہیں۔ وقد زل بعض شیوخ اهل الحدیث ممن یرجع الی معرفته بالحدیث والرجال فحاد عن هذه الطریقة حین روی حدیث النزول ثم اقبل علی نفسه فقال ان قال قائل کیف ینزل ربنا الی السماء قیل له ینزل کیف یشاء فان قال هل یتحرک اذ انزل فقال ان شاء تحرک وان شاء لم یتحرک وهذا خطاء فاحش عظیم والله تعالیٰ لا یوصف بالحرکة لان الحرکة و السکون یتعاقبان فی محل واحد وانما یجوز ان یوصف بالحرکة من یجوز ان یوصف بالسکون وکلاهما اعراض الحدث واوصاف المخلوقین والله تبارک وتعالیٰ متعال عنهما لیس کمثله شیٔ

یعنی بڑے بڑے شیوخ اہل حدیث کو یہاں لغزش ہوئی ہے جنکی تحقیقات پر دین و ایمان کا مدار ہے۔ معرفت حدیث و رجال میں وہ لوگ مرجع خلائق ہیں۔ کیونکہ جب نزول (خدا) کو انہوں نے روایت کیا تو خود اپنے نفس سے یوں سوال و جواب کیا کہ اگر کوئی پوچھے خدا آسمان سے کیونکر اترتا ہے تو جواب دینگے جسطرح چاہے اور تیرے۔ اور اگر یہ سوال کرے کہ وقت نزول خدا کو حرکت ہوگی یا نہیں تو جواب دینگے یہ اُسکے اختیار میں ہے چاہے متحرک ہو یا نہو۔ امام بیہقی کہتے ہیں یہ غلطی فاش اُنکی ہے خداوند عالم کی شان میں حرکت وسکون کا استعمال نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ یہ باتین حادث اور مخلوقات کی شان سے ہے جس سے خداوند عالم منزہ ہے
ان تحریرون سے تو اسقدر یقیناً معلوم ہوا کہ کل یا اکثر ائمہ دین اہل حدیث
اسی عقیدہ کے پیرو ہین کہ خدا کو مشابہ مخلوق سمجھتے ہین اُسکی جسمیت کے قائل ہین۔
چنانچہ ابن تیمیہ کے حال مین مذکور ہوا کہ انہون نے جب اس حدیث کو بیان کیا تو
خود منبر سے اوتر آئے اور بتایا کہ یون ہی خدا بھی اوترتا ہے۔ تو اب اسکے بیان کی
ضرورت نہ رہی کہ اس عقیدہ والا آدمی کس عقل و دماغ کا ہے۔ اور جب
خود خدا کی معرفت مین اور اُسکی صفات پر ایمان لانے مین یہ عقلمندی ظاہر کرے
تو اور کیا امید ہو سکتی ہے۔

اب یہان ہر شخص متحیر ہو سکتا ہے کہ ایسے ایسے متبحر علماء دین کیون اس مصیبت
مین مبتلا ہوئے جسکو ادنے عقل والا آدمی بھی نہین قبول کر سکتا چہ جائیکہ ایسے
علما اُسکے معتقد ہون۔ مگر مزید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا اسکی تو عمداً ہوئی
ضد مین اور بعدہ اُنکے مقلدین نے آنکھ بند کر کے اُسی عقیدہ فاسدہ پر اعتقاد
جمایا اور بے سمجھے بوجھے اُسی کے پیرو بنے چنانچہ علامہ شہرستانی ملل و نحل مین
لکھتے ہین۔ ان السلف من اصحاب الحدیث لما راوا توغل المعتزلة فی
علم الکلام ومخالفة السنة التی عہدوہا من الائمة الراشدین
ونصرہم علی قولہم بنفی الصفات وخلق القرآن تحیروا فی تقریر
مذہب اہل السنة والجماعة فی متشابہات آیات الکتاب واخبار
النبی ﷺ فاما احمد بن حنبل وداؤد بن علی الاصفہانی وجماعة من ائمة
السلف فجروا علی منہاج السلف المتقدمین علیہم من اصحاب
الحدیث مثل مالک بن انس ومقاتل بن سلیمان وسلکوا طریق
السلامة فقالوا نؤمن بما ورد بہ الکتاب والسنة ولا نتعرض للتاویل
جس سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث کے اسلاف معتزلہ وغیرہ کے مقابلہ مین تقریر مذہب
اہل سنة والجماعة کے ثابت کرنے مین حیران ہوئے اور متشابہات قرآن کی تاویل

ہیں حیرت میں پڑ گئے متقدمین نے تو یہ کہکر جان بچائی کہ جو کچھ کتاب و سنت میں وارد ہے اُسپر ایمان لاتے ہیں اور تاویل نہیں کرتے جسکا ماحصل یہی ہے کہ قرآن میں ید اللہ وارد ہے ہم اُسپر ایمان لاتے ہیں تاویل نہیں کرتے جو غلبہ یا قدرت مراد لیں۔ بلکہ وہی ید مانتے ہیں جو قرآن کا لفظ ہے وغیرہ وغیرہ

درحقیقت جب آدمی کو حیرت ہوتی ہے تو ایسی ہی باتیں منہ سے نکلتی ہیں۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا ہم کیا کہتے ہیں اور کیا کہنا چاہیئے۔ جس سے بہکی بہکی باتیں نکلتی ہیں اور کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ چنانچہ وہی ہوا کہ اسلاف اگر متحیر ہوئے تھے تو اخلاف نے یہ قیامت ڈھائی کہ خود علامہ شہرستانی لکھتے ہیں۔ ومثل مضر وکہمش واحمد الہجیمی وغیرہم من اہل السنۃ قالوا معبودہم صورۃ ذات اعضاء وابعاض الخ۔ یعنی مضر کہمش احمد ہجیمی وغیرہ اہل سنت سے اسکے قائل ہیں کہ انکا معبود صورت دار ہے۔ جسکے اعضا بھی ہیں۔ اور اجزا بھی۔ روحانی ہوں یا جسمانی۔ وہ انتقال بھی کرسکتا ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جائے۔ (المنبر پر) چڑھ سکتا ہے (نیچے) اوتر سکتا ہے۔ استقرار و تمکن بھی اسکو حاصل ہے۔

(اہل حدیث) اُن کی حکایت کو اشعری محمد بن عیسی سے ناقل ہیں کہ مضر و کہمش واحمد ہجیمی جائز رکھتے ہیں خدا کا لمس کرنا (ہاتھ سے چھونا) اور مصافحہ کرنا۔ اور خالص مسلمان اُس سے معانقہ کرتے ہیں دنیا و آخرت میں جب ریاضت واجتہاد کے ذریعہ سے حد اخلاص اور اتحاد محض پر فائز ہوں۔ کبھی تو بعض لوگوں سے یہ حکایت نقل کرتے ہیں کہ اسی دنیا میں خدا کی زیارت کرتے ہیں اور خدا اُنکی زیارت کرتا ہے اور داؤد جوار بی سے حکایت ہے انہ قال اعفونی عن الفرج واللحیۃ و اسالونی عما وراء ذلک وقال ان معبودہ جسم ولحم ودم ولہ جوارح واعضاء من ید ورجل وراس ولسان وعینین واذنین کہ وہ کہتا تھا لحیہ اور فرج کے سوال سے تو معاف رکھو (یہ نہ پوچھو کہ خدا کے داڑھی ہے

یا نہیں اور علامت رجولیت وانا ثیت ہے کہ نہیں) اور جو چاہو پوچھ لو۔
یہ بھی اسکا مقولہ ہے کہ خدا کے جسم بھی ہے گوشت بھی ہے خون بھی ہے اور اعضا
وجوارح بھی ہین۔ ہاتھ پیر۔ سر۔ زبان۔ آنکھین۔ کان (ناک کا نام نہین لیا)
مگر اسکا جسم مثل اور جسمون کے نہین نہ گوشت خون مخلوقات کے مشابہ ہے۔
اسیطرح کسی صفت مین وہ مخلوقات کا مشابہ نہین ہے۔ یہ بھی اسیکا مقولہ ہے کہ خدا
سینہ تک تو اجوف ہے (کھوکھلا) اور اسکے نیچے مصمت ہے (ٹھوس) وان لہ
وفرۃ سوداء و لہ شعر قطط اور اسکے کانون تک سیاہ بال ہین گھونگر والے۔
اسکے بعد علامہ شہرستانی لکھتے ہین کہ قرآن یا حدیث مین جو الفاظ اس قسم کے وارد
ہین سبکے اصلی معنی مراد لئے ہین وزادوا فی الاخبار اکاذیب وضعوھا و
نسبوھا الی النبیؐ واکثرھا مقتبسۃ من الیھود فان التشبیہ فیہم
طباع حتے قالوا اشتکت عیناہ فعادہ الملئکۃ وبکے علی طوفان نوح
حتی رمدت عیناہ وان العرش لیاط من تحتہ کاطیط الرحل الجدید
وانہ لیفضل من کل جانب اربع اصابع اور حدیثون مین جھوٹی حدیثین
بڑھادین جنھین خود وضع کیا اور حضرت کیطرف انکی نسبت کی حالانکہ وہ سب
مقتبس ہین یہود سے انھین وضعی حدیثون مین یہ بیان کیا کہ خدا کی آنکھین
دکھنے آئین تو ملئکہ نے اسکی عیادت کی۔ طوفان نوح پر اتنا رویا کہ آنکھین جوش
کر آئین۔ عرش اسکے بیٹھنے سے چرچراتا ہے اور عرش کے چارو طرف سے چار چار
انگل اسکا جسم باہر رہتا ہے۔ دیکھو کتاب ملل ونحل صفحہ ۷۵ لغایت ۷۹
علامہ شہرستانی نے اس بیان کو نہایت تفصیل سے چار صفحون مین لکھا ہے مگر ہمنے مختصر
کیا اور اسیوجہ سے اصل عبارت عربی نہ لکھی کہ موجب ملال ناظرین ہوتا۔
ان بیانون سے صراحت تام معلوم ہوا کہ اہل حدیث کے متقدمین ومتاخرین سب
اس مرض مہلک مین مبتلا ہین کہ خدا کی جسمیت کے قائل ہین۔ تو اب ان کے
صاحب عقل وفہم ہونے مین کون شک کر سکتا ہے اور اس سے بڑھکر انکے

عقل کی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ معتزلہ و کہمش کچھ معمولی آدمی نہیں ہیں جو لیے پھر پایا جائے بلکہ وہ امام بخاری و امام مسلم کے اساتذہ ہیں۔ جنکی روایتوں کی بدولت ان کتابوں نے صحیحین کا خلعت فاخرہ پایا۔ پھر ایسے عقیدے کو کونسا اہل حدیث انکار کرسکتا ہے۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں کہمش بن الحسن التمیمی البصری العبد الصالح الثقہ۔ کان یصلی فی الیوم واللیلۃ الف رکعۃ جس سے معلوم ہوا کہ یہ ثقہ ہیں صالح ہیں۔ ہر روز و شب میں ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تو اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ ان لوگوں کے یہاں معمولی شخص ہوں یا فاسد العقیدہ تھے۔

علامہ شہرستانی نے اگرچہ مقاتل بن سلیمان کو متقدمین اہل حدیث میں داخل کرکے ان قباحتوں سے بری کرنا چاہا مگر دوسرے علما کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا حصہ اس مادہ میں سب سے زیادہ ہے۔ چنانچہ علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں قال ابوحنیفہ افرط جہم فی نفی التشبیہ حتی قال انہ تعالی لیس بشیٔ وافرط مقاتل فی الاثبات حتی جعل مثل خلقہ۔ کہا ابوحنیفہ نے کہ جہم (امام مذہب جہمیہ) نے نفی تشبیہ میں اسقدر مبالغہ کیا کہ قائل ہوگئے خدا کوئی چیز ہی نہیں۔ اور مقاتل نے اثبات میں اتنا مبالغہ کیا کہ خدا کو مثل مخلوق بنادیا۔

اور علامہ سمعانی انساب میں لکھتے ہیں ابو الحسن مقاتل بن سلیمان۔ الخراسانی مولی الازد اصلہ بلخ وانتقل الی البصرۃ وبہا مات بعد قدوم الہاشمیۃ وکان یاخذ عن الیہود والنصاری علم القرآن الذی یوافق کتبہم وکان مشبہا یشبہ الرب بالمخلوقین وکان یکذب مع ہذا فی الحدیث۔ یعنی مقاتل بن سلیمان علم قرآن کو یہود و نصاری سے حاصل کرتے جو انکے کتابوں کے موافق ہوتا اور وہ خدا کو مشابہ مخلوق جانتا تھا اور ساتھ اسکے جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا۔ تو اب یہ دعوی کیونکر

چل سکتا ہے کہ متقدمین اہل حدیث اس اعتقاد جسمیت خدا و نعوذ باللہ سے معرا ہیں۔ رہا امام احمد بن حنبل کا اس اعتقاد میں ثابت قدم ہونا اس عبارت سے بخوبی ظاہر ہے کہ علامہ محسن کشمیری صاحب علیہ میں لکھتے ہیں کل فرقۃ تکفر مخالفہا منسبتہا الی تکذیب الرسول فالحنبلی یکفر الاشعری نراعما انہ کذب الرسول فی اثبات الفوق للہ تعالیٰ وفی الاستواء علی العرش والاشعری یکفر الحنبلی نراعما انہ شبہہ وکذب الرسول فی انہ لیس کمثلہ شیئ۔ یعنی ہر فرقہ اپنے خلاف والونکو کافر کہتا ہے۔ کیونکہ وہ اسے منسوب کرتے ہیں طرف تکذیب رسول کے۔ چنانچہ حنبلی (امام حنبل کے پیرو) اس وجہ سے اشاعرہ کو (تمامی اہل سنۃ حال) کافر کہتے ہین کہ یہ لوگ نہ خدا کیلئے فوقیت قائم کرتے ہین نہ استواء علی العرش کے قائل ہین اور اشاعرہ اسوجہ سے حنبلیون کو کافر کہتے ہین کہ وہ لوگ تشبیہ خدا کے قائل ہین جس سے تکذیب رسول لازم آتی ہے اس بارے مین کہ لیس کمثلہ شیئ جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ حنابلہ کا بھی وہی اعتقاد ہے جو متاخرین اہلحدیث کا ہے چنانچہ سابقاً ابن تیمیہ کے حالات مین اسکی تصریح مذکور ہوئی کہ وہ بھی جسمیت خدا کے قائل تھے جسپر علما کا فتوی انکی گردن زدنی کا ہوا اور نواب صدیق حسن خان نے چند رسالے اس بحث استوا مین تصنیف کئے۔ پس جب تمامی اہل حدیث کا یہی عقیدہ ہے کہ وہ جسمیت خدا کے قائل ہین تو اب کسکو انکی عقل مین شبہہ ہو سکتا ہے اگرچہ ہم علامہ شہرستانی کے قول سے نقل کر چکے ہین کہ یہ سب اقوال اُن لوگون سے عالم تحیر مین سرزد ہوئے کہ کسی طرح مذہب اہل سنۃ کو بمقابلہ معتزلہ قائم کرین۔ مگر اسپر بھی ضرور آپکو حیرت ہوگی کہ ان عقائد وخیالات کے ساتھہ وہ لوگ کیونکر امام دین مانے گئے اور انکی یہ عزت مانی جاتی ہے کہ ایک ایک فرقہ کے وہ لوگ امام مانے جاتے ہین قاضی ابو الیمین صاحب مختصر تاریخ بغداد وخطیب مین اسکی وجہ نہایت خوبی سے لکھتے ہین چنانچہ نعیم بن حماد کے حال مین لکھتے ہین جو اہلحدیث کے آئمہ

دین عندہم ۔ وقال صالح بن محمد ان نعیما کان یحدث من حفظہ و عندہ مناکیر کثیرۃ لایتابع علیہا قال القاضی ابو الیمن وکل ہذا التحصیل لامرہ والتاول لہ واستصغار ما روی من الاحادیث المناکر وقول ائمۃ الحدیث فیہ توہم وتشبہ علیہ انما سببہ انہ لم یجب الی القول بخلق القرآن وانہ صبر علی المحن والقید فاعتفر وا لہ بذلک ہذہ العظائم البشعہ والاخبار المحال نعوذ باللہ من الغلو فی کل شیٔ والافراط وما یقع للکبراء من العصبات فان العجب لکثیر ما وقع فی القرآن والکلام فیہ للخلفا من جانب والتشدد فی اخذ الناس بالاقرار بانہ مخلوق ومبالغتہم فی ذلک وما وقع للفرقۃ الاخری من ان من توقف فیہ لایقبل حدیثہ ولایعد من اہل السنۃ وان الصابر علی المحنۃ فیہ قد فاز بصحۃ الاعتقادات فی کل شیٔ حتی کانہ الدلیل علی کل ما یعتقد من الاصول والفروع فی الصحۃ والفساد والحق والباطل مع انہ لم یتکلم فیہ الخلفاء الراشدون ولا الصحابۃ الناقلون ولا التابعون لہم الذین فعلہم عرفنا السنۃ واحکام الشرع بما لم ینطق بہ الکتاب مفصلا ۔ ونسأل اللہ سبحانہ التوفیق والعصمۃ فلقد نہانا ربنا جلت عظمتہ عن الغلو فقال یا اہل الکتاب لاتغلوا فی دینکم وبلی التوفیق ۔

قاضی مذکور نے پہلے نعیم مذکور کی یہ روایت لکھی ہے کہ حضرت رسول اللہ نے خدا کو خواب میں دیکھا کہ نہایت خوبصورت ہے سونے کی نعلین پہنے ہوئے ہے اسی روایت کے بعد لکھتے ہیں کہ اہل حدیث نے جو انکے حالات کو چھپائے اور اس قسم کی روایتوں پر زیادہ شور وغل نہ کیا اسکی یہ وجہ ہے کہ نعیم مذکور نے خلفاء بنی عباس کی خواہش کے مطابق مخلوقیت قرآن کا اقرار نہ کیا اور قیدخانہ کی مصیبتیں جھیلتے رہے ۔ اسیوجہ سے اُسکے سب گناہان عظیمہ بخش دیے گئے

اور کسی نے اسکا خیال نہ کیا۔ خدا سب کو غلو و افراط سے نجات دے۔ اوّل ان تعصبون سے جو بزرگان دین کو عارض ہوتے ہین زیادہ تعجب تو اس سے ہے کہ ایک طرف خلفانے قرآن کے بارے مین اسقدر تشدد کیا کہ سبکے اقرار کرانا شروع کیا اُسکے مخلوقیت کا اور دوسری طرف سے دوسرے فرقہ (اہلحدیث) نے یہ سختی شروع کی کہ جو شخص قرآن کے غیر مخلوق ہونے مین توقف کرے وہ ائمہ اہل سنت سے خارج ہو جائے قید و محنت سب گوارا کیا۔ یہانتک کہ یہ اصول بتا دیا گیا کہ جسنے اسکا اقرار نہ کیا کہ قرآن مخلوق ہے اور ان محنتون پر صبر کیا تو اُسکے سب عقائد صحیح ہین یہی گویا دلیل ہے اُسکے صحت اعتقاد کی خواہ اصل مین ہوا خواہ فروع مین حالانکہ یہ باتین ایسی ہین کہ نہ خلفانے اسمین کلام کیا نہ بقیہ صحابہ نے نہ تابعین نے حالانکہ انہین لوگون کے افعال نے ہمکو سنت کی راہ بتائی خدا ہم سب کو توفیق و عصمت عنایت فرمائے کیونکہ خدانے ہمکو غلو کرنے سے منع کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے یا اھل الکتاب لاتغلوا فی دینکم۔ اے اہل کتاب نہ غلو کرو دین کے بارے مین۔

اور چونکہ سب کو معلوم ہے کہ امام احمد بن حنبل ان سبکے امام نے قید و محنت کی سب مصیبت برداشت کی اور مخلوقیت قرآن کا نہ اقرار کیا تو اب اُنکی امارت بھی ان سب الزامون سے اسیوجہ سے ہوئی کہ اُنھون نے نہایت جرأت اور دلیری سے اسمین اقدام کیا چنانچہ سابقاً مذکور ہوا کہ کل اُنکے مذہب کے لوگ اسی طریقہ کے پیرو اور اسی اعتقاد کے معتقد تھے کہ خدا کو مثل مخلوق سمجھتے تھے۔ تو اب اسکی ضرورت نہین رہی کہ اس عقیدہ کے معتقدون کی عقلی حالت ظاہر کیجائے۔ کیونکہ اس سے بڑھکر دنیا مین کون سی بے عقلی ہوگی کہ وہ خدا کو جسم مانے یا جسمانی اُسکے ہاتھ پیر ہونے کا قائل ہو۔ اُس مین اور گنوار ہندؤن مین کیا فرق ہے کیونکہ سمجھدار ہندو بھی جسمیت خدا کے قائل نہین ہین اور ان دیوتاؤن کو مظہر انوار صمدی جانتے ہین مگر واہ رے اہل حدیث کی عقل اور تیز فہمی کہ وظیفہ

انکا تو شب و روز حدیث رسول کا رٹنا اور یاد کرنا ہے اور بات بات پر حدیثین
لانا اور دنیا بھر کو مشرک و بدعتی کہنا اور خدا کے بارے مین انکے یہ خیالات
یہان وہ حکایت غالبًا بخوبی چسپان ہو جو ایک عابد کی حکایت مشہور ہے کہ
مدتون اسنے خدا کی عبادت کی مگر جب کسی نے اس سے اسکی تعریف کی اور
اسکے مکان عبادت کی مدح وثنا کی تو آپکو جوش آیا اور کہنے لگے افسوس خدا
کا گدھا یہان نہین آتا جو اس ہری گھاس کو خوب چرتا اور فربہ ہوتا یہی حال
ان لوگون کا ہے جو خدا کے لئے ہاتھ پیر مانتے ہین اور اسکے نزول وصعود کے
قائل ہین اور اسیطرح قائل ہین کہ شیخ الاسلام انکے ابن تیمیہ خود منبر پر سے
اترآتے اور بتاتے کہ یون ہی خدا کا بھی نزول ہوتا ہے۔

اب ہم اس قاعدہ کو امام ذہبی کے حال پر ختم کرتے ہین جنکو تمامی اہل حدیث
اپنا امام مانتے ہین اور انکی تحقیقات پر اپنے دین وایمان کا مدار رکھتے ہین علامہ
سبکی طبقات شافعیہ مین فرماتے ہین واما تاریخ شیخنا الذہبی غفر اللہ لہ
فانہ علی جمعہ وحسنہ مشحون بالتعصب المفرط لا واخذہ اللہ
فلقد اکثر الوقیعۃ فی اہل الدین اعنی الفقراء الذین ہم صفوۃ
الخلق واستطال بلسانہ علی کثیر من الائمۃ الشافعیین والحنفیین
ومال فافرط علی الاشاعرۃ ومدح فزاد فی المجسمۃ ہذا وہو الحافظ
المدرہ والامام المبجل ۔ یعنی ہمارے شیخ استاد ذہبی کی تاریخ اگرچہ بہت
جامع ہے نہایت عمدہ مگر تعصب بیجا سے مملو ہے کیونکہ اکثر اعتراض
کیا ہے اہل دین پر جو صفوہ خلق ہین ۔ اور بہت زبان درازی کی ائمہ شافعیہ وحنفیہ
کے بارے مین اشاعرہ کے مذمت مین افراط کیا اور مجسمہ کی مدح وثنا مین بہت
مبالغہ کیا حالانکہ وہ کس درجہ کے حافظ کامل ہین اور امام مبجل جس سے معلوم
ہوا کہ ان کا بھی میلان اسیطرف تھا کہ تجسیم خداوند عالم کے معتقد تھے۔ اور
صلاح الدین علائی سے ناقل ہین ولکنہ غلب علیہ مذہب الاثبات و

منافرۃ التاویل والعقلاء عن التنزیہ حتی اثر ذلک فی طبعہ
انحرافاً شدیداً عن اہل التنزیہ ومیلاً قویاً الی اہل الاثبات
کہ ذہبی پر مذہب اثبات غالب ہے اور تاویل سے نفرت اور تنزیہ سے
غفلت نے انکی طبیعت مین ایسا اثر کیا کہ وہ اہل تنزیہ (جو خداوند عالم
کو جسمیت وجہت وغیرہ سے منزہ جانتے ہین) سے منحرف تھے اور ان
لوگون کی طرف زیادہ مائل تھے جو جسمیت یا لوازم جسمیت کو خدا کے لئے
ثابت کرتے ہین پس جب خود امام ذہبی بھی اسی مسلک کے سالک تھے
کہ خداوند عالم کے لئے صفات جسمیت کے قایل تھے۔ جس سے وہ اُن لوگو
کے دشمن ہو گئے جو خداوند عالم کی تقدیس و تنزیہ کے قائل تھے تو اب کونسا
اہل حدیث اس سے انکار کر سکتا ہے کہ وہ جسمیت خدا کا قائل نہین۔ اور جو
جسمیت خدا کا قائل ہو اُسکی عقلمندی و تیز فہمی ثابت کرنیکی ضرورت نہین۔
دوسرا قاعدہ: انکے ثبوت عقل کا یہ ہو کہ جتنے ائمہ اہل حدیث ہین باستثنا بعض
ان سب کا یہ قاعدہ ہے کہ روایات غیر صحیحہ کو اپنی تصنیفون اور تالیفون مین
جمع کرتے ہین جس سے تمام عالم مین غوایت وضلالت سرایت کرے۔ کیونکہ معمولی
عقل کا آدمی بھی اسکو سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر غلط یا غیر صحیح حدیثون
جمع کرے وہ کس عقل و دماغ کا ہو گا۔
اب پہلے اسکی سند سنئے کہ غیر صحیح کا جمع کرنا خلاف عقل ہے مولوی عبدالحی صاحب
تذکرۃ الراشد مین لکھتے ہین اما علمت ان النقل المحض اما ان یراد بہ
النقل من غیر اعتماد علی صحۃ المنقول ولا استناد لموافقتہ ومخالفتہ
لتصریحات الفحول مع صحۃ مبناہ وفہم معناہ واما ان یراد بہ النقل
کنقل اہل النقش والنقل من دون ضم ضمیمۃ العقل وایاما
کان فہو وصف یابی عنہ العقول ولا یجوزہ احد من
اصحاب العقول العقول الی آخرہ صفحہ ۱۰۲

جس سے معلوم ہوا کہ جس بات پر اعتماد نہو اُسکو نقل کرنا خلاف عقل ہے جیسے کوئی صاحب عقل پسند نہیں کرتا۔ مولوی عبدالحی صاحب نے یہاں بہت سے الفاظ مقفی و مسجع انہیں کی شان میں لکھے ہیں کہ یہ لوگ ان القاب سے یاد کئے جاتے ہیں جہول۔ عغفول۔ نقال۔ بطال۔ غافل۔ ہاقل۔ دسیسہ فروش ناسی۔ واہی جامع الرطب۔ والیابس حمالۃ الحطب (یہ فقرہ قرآن مجید ہے جو زوجہ ابولہب کے حق میں استعمال کیا گیا) پھر لکھتے ہیں کہ علماء عقلا کی شان سے یہ ہے کہ وہ صحت کا التزام کرے۔ پھر لکھتے ہیں کہ جو لوگ اسکا التزام نہیں کرتے کہ صحیح لکھیں۔ واما ان یکون الرجل عالما قلیل عقلہ وفاضلا جہل اصلہ فیقصد الریاء و الشہرۃ والریاء والسمعۃ الی ان قال وفی ان تصنیفہ علی ھذہ الطریقۃ مھلک للخلیقۃ ومفسد للشریعۃ ومبطل للحقیقۃ ومنزل عن الدرجۃ الرفیعۃ صفحہ ۳۶۲ یعنی صحت کا التزام کرنیوالا وہی عالم ہے جسکی عقل کم ہے اور ریا و شہرت کا طالب ہے اس قسم کی کتابیں خلائق کی ہلاک کرنیوالی ہیں اور شریعت و حقیقت کی فاسد کرنیوالی۔

اس مضمون کو مولوی صاحب مذکور نے چند ورقوں میں بیان کیا ہے جسکی نقل میں طول ہوگا لہذا اسی مختصر عبارت پر اکتفا کیا گیا۔

اب آیئے اُن مقدس علماء اہلحدیث کی زیارت کیجئے جنکی مدح و ثنا میں دو دو چار چار جلدیں تصنیف ہوئیں اور طریقہ اُنکا یہی تھا کہ غیر صحیح حدیثیں لکھتے اور مطلق اسکا نہیں خیال کرتے کہ اسلام میں کیسا رخنہ پڑ رہا ہے۔

ہم اُن کی فہرست اپنی طرف سے نہیں پیش کرتے بلکہ خود اُنکے علماء کے اقوال لکھتے ہیں جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے لوگ اس مضمون حمق و سفاہت میں مبتلا ہوئے ہیں کیونکہ اُنکے یہاں کتابوں کے چھ درجے قائم کئے گئے ہیں پہلے طبقہ میں صحیح بخاری صحیح مسلم اور موطا امام مالک ہے دوسرے طبقہ میں

جامع ترمذی سنن نسائی سنن ابو داؤد ہے اور بقول شاہ ولی اللہ صاحب مسند امام احمد بھی اسی طبقہ مین داخل ہے - انکو رہنے دیجئے کہ صحاح ستہ کا اجمالی حال بعد کو لکہا جائیگا - تیسرے طبقہ مین وہ کتابین داخل ہین جنکا وجود تو صحیح بخاری و مسلم پر مقدم ہے مگر درجہ مین گری ہوئی مثل مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ - و عبد الرزاق - و ابو داؤد - طیالسی - و عبد بن حمید و شافعی یا معاصرین انکے یہ ہین - دارمی - ابو یعلی - یا انسے موخر ابن حبان بیہقی - طحاوی حاکم طبرانی - ان مین ہر قسم کی روایتین بھری ہوئی ہین - چوتھے طبقہ مین وہ کتابین داخل کیجاتی ہین جن مین اس قسم کی حدیثین مملو ہین جنکا وجود زمانہ سابق مین نہ تھا - اس فہرست کی یون خانہ پری کی گئی ہے کتاب الضعفاء ابن حبان - تصانیف الحاکم - کتاب الضعفا للعقیلی - کتاب الکامل لابن عدی تصانیف ابن مردویہ - تصنیف خطیب - تصانیف ابن شاہین - تفسیر ابن جریر فردوس دیلمی - بلکہ کل تصانیف انکے - تصانیف ابو نعیم - تصانیف جوزقانی - تصانیف ابن عساکر - تصانیف ابو الشیخ - تصانیف ابن نجار -

اب فرمایئے جس مذہب مین اس قسم کی کتابین اس کثرت سے تصنیف ہوئین کہ اگر انکی پوری فہرست لکھی جائے تو کئی جلدین صرف ہون اور وہ سب بقول انکے غیر معتمد بھی ہون تو آپ سمجھ سکتے ہین کسقدر ضلالت و گمراہی کو رواج ہوگا -

مگر ہم اس بحث کرنا نہین چاہتے - کیونکہ ابتدائے اسلام مین جو کچھ کیا صحابہ کرام و تابعین عظام نے جنکی روایون اور فتوون مین اسقدر اختلافات ہوئے کہ سو مذہب بنا اسکے بعد جو کچھ کیا وہ بزرگان اہلحدیث نے کہ ہزارون جلدین وضعی روایتون کی تمام ملک مین شایع کردین - اور بعد کے علما جہان موقع دیکھتے ہین اسی کتاب کی قدح کر دیتے ہین جس سے وہ کتابین اپنی

قابل بھی نہین رہتین کہ انگریزی اخبارون کی جگہ پاسکین - اور جہان جاتے ہین اسقدر جب اُنکی مدح وثنا مین مبالغہ کرتے ہین کہ کتاب اللہ سے بھی اُنکا درجہ بڑھا دیتے ہین - یہانتک کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم بھی اُن کتابون کے مقابلہ مین عندالضرورت بیکار بنا دیجاتی ہین - چنانچہ دوسرے طبقہ کی کتابین صحیحین سے بڑھا دی گئین چنانچہ علامہ ادفوی کتاب الامتاع مین لکھتے ہین - ثم اقول ان الاذان الامة تلقت کل صحیح وحسن بالقبول وعملت بہ عند عدم المعارض وحینئذ لا یختص بالصحیحین وقد تلقت الامة الکتب الخمسة او الستة بالقبول واطلق علیہا جماعة اسم الصحیح ورجح بعضہم بعضہا علی کتاب مسلم وغیرہ قال ابو سلیمان الخطابی کتاب السنن لابی داؤد کتاب شریف لم یصنف فی حکم الدین کتاب مثلہ قد رزق من الناس القبول کافة فصار حکما بین فرق العلما وطبقات الفقہاء علی اختلاف مذاہبہم وکتاب السنن احسن وضعا واکثر فقہا من کتب البخاری ومسلم وقال الحافظ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی سمعت الامام ابا الفضل عبد اللہ بن محمد الانصاری بہراة یقول وقد جری بین یدیہ ذکر ابی عیسی الترمذی وکتابہ فقال کتابہ عندی انفع من کتاب البخاری ومسلم وقال الامام ابو القاسم سعید بن علی الزنجانی ان لابی عبد الرحمن النسائی شرطا فی الرجال اشد من شرط البخاری ومسلم وقال ابو زرعة الرازی لما عرض علیہ ابن ماجہ السنن کتابہ اظن ان وقع ہذا فی ایدی الناس تعطلت ہذہ الجوامع کلہا او قال اکثرہا -

بہرطور وہ کلام مولوی عبدالحی صاحب ان سب کتابون پر اور اُنکے عالیجاہ مصنفون پر بخوبی حاوی ہوتا ہے جس سے صدہا بلکہ ہزارہا ملکہ کل اہلحدیث

دائرہ عقل سے خارج قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ صحیح مسلم کے مصنف و الا مراتب کے
عقل کا ثبوت تو کلام امام ابو زرعہ سے مذکور ہو چکا۔ اب اس کلام سے معلوم
ہوا کہ امت کا قبول کرنا عمل پر حدیث صحیح و حسن صحیح بخاری و صحیح مسلم
کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ پانچوں یا چھٹو کتاب کی یہی حالت ہے جس سے وہ
سب بھی صحیح کہی جاتی ہیں حالانکہ ان میں سے بعض کتاب بعض کے نزدیک
ترجیح یافتہ ہیں مسلم وغیرہ پر چنانچہ امام ابو سلیمان خطابی کہتے ہیں کہ کتاب سنن ابوداؤد
سے بہتر کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی احکام دین میں کہ سبکے نزدیک وہ مقبول ہوئی
علما و فقہا میں حالانکہ کسقدر انمیں اختلاف ہے۔ یہ کتاب سنن ابوداؤد بہتر ہے
بخاری و مسلم سے باعتبار فقہ کے اور حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی ناقل
ہیں امام ابو الفضل عبداللہ بن محمد انصاری سے کہ وہ کہتے تھے سنن ترمذی بہ
نسبت بخاری و مسلم کے زیادہ نافع ہے اور امام ابو القاسم سعد کہتے ہیں کہ امام
نسائی کے شرائط رجال میں زیادہ سخت ہیں بہ نسبت شرائط بخاری و مسلم۔ اور
امام ابو زرعہ نے جب سنن ابن ماجہ کو سنا تو کہا اگر یہ کتاب رواج پائے تو یہ سب
جوامع (جامع) بخاری و مسلم وغیرہ معطل ہو جائیں۔

پس جب علما کے یہ خیالات ہوں صحیحین کی نسبت تو اونکو دوسری کتابوں سے
افضل کہنا عقلمندی ہے یا حماقت و سفاہت اب مختصر طور پر ان کتابوں کی
حالت بھی سنئے جو صحیحین سے افضل بتائی جاتی ہیں کہ امام مناوی فیض
القدیر میں اسی سنن ابوداؤد کی نسبت فرماتے ہیں قال بعض الاعلام
سنہ ام الاحکام ولما صنفہ صار لاہل الحدیث کالمصحف اور
تہذیب الاسماء میں ہے قال کان ابوداؤد لقی بہذا کوہ مائۃ الف
حدیث ولما صنف کتاب السنن قرءہ علی الناس صار کتابہ
لاصحاب الحدیث کالمصحف یتبعونہ ولا یخالفونہ۔ جس سے معلوم
ہوا کہ یہ کتاب سنن ابوداؤد اہلحدیث کیلئے مصحف ہے کہ سب اسکی

پیروی کرتے ہیں تہ مخالفت۔

مگر علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ چھہ حدیثیں ایکی لسند مظلم وارد ہیں فھی سنن ابی داؤد ومن ذالک ستة احادیث لسند نودیکل حال ھذا اسناد مظلم لاینھض بحکم علاوہ بران بہت سی حدیثونکو خود ان علمانے موضوعات واکاذیب مین داخل کیا ہی جسکی تفصیل استقصاء الافحام مین قابل ملاحظہ ہے۔

مگر علامہ دحیہ ذو النسبین فرماتے ہین وقد ذکرت فی کتابی مسمی بالعلم المشھور احادیث کثیرة اوردھا ابو عیسے فی کتابہ ھذا عن قوم کذابین وحسنھا وھی موضوعة ولا یصح ان تکون مرفوعة فلیرجع الناظر الیہ دینا انتقدت علیہ - مینے اپنی کتاب موسوم بہ علم مشہور مین بہت سی ایسی حدیثین ذکر کی ہین جنہین ابو عیسے ترمذی نے کذابین سے روایت کی ہین اور اسکو حدیث حسن بنایا حالانکہ وہ سب موضوع ہین مرفوع نہین ہوسکتین - پس اہلحدیث کا مصحف اور پیغمبری کہ در حانہ اوتکلم میکند۔ دو نوگئے رہا سنن ابن ماجہ علامہ صلاح الدین وافی بالوفیات مین لکھتے ہین قال الشیخ شمس الدین انما نقص رتبة کتاب ابن ماجہ بروایتہ احادیث منکرة فیہ - یعنی شیخ شمس الدین کہتے ہین کہ کتاب ابن ماجہ کا رتبہ اسوجہ سے گہٹ گیا کہ اُسنے بہت سی حدیثین منکر اسمین وارد کی ہین پس جب اُن کتابون کی یہ حالت ہو جو صحیح بخاری و صحیح مسلم سے بھی افضل بنائی جائین - اور مصحف اہلحدیث کا خطاب اور پیغمبر ناطق کا لقب ملا ہو تو اب صحیحین کا ذکر ہی فضول ہے

بہر حال مولوی عبدالحی صاحب کا وہ قاعدہ کہ جو کتاب غیر ملتزم الصحة تصنیف کرے دائرہ عقل سے خارج ہے ان سب کتابونپر اور اسکے عالیجاہ مصنفونپر بخوبی حاوی ہوا جسسے صدہا بلکہ ہزارہا بلکہ کل اہلحدیث خارج العقل قرار پائے - کیونکہ امام مسلم پر تو بصراحت یہ حکم ہو چکا ہے ھذہ المسئلة عقل

اب تھوڑی دیر کے لئے کتب تفسیر کی حالت بھی ملاحظہ فرمائیے قال ابن الکمال کتب

التفسیر مشحونہ بالاحادیث الموضوعۃ۔ اہل سنۃ کے تفسیر کی کتابیں وضعی حدیثوں سے بہری ہوئی ہیں پس جب بقول مولوی عبدالحی صاحب احادیث غیر قرتم الصحۃ کے تتبع کرنے سے آدمی خارج عن العقل ہوجاتا ہے تو روایات موضوعہ کا جامع یقیناً مجنونیت کا درجہ پاس کریگا۔ تو کیا اب بہی کسیکو انکی عقلوں میں شبہ رہیگا ؟

ہم نے ہم صحیحین کی حالت پہلے لکھ آئے اور بتا آئے ہیں کہ اسکے مصنفین کس درجۂ عالیہ پر عقل کے فائز تھے اور صحیحین کا ماننے والا خارج از عقل ہے لہذا اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں خصوصاً درصورتیکہ تمامی اہل علم کو ان حالات کی خبر ہوگئی اور سب جان گئے کہ صحیحین کا خاکہ اوڑا دیا گیا۔ صحت انکی ستقیم کردی گئی اور جرحوں سے انکے جراحات اب اندمال پذیر نہیں پھر "نمک بر جراحت پاشیدن" سے کیا فائدہ

دیکھئے مولوی عبدالحی ابراز الغی میں لکھتے ہیں ولو قبل مطلق الجرح لزم کون اکثر المحدثین حتی البخاری من المجروحین وان کنت فی ریب فطالع الاستقصاء وغیرہ من کتب ارباب الاعتساف صفحہ ۶

یہ جملہ اس موقع پر لکھا گیا ہے کہ نواب صدیق حسن خان کیطرف سے کہا گیا تہا کہ امام ابو حنیفہ کو بہت سے محدثین نے حدیث میں ضعیف کہا ہے۔ اسکے جواب میں مولوی صاحب یہ بہی لکھتے ہیں کہ اگر عام طور پر جرحین قبول کرلی جائیں تو اکثر محدثین بھی مجروح قرار پائینگے یہانتک کہ بخاری بہی مجروحین سے ہیں۔ اگر تمکو اسمیں شک ہو تو کتاب استقصاء الافحام وغیرہ ملاحظہ کرو جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ لوگ پورے طور پر ان حالات کو جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں مگر نہیں مانتے۔ تو اب اسکا علاج کون کرسکتا ہے۔ اور پہر انہیں باتونکے دہرانے سے کیا فائدہ

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حنفی اور اہل حدیث کی ایک ہی حالت ہے امام ابوحنیفہ کو بہی تمامی محدثین مجروح کہتے ہیں ضعیف بتاتے ہیں مگر جو انکے پیرو ہیں نہیں مانتے اسیطرح امام بخاری کو بھی خود انکے استاد اور انکے شاگرد اور انکے شاگرد در شاگرد

جرح کر رہے ہین مگر انکے پیرو نہین مانتے. پھر اسکا کیا علاج ہے لطف تو یہ ہے کہ اسی کتاب مستطاب استقصاء الافحام کا طعنہ ہر فریق ایک دوسرے کو دیتا ہے. مگر کسی سے کچھ بن نہین پڑتا. کیونکہ مولوی عبدالحی صاحب کی چرب زبانی تو آپ حضرات نے ملاحظہ کی کہ اپنے حریف کو بنا رہے ہین استقصاء دیکھو. اور انکا فریق بھی یہی کہہ رہا ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خان کی طرف سے یہ عبارت موجود ہے من العجائب ان الراد لایرد علی الرفضۃ الذین ردوا علی اسلافہ فی الاستقصاء بل یمدح بعضہم ویرد علی الذین لم یردوا علیہ وھم من اہل السنۃ تذکرۃ الراشد صفحہ ۳۵

یہ بھی عجائب سے ہے کہ یہ رد کرنیوالا (مولوی عبدالحی) رافضیون کی نہین رد کرتا جنہون نے اسکے اسلاف کی رد کی ہے استقصاء الافحام مین بلکہ انکی مدح کرتا ہے اور اسکی رد کرتا ہے جسنے انکی رد نہ کی حالانکہ وہ اہل سنۃ سے ہین. مگر اس حیثیت فقرے نے بھی کوئی اثر نہ کیا "انگور کھٹے ہین کون کھائے" کہکر رہگئے اس حملہ کا مولوی صاحب نے یہی جواب دیا کہ شیعون سے ہمکو کوئی ضرر نہین پہنچا. نواب صاحب اسکے بعد دوسرے مقام پر لکھتے ہین ان الحاسد الباغض لایرد علی الرفضۃ بل یثنی علی بعضہم طلبا للدنیا وھم مع کونھم اعداء اھل السنۃ کلھم رادون علی اسلافہ ردا شدیدا صفحہ ۶۰ یعنی یہ حسدی دشمن رافضیون کی رد نہین کرتا بلکہ بعض کی مدح وثنا کرتا ہے بغرض طلب دنیا حالانکہ وہ (روافض) اہل سنت کے دشمن ہونیکے سوا اسکے اسلاف پر رد شدید کرتے ہین۔

پس چونکہ ہر تحریر کی غرض یہی ہوتی ہے کہ اپنے خیالات کو انسان ظاہر کرے بادلائل وشواہد تاکہ فریق مخالف پر حجت تمام ہو. اور سبکو اسکے دلائل وبراہین معلوم ہوجائیں وبحمدہ تعالی مدت سے حاصل ہو چکی اہلحدیث نے اور حنفیون نے سبنے دیکھا اور سنا حجت تمام ہوئی فللہ الحجۃ البالغۃ وما علینا الا البلاغ ۔

اب ہم تیسرے قاعدہ کیطرف رخ کرتے ہیں جو ان خارج العقل افراد کے عقلی امتحان کے لئے علماء اہل سنتہ نے بنایا ہے کیونکہ وہ ایسا محک امتحان ہے جس سے بڑھکر کوئی ذریعہ امتحان عقل نہیں کہ جو شخص منکر فضائل امیر المومنین علیہ السلام ہے بیعقل ہے خواہ وہ منکر ہو یا حضرت کے کسی مقولہ یا استدلال کو غلط بتاوے وہ بتصریحات ائمہ اہل سنتہ جاہل ہے احمق ہے بیعقل ہے سفیہ ہے۔

اسکی سند سنئے مولوی عبد الحلیم صاحب نظم الدرر میں لکھتے ہیں (۱) قال علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر من انکر الاخبار المتواترۃ فی الشریعۃ کفر مثل حرمۃ لبس الحریر علی الرجال جس سے معلوم ہوا کہ خبر متواتر کا انکار کرنیوالا کافر ہے۔

(۲) علامہ فضل بن روزبہان ابطال الباطل میں بجواب اس حدیث کے کہ حضرت نے دربارہ جناب امیر المومنینؑ فرمایا برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ لکھتے ہیں اقول انہ صح ھذا الضا فی الخبر وھذا ایضا من مناقبہ وفضائلہ التی لاینکرھا الاسقیم الرای ضعیف الایمان ولکن الکلام فی اثبات النص وھذا لا یثبتہ۔ کہ یہ حدیث بیشک حضرت کے ان فضائل و مناقب سے ہے جس سے نہ انکار کریگا مگر وہ شخص جو سقیم الرای ہو اور ضعیف الایمان مگر اصل کلام اسمین ہے کہ اس نص سے مدعا ثابت ہے کہ نہیں۔

(۳) اور مرزا محمد بن معتمد خان بدخشی نزل الابرار میں لکھتے ہیں بعد ذکر حدیث غدیر ھذا حدیث صحیح مشہور ولم یتکلم فی صحتہ الا متعصب جاحد لا اعتبار بقولہ یعنی یہ حدیث صحیح و مشہور ہے کہ اسمین نہیں کلام کیا مگر متعصب جاحد نے جسکے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔

(۴) اور شمس الدین محمد بن محمد جزری اسنی المطالب میں لکھتے ہیں ولا عبرۃ بمن حاول تضعیفہ ممن لا اطلاع لہ فی ھذا العلم یعنی جو شخص اس حدیث غدیر کے ضعیف بتانیکا قصد کرے اسکا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ وہ اس فن حدیث سے

بے بہرہ ہے۔

(۵) حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب بجواب حدیث متعہ لکھتے ہیں۔ گوئیم سائل ان نقص را وارد میکند گر بر مرتضی زیرا کہ اول کسیکہ باین حدیث استدلال نمود و ابن عباس را الزام کرد و زجر شدید فعل آورد حضرت مرتضیٰ است پس گویا میگوید کہ مرتضیٰ غلط کردہ در این استدلال و این معنی شاہد جہل وحمق اوست نزدیک اہلسنت و شیعہ تفضیلیہ قاطبۃ۔

(۶) حافظ غلام محمد ترجمہ عبقریہ میں لکھتے ہیں فمن قال ان غزوہ خیبر تاریخ التحریم للمتعۃ فکانہ ادعی غلطاً فی استدلال الامیر فلقی دعواہ ھذہ شاھدۃ علی جھلہ وحمقہ۔

(۷) اور شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ میں فرماتے ہیں۔ پس ہر کہ غزوہ خیبر را تاریخ تحریم متعہ گوید گویا دعوے غلطی در استدلال حضرت مرتضیٰ علی میکند و این دعوے شاہد جہل وحمق او بس ست۔

(۸) اور فاضل رشید لکھتے ہیں کہ آیا مثالب متنازع فیہ در حق شیخین کہ اثر اجناب مخاطب متواتر المعنی قرار دادہ اند زیادہ بر مجموعہ مثالبے کہ سفہائے ناس وحمقائے ناحق شناس در حق انبیاء کبار وائمہ اظہار بان تفوہ نمودہ۔

ان عبارتوں سے بخوبی ظاہر ہے (۱) خبر متواتر کا منکر کافر ہے (۲) جناب امیر المومنین کے فضائل ومناقب کا انکار دلیل سقم رائے وضعف ایمان ہے (۳) حدیث غدیر کی صحت کا منکر متعصب حق پوش ہے جسکے قول کا کوئی اعتبار نہیں (۴) جناب امیر المومنین کے استدلالات کو غلط جاننا خود اس شخص کی جہالت وحماقت کی دلیل ہے جس سے زیادہ کسی دلیل کی ضرورت نہیں (۵) انبیاء کبار وائمہ اظہار کے معائب کا بیان کرنا سفاہت اور حماقت وناحق شناسی کی دلیل ہے اب اس قسم کی حماقت اور سفاہت دیکھنی چاہئے کس میں زیادہ پائی جاتی ہے

کیونکہ اولاً خود یہ روایت کہ جناب امیرؑ نے حرمت متعہ کی تاریخ جنگ خیبر کو قرار دی صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں مین موجود ہے جس سے ان لوگون کی شقاوت وجسارت ظاہر ہوئی کیونکہ صحیح بخاری مین یہ روایت چار مقام پر موجود ہے پہلے کتاب المغازی مین ہے عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ نہی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن اکل لحوم الحمر الانسیہ پھر کتاب الذبائح مین ہے عن علی نہی النبیؐ عن المتعۃ عام خیبر وعن لحوم الحمر الانسیہ پھر باب الحیل اور باب النکاح مین یہی روایت موجود ہے اور کتاب صحیح مسلم کے باب نکاح المتعہ مین پانچ طریقہ سے یہی روایت مذکور ہے کہ فرمایا جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے کہ حضرت نے منع کیا متعۃ النساء اور اکل لحوم حمرانسیہ سے بزمانہ جنگ خیبر۔ علامہ ابن القیم لکھتے ہین زاد المعاد مین۔

(۱) فصل و لم تحرم المتعۃ یوم خیبر و انما کان تحریمہا عام الفتح پھر لکھتے ہین (۲) ولما رای ھولاء ان النبیؐ اباحہا عام الفتح ثم حرمہا قالوا حرمت ثم ابیحت ثم حرمت قال الشافعی لا اعلم شیئاً حرم ثم ابیح ثم حرم الا المتعۃ قالوا فنسخت مرتین وخالفہم فی ذلک اخرون وقالوا لم تحرم الا عام الفتح وقبل ذلک کانت مباحۃ۔ (۳) پھر لکھتے ہین والصحیح ان المتعۃ انما حرمت عام الفتح لانہ قد ثبت فی الصحیح انہم استمتعوا عام الفتح مع رسول اللہ باذنہ ولو کان التحریم زمن خیبر لزم النسخ مرتین وھذا لا عھد بمثلہ فی الشریعۃ البتۃ ولا یقع مثلہ فیہا اور علامہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین (۴) قال ابن البر و ذکر النہی عن المتعۃ یوم خیبر غلط وقال سہیلی النہی عن المتعۃ یوم خیبر لا یعرفہ احد من اھل السیر و رواۃ الاثر۔ ابن القیم کہتے ہین (۱) متعہ جنگ خیبر مین نہین حرام ہوا بلکہ فتح مکہ مین حرام ہوا (۲) جب ان لوگون نے

حدیثون مین دیکھا کہ حضرت نے متعہ کو فتح مکہ مین جائز بھی کیا اور پھر حرام بھی کیا
تو کہا ان لوگون نے کہ حرام ہوا پھر مباح ہوا پھر حرام ہوا۔ کہا شافعی نے ہم جہانتک
جانتے ہین کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ حرام ہو پھر مباح ہو۔ مگر متعہ کہ دو مرتبہ منسوخ
ہوا مگر اور علما نے اس سے مخالفت کی اور کہا کہ صرف فتح مکہ مین حرام ہوا اُسکے
پہلے مباح تھا۔ (۳) اور صحیح یہی ہے کہ متعہ فتح مکہ مین حرام ہوا کیونکہ حدیث صحیح سے
ثابت ہے کہ فتح مکہ مین صحابہ نے متعہ کیا تہا بمعیت و اجازت آنحضرتؐ پس اگر زمانہ
خیبر مین حرام ہوا ہوتا تو دو مرتبہ منسوخ ہونا لازم آئیگا جسکا وجود شریعت مین معلوم
نہین ہوتا اور نہ کبھی ایسا واقع ہوا (۴) ابن عبد البر لکھتے ہین کہ حرمت متعہ
جنگ خیبر مین غلط ہے (۵) علامہ سہیلی کہتے ہین کہ جنگ خیبر مین حرمت متعہ کو کوئی
شخص اہل سیر اور راویان احادیث سے نہین جانتا۔

پس ان تحقیقات سے بھی صحیح مسلم و صحیح بخاری کی روایتونکا غلط ہونا اور انکے مصنفو
نسفیہ و احمق ہونا بخوبی ظاہر ہوا۔ کہ صرف حضرت عمرؓ کی طرفداری مین یہ وضعی روایت
بنائی گئی جو چار طریقہ سے تو صحیح بخاری مین ہے اور پانچ طریقہ سے صحیح مسلم مین۔ اب
علامہ ابن حجر عسقلانی کی چرب زبانی سنئے کہ ان سب اعتراضونکو لکھکر لکھتے ہین۔

...سال عن ذلك بان عليا لم يبلغه الرخصة فيها يوم الفتح
عن قرب كما سياتي بيانه ويويد ظاهر حديث علي
انه وصح من طريق سالم بن عبد الله ان رجلا سال
ابن عمر فقال ان خانا يقول فيها فقال والله لقد علم ان
رسول حرمها يوم خيبر وما كنا مسافحين۔ یعنی ان سب اعتراضون
سے یون گلو خلاصی ہو سکتی ہے کہ حضرت علیؓ کو متعہ کا حلال ہونا فتح مکہ مین نہ معلوم
ہو کیونکہ اُسکے قریب ہی زمانہ مین حضرت تمتع کر چکے تھے چنانچہ اسکی تائید اس روایت
سے بھی ہوتی ہے جو ابن عمر سے منقول ہے کہ کہا حضرت نے متعہ کو حرام کیا جنگ خیبر

ہین او رہ ملوک زناکار نہ تھے۔
اس جواب سے بھی خود بدولت کی حماقت ظاہر ہوئی کیونکہ اوّلاً اسکے قائل ہوئے کہ معاذ اللہ جناب امیرنے غلطی کی جو فتح مکہ کا نام بتلیا حالانکہ تصریحات بالاسے ظاہر ہوچکا ہے کہ جو شخص ایسا دعوی کرے خود وہ احمق ہے ثانیاً صریح تکذیب رسول اللہ ہے کیونکہ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا واقضاکم علیؑ کی مخالف لازم آتی ہے ثالثاً ابن عمر سے بھی ایک روایت اس مضمون کی نکال لائے اور اسکا مطلقاً خیال کیا کہ وہی خرابی لازم آتی ہے جو پہلے لازم آئی تھی یعنی دومرتبہ منسوخ ہونا کسی حکم کا جو کسی شریعت مین جائز نہین۔ بہرحال جہان ان محدثین کی عقلمندی ظاہر ہوئی وہان یہ بھی معلوم ہوا کہ سلطنت کے اثر سے کس کس درجہ کا افترا رسول اللہ پر کیا گیا۔ اور آجتک وہ کتابین صحیح مانی جاتی ہین حالانکہ وضعیات سے مملو ہین۔
اب خبر متواتر کے بارے مین انکی کارستانیان سنئے اور انکی عقلمندی کی داد دیجئے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین لکھتے ہین۔ واما حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ الترمذی والنسائی وھو کثیر الطرق جدا وقد استوعبہا ابن عقدۃ فی کتاب مفرد وکثیر من اسانیدھا صحاح وحسان۔ یعنی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تخریج کی ہے ترمذی اور نسائی نے اور بہت سے طریقون سے یہ روایت وارد ہوئی ہے جسے ابن عقدہ نے ایک خاص کتاب مین جمع کیا ہے اور اکثر سندین اسکی صحیح اور حسن ہین اور علامہ محمد بن اسمعیل روضہ ندیہ مین لکھتے ہین قال الحافظ الذھبی فی تذکرۃ الحفاظ فی ترجمۃ من کنت مولاہ الف محمد بن جریر فیہ کتابا قال الذھبی وقفت علیہ فاندھشت لکثرۃ طرقہ یعنی حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ مین لکھتے ہین کہ محمد بن جریر طبری نے ایک کتاب خاص حدیث من کنت مولاہ مین لکھی ہے

کہتے ہین ذہبی کہ مینے دیکھا اُس کتاب کو اور مدہوش ہوا اس حدیث کی کثرت طرق سے۔

یہانتک کہ ابو المعالی جوینی ناقل ہین جو ائمہ دین اہل سنۃ سے ہین شاهدت مجلدا ببغداد فی ید صحاف فیہ روایات هذا الخبر مکتوبا علیہ المجلدۃ الثامنۃ والعشرون من طرق من کنت مولاہ ویتلوہ المجلد التاسع والعشرون یعنی بغداد مین ایک صحاف کے یہان مینے ایک جلد کتاب دیکھی جسپر لکھا ہوا تھا کہ یہ اٹھائیسوین جلد ہے طرق حدیث من کنت مولاہ مین اور انتیسوین جلد اسکے پیچھے ہے۔

اب اس حدیث کی عظمت اور جلالت دیکھئے اور پھر محدثین خصوصاً امام بخاری و امام مسلم کی ایمانداری دیکھئے کہ ایسی مشہور اور متواتر حدیث کو اپنی صحیح مین نہ لکھا اور بعوض اسکے صدہا ہزارہا وضعی روایتین لکھ دین۔ اس سے بڑھکر کیا عقلمندی ہو سکتی ہے لطف تو یہ ہے کہ ان عقلائے نامدار اور بزرگان روزگار کو اسکا خیال نہین ہوتا کہ ایسی متواتر حدیث کے لکھنے سے صحیحین کس درجہ پہنچتی ہین اُلٹا یہی استدلال پیش ہوتا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو صحیح بخاری و مسلم مین کیون نہ درج ہوتی۔ چنانچہ امام فخر رازی لکھتے ہین وایضا فلان کثیرا من اصحاب الحدیث لم ینقلوا هذا الحدیث کالبخاری ومسلم والواقدی وابن اسحق بل الجاحظ وابن ابی داود السجستانی وابو حاتم الرازی وغیرہ من ائمۃ الحدیث قدحوا فیہ کہ بہت سے اہل حدیث نے اس حدیث کو نقل نہین کیا مثل بخاری و مسلم و واقدی و ابن اسحق کے بلکہ جاحظ و ابن ابی داود سجستانی و ابو حاتم رازی وغیرہ ائمہ اہل حدیث نے اسمین قدح کی ہے۔

درحقیقت ان متناقض بیانون سے لیبا ہی عقل والا آدمی ہو جلد لکھا جا کہان تو وہ کہا گیا کہ حدیث متواتر کا منکر کافر ہے اور فضائل جناب امیر مین قدح کرنے والا ایکے رتبہ لائق نہ تھا نے والا سفیہ و نادان ہے۔ اور کہان ابن حجر عسقلانی

وہ کہین اور امام ذہبی کتاب حدیث غدیر کو دیکھکر مدہوش ہوجائین بلکہ خود ایک کتاب تصنیف کرین۔ اور کہان یہ بیان کیا جاسکا اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو بخاری ومسلم کیون نہ روایت کرتے۔

سچ کہا ہے جسنے کہا ہے کہ دس عقلمند اتفاق کرسکتے ہین مگر دو احمق کبھی نہین متفق ہوسکتے جسکی تصدیق ان حالات سے بخوبی ہوجاتی ہے بہرحال چونکہ یہ مباحث کتاب مستطاب عبقات الانوار کی ضخیم چار جلدون مین اسطرح طے ہوئی ہین کہ قیامت کبریٰ تک اسکا ایک حرف بلکہ ایک نقطہ بھی نہین اٹھ سکتا لہذا ہم ان سب بحثونکو چھوڑکر اپنے اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین۔

کیونکہ ہم جب تصریحات علماء اہل سنت لکھ آئے ہین کہ ان حدیثون مین قدح کرنا یا انکار کرنا منافی شان عقل ہے بلکہ انکا ایمان محل کلام ہے لہذا اُسکے متعلق اسقدر عرض کردینا ضروری ہے کہ مولوی حیدر علی صاحب مصنف منتہی الکلام و ازالۃ الغین فرماتے ہین کہ بعد از تصفح بظہور می انجامد کہ در صحیحین دو صد و دہ حدیث ضعیف است تفرد بخاری ہشتاد و تفرد مسلم بیکصد میرسد و درسی روایت ہردو بزرگ شریک شدہ اند اور ہم دوسرے قاعدہ مین لکھ آئے ہین کہ بتصریح مولوی عبدالحی صاحب ضعیف حدیثونکا جامع ضعیف العقل اور سخیف الرائے ہے اور تیسرے قاعدہ سے منکر خبر متواتر کافر تو اب کیا نتیجہ ہوا۔ کیونکہ حدیث غدیر کا تواتر اس درجہ پر پہونچا ہوا ہے کہ ۲۰ جلدین صرف اسکے طرق روایت مین لکھی گئین۔ اس سے بڑھکر کونسی حدیث متواتر ہوسکتی ہے پس ایسی حدیث کے نہ لکھنے سے امام بخاری کا کیا درجہ ہوا؟

ہم اپنی زبان سے کیون کچھ کہین کہ خود علماء اہل سنت ان سب امور کو طے کر چکے ہین۔ چنانچہ علامہ ذوالنسبین ابن دحیہ فرماتے ہین ودہ البخاری ناقصاً مبتراً کما ہی عادتہ فی ایراد الاحادیث التی من ہذا القبیل وما ذاک الا لسوء رایہ فی التنکب عن ہذا السبیل ۔۔ عند الامام احمد بن حنبل کاملاً محققاً والی طریق الصحۃ فیہ موفقاً یعنی بخاری نے اس روایت کو

دربارہ خمس بن ناقص اور کاٹ چھانٹ کر لکھا جیسا کہ تو دیکھتا ہے اور یہ عادت انکی ہے اس قسم کی حدیثون مین (جو فضائل جناب امیرؑ مین ہین) اور وجہ اسکی اور کچھ نہین سوا اسکے کہ وہ بُری رائے رکھتے تھے انحراف مین اس راہ سے - اور امام احمد بن حنبل نے اسے کامل و محقق طور پر وارد کیا جسکے صحیح کرنے مین اُنہون نے توفیق پائی اب یہان پر آپکو وہ حدیث یاد کرنی چاہیئے جو فریقین میں مسلم الثبوت ہے کہ بغض جناب امیرؑ علامت نفاق ہے چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے حالات مین مذکور ہوا کہ اسیوجہ سے بعض علما نے اُنکو منافق کہا کیونکہ وہ عداوت رکھتے تھے جناب امیرؑ سے - تو کیا یہ قاعدہ صرف اُنہین تک محدود رہیگا - امام بخاری مستثنیٰ ہونگے ؟

حق یہی ہے کہ یہ محض حماقت کا اثر ہے جو ایک ایسے شخص سے عداوت رکھین جسکے فضائل و مناقب سے زیادہ باخبر ہوں - کیونکہ اگر حماقت بلکہ جنون اسکا داعی نہوتا تو وہ کیون ایسے شخص کا دشمن ہوتا جسکے فضائل و مناقب کو وہ سب سے زیادہ جانتا ہے اور زیادہ واقف ہے - اب بھی جسکا جی چاہے وہ بخاری کی کتاب مناقب کو دیکھے اور اُن وضعی حدیثونکو جو فضائل خلفا مین بنائی گئین اور درج صحیح بخاری ہوئین - اُن حدیثون سے ملائیے جو فضائل جناب امیرؑ مین منقول ہوئین حالانکہ وہ درحقیقت یکے از ہزار ہیں تو صرف ان موجودہ روایتون کے موازنہ سے بھی عقل والا آدمی سمجھ جائیگا کسکی فضیلت زیادہ ہے اور کسکی کم جس سے خودبخود اور دہر دل مائل ہوگا جسکی فضیلت زیادہ ہے - مگر افسوس امام بخاری کی عقل نے اسکے اُلٹا تجویز کیا اور جسکی فضیلت خود لکھی اگرچہ بہت کم لکھی اُس سے دشمنی رکھتے ہین - اس سے بڑھکر کونسی دلیل عقل مندی ہوسکتی ہے -

بہرحال چونکہ امام ابو سلیمان خطابی نے ایک خاص کتاب مین احادیث صحیح بخاری کو رد کر دیا ہے جسکا نام اعلام التصحیح ہے اسیطرح امام دارقطنی نے جنکا لقب امیر المومنین فی الحدیث ہے تو اب ہمکو اسکی ضرورت نہ رہی کہ اسمین زیادہ اوقات

اپنی صرف کرین اور ان شاء اللہ عنقریب اسی دفتر اصلاح سے ایک کتاب شائع

ہونیوالی ہے جسمین تمامی احادیث صحیح بخاری سی کامل طور پر بحث کی جائیگی۔

رہے امام مسلم انکا حال مذکور ہوچکا کہ امام ابو ذرعہ رازی فرماتے تھے هذا ليس له عقل لو داری محمد بن يحيى لصار رجلا (یہ امام ابو ذرعہ وہ بزرگوار ہین کہ امام ذہبی لکھتے ہین وذكر ابراهيم بن حرب العسكري انه رأى ابا زرعة الرازي وهو يؤم للملائكة في السماء الرابعة کہ ابراہیم بن حرب عسکری نے خواب مین دیکھا کہ یہ چوتھے آسمان پر جو مقام حضرت عیسی بیان کیا جاتا ہے فرشتونکو نماز پڑہا رہے ہین۔ پہر ان کی شہادت کو کون رد کرسکتا ہے۔

رہے واقدی انکے حق مین علامہ سیوطی مقدمہ تدریب الراوی مین لکھتے ہین قال النسائي الكذابون المعروفون بوضع الحديث اربعة ابن ابي يحيى بالمدينة والواقدي ببغداد ومقاتل بخراسان ومحمد بن سعيد المصلوب بالشام کہا نسائی نے کہ چار کذاب [illegible] مشہور ہین [illegible] وضع حدیث مین ابن ابی یحیی مدینہ مین واقدی بغداد مین مقاتل خراسان مین محمد بن سعید مصلوب شام مین [illegible] حدیثا [illegible] مین قدح کیا ہے۔

رہے ابن اسحق انپر خود ابن حجر کی [illegible] روایت کی ہے کہ یہ راوی ہین اس [illegible] کے جسکے بعد حدیث [illegible] حضرت نے فرمائی [illegible] دیگر علما نے بھی اس سے اسی قسم کی نقل کی ہے تاہم وہ بزرگ ہین کہ امام مالک انکی نسبت فرماتے ہین نظرنا الی الدجال من الدجاجلة جیسا کہ میزان ذہبی مین ہے دیکھو یہ دجال ہے منجملہ اون دجالون کے۔

یہ قصہ بڑا مزہ دار ہے کہ ابن اسحق کہتے تھے مالک کے علوم ہمارے سامنے لاؤ کہ ہم اسکے بیطار ہین۔ اور امام مالک کہتے تھے وہ دجال ہے ابو داؤد کہتے ہین یہ قدری معتزلی ہے اور سلیمان تیمی اسکو کذاب کہتے ہین اسیطرح ہشام بن عروہ بھی کذاب جانتے ہین یحیی کہتے ہین کہ وہ یہود ونصاری سے روایتین لاتا ہے۔

مولوی عبدالحی صاحب نے کتاب الثقات ابن حبان سے ایک نیا لطیفہ لکھا ہے کہ ابن اسحق و امام مالک مین یہ اختلاف اسوجہ سے تہا و ذلک انہ لم یکن بالحجاز اعلم بانساب الناس و ایامھم من محمد بن اسحق وکان یزعم ان مالکا من موالی ذی اصبح وکان مالک یزعم انہ من انفسھم فوقع بینھما لھذا مفاوضہ حاشیہ امام الکلام صفحہ ۱۹۹

یعنی چونکہ محمد بن اسحق علم نسب کا بڑا عالم تہا کہ ملک حجاز مین اس سے زیادہ کوئی عالم نہین تھا۔ اور وہ کہتا تہا کہ (امام) مالک قبیلہ ذی اصبح کے غلامون سے ہے اور امام مالک کا یہ خیال تھا کہ ہم اصل قبیلے کے ایک ممبر ہین اسلئے دونون مین عداوت پیدا ہوئی۔ پس اس واقعہ سے بھی ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کہانتک یہ لوگ صفت عقل و فہم سے متصف تھے اور کیسے کیسے جزئی امور کی بدولت مدح و ثنا کیجاتی یا رد و قدح کو رواج ہوتا۔ پھر ان لوگون کی کسی بات پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے۔

(۸) جاحظ جسنے صحت حدیث غدیر مین قدح کی ہے پس وہ ایسا خارجی ہے کہ اُسنے ایک خاص کتاب اس مادہ مین تصنیف کی کہ معویہ وغیرہ خلیفہ بحق تھے اور جناب امیرؑ اُنکے مقابلہ مین ظالم تھے یا مجتہد خاطی جیسا کہ شیخ الاسلام اہلسنتہ ابن تیمیہ لکھتے ہین وقد صنف لھم فی ذلک مصنفات مثل کتاب المروانیہ الذی صنفہ الجاحظ پس ایسے متعصب خارجی کے کلام سے استدلال کرنا خود حماقت ہے امام ذہبی لکھتے ہین کان ماجنا قلیل الدین یعنی بیہودہ اور بیدین تھا اور لسان المیزان ابن حجر عسقلانی مین ہے انہ کان لا یصلی یعنی تارک الصلوۃ بھی تہا ہے ابن ابی داؤد سجستانی پس اُنکے باپ کی روایت تو خود خصایص نسائی مین موجود ہے ۔۔۔ باقی رہے خلف ناخلف پس انکی حالت سیرۃ النبلاء ذہبی مین یون مرقوم ہے کہ انکے بارہ مین کلام کیا ہے خود اُنکے باپ ابوداؤد نے اور ابراہیم بن اورمہ نے بھی پہلے ناصبی تھے جسکے سبب سے بغداد سے جلا وطن کیے گئے پھر علی بن عیسیٰ وزیر نے بغداد مین انکی اجازت دی اگر فضائل جناب امیرؑ

بیان کیا شروع کیا پھر عقیلی ہوئے اور آخر مین انکے سردار بن گئے ابو داؤد ان کے
باپ کہتے تھے میرا بیٹا کذاب ہے۔

اور ابن ابی حاتم کیطرف اس حدیث غدیر کی فرح منسوب کرنا طرفہ ماجرا ہی کیونکہ علامہ
سیوطی درمنثور مین لکھتے ہین اخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر
عن ابی سعید الخدری قال نزلت ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک علی رسول اللہ یوم غدیر خم فی علی بن
ابی طالبؑ یعنی ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے
روایت کی ہی کہ آیہ یا ایہا الرسول دربارہ علی بن ابی طالبؑ نازل ہوا غدیر خم مین۔
بہر حال چونکہ ہماری غرض صرف انلوگون کی عقل سے متعلق ہی اور وہ بخوبی ظاہر ہو چکی
لہذا اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین کیونکہ ان تحریرون سے ان سب کی ایمانداری
اور عقل کی تیزی بخوبی ظاہر ہو گئی کیونکہ علامہ ابن الجوزی کتاب الموضوعات مین بعد
ذکر حدیث فضائل سورہ ہاے قرآنی لکھتے ہین و انما عجبت من ابی بکر بن ابی
داؤد کیف فرقہ یعنی ہذا الحدیث علی کتاب الذی صنفہ فی فضائل
القرآن وھو یعلم انہ حدیث محال ولکن شرہ بذلک جمہور المحدثین
فان من عادتھم تنفیق حدیثھم ولو بالبواطیل وھذا قبیح منھم
لانہ قد صح من رسول اللہ انہ قال من حدث عنی بحدیث وھو
یری انہ کذب فھو احد الکاذبین جس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر ابن ابی
داؤد نے اس حدیث کو فضائل قرآن مین ٹکڑہ ٹکڑہ کرکے تقسیم کر دیا حالانکہ وہ جانتا تھا
یہ حدیث محالات سے ہے مگر جمہور محدثین کی یہی عادت ہے کہ وہ اپنی حدیثونکو رواج
دیتے ہین اگرچہ بذریعہ اخبار باطلہ ہو اور یہ نہایت ہی قبیح ہی کیونکہ حضرت نے فرمایا جو
شخص مجھسے کسی حدیث کی روایت کرے اور وہ جانتا ہو کہ یہ حدیث جھوٹی ہی تو وہ
بھی جھوٹون مین سے ہے پس جب جمہور محدثین اہل سنۃ کی یہی حالت ہی کہ وہ عام طور پر
جھوٹی حدیثونکو اپنے رواج دیا کرتے ہین تو واے برحال ان لوگون کے جو آنکھ بند

کرکے ایسی حدیثوں پر عمل کرتے ہیں اور کچھ نہیں خیال کرتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور خدا
کو منہ دکھانا ہے یا نہیں کیا جواب دینگے - حالانکہ حضرت نے ایکدفعہ نہیں مکرر سہ کرر
فرمایا انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی
کتاب اللہ وعترتی اهلبیتی مگر یہ لوگ نہیں مانتے حالانکہ جسوقت اسکی
مخالفت کا اعلان کیا گیا تھا تو جملہ حسبنا کتاب اللہ کہا گیا مگر عمل ہے حسبنا
صحیح البخاری پر جسکی نسبت کہا جاتا ہے اصح الکتب بعد کتاب اللہ الہادی
اور عقیدہ ہے برخلاف اسکے - اب اس بحث کو ہم شاہ ولی اللہ صاحب کے اسی
جملہ پر ختم کرتے ہیں جو ابتدا میں مرقوم ہوا تاکہ تمامی اہل سنۃ کی عقل و ذہانت ظاہر
ہوجائے شاہ صاحب فرماتے ہیں لبقیہ کلام دفعیہ شبہات مخالفین ہے جیسے اہل کمال
میں امامیہ یا زیدیہ کے جواب سے غرض نہیں انسے مناظرہ دوسری طرح پر ہونا چاہیے
نہ احادیث صحیحین وغیرہ سے امامیہ و زیدیہ سے ہم قطع نظر بھی کرلیں تو استقرار
سے معلوم ہوتا ہے مسئلہ تفضیل شیخین میں مخالف و متوقف تین فرقے ہیں ایک
وہ جو کلام میں مشغول ہیں انکا اعتقاد شبہات نصیر طوسی (محقق طوسی علیہ الرحمہ)
کے سبب سے مختل ہو رہا ہے یہ متکلمین ان شبہات کی رد کرنے پر قادر نہیں ہیں حالانکہ
انکے عقائد کا مدار تقلید پر ہے سلف صالح کے جیسا کہ کلام عضد الدین و تفتازانی
وغیرہ سے ظاہر ہے (علامہ عضد مولف مواقف ہیں اور علامہ تفتازانی شارح
مقاصد یہ دونوں کتابیں آجتک اہل سنۃ کے درس میں داخل ہیں) مادہ
انکے شبہہ کا یہ ہے کہ فضل کلی کی تنقیح نکرسکے دوسرے محدثین اہل سنۃ ہیں
جنہوں نے بطریق ورق گردانی یا مثل کاتبوں کے فن حدیث حاصل کیا نہ بطریق
تحقیق و اجتہاد یہ قادر نہ ہوسکے کہ مختلفات حدیث کو جمع کریں اور ہر ایک حدیث
کے اشارہ کو علیحدہ سمجھیں استادان محقق سے معانی حدیث کو نہیں سمجھا صرف
اسی مسئلہ میں انکے اعتقاد میں خلل نہیں پڑا ہے بہت سے مسائل فقہ و کلام میں
درست [illegible] غلط فہمی میں [illegible]

نہ طریق اجتہاد و تحقیق کو استوار کیا۔ گویا اپنی جنس کی چال اپنی چال ہی بہولا۔
تیسرا فرقہ صوفیہ ہے جو مشتغل ہیں بعلم تصوف وہ یہ دیکھکر کہ صوفیونکا سلسلہ حضرت
مرتضے تک پہنچتا ہے جیسا کہ انہیں معلوم ہے حقیقت حال سے غافل ہوگیا یا مکاشفات
و اعتبار شیخ محی الدین عربی وغیرہ کو کتابوں مین دیکھکر مغرور رہا ہر چند مخاصمہ
ان تینون فریق کے ساتھ کہیں زیادہ ہے اس سے کہ اس رسالہ مین اسکا احصا
ہوسکے لیکن مقصود میرا اشارہ ہے طرف اصول ان شبہات کے اور ظاہر کرنا کہ ان
مشکلون سے کیونکر نجات ملسکتی ہے قرۃ العینین صفحہ ۱۷۵
اس تقریر سے معلوم ہوا کہ تمامی اہل سنۃ انہیں تین فرقون مین ہیں اور تینونکے
تین رنگ کوئی مختل العواس ہے کوئی مغرور و فریب خوردہ۔ اور اہلحدیث تو
خاصے سوفسطائی ہیں نہ مقلد ہیں نہ مجتہد ہیں حیف کہ آجتک دنیا مین یہی جہالت
پھیلی ہوئی ہے تمام عالم تو ترقی مین کوشان ہے مشرکین تک بت پرستی چھوڑتے
جاتے ہیں اور سمجھدار ہوتے جاتے ہیں مگر یہ فرقہ کسیطرح راہ پر نہیں آتا نہ قبول امر حق پر
آمادہ ہو رہا ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

خاتمۃ الکلام

یہانتک جو تقریر کی گئی اوس سے اگرچہ اس فرقہ وہابی (اہلحدیث) کے عقل و ایمان
کی حالت بخوبی ظاہر ہوئی۔ مگر چونکہ ممکن ہے کہ یہ لوگ کہیں یہ سب خیالات جسمیت
باری تعالی متقدمین اہلحدیث کے تھے حال کے علماکے جو زمانہ حال کی تحقیقات
سے کچھ با عقل و فہم ہوگئے ہیں لہذا مزید تسکین کے لئے علماء حال کے چند اقوال
بھی یہان نقل کئے جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو این خانہ تمام آفتاب است
جناب مولوی وحید الزمان صاحب حیدرآبادی جنکے ترجمے صحاح ستہ کے تمام ملک
مین شائع ہو رہے ہیں اور ہنوز زندہ و موجود ہیں اپنی کتاب ہدیۃ المہدی
مطبوعہ میو پریس دہلی ۱۳۲۵ھ مین لکھتے ہیں صفحہ

وله تعالى صفات وردت في الشرع فنصف
بجميع تلك الصفات لا نأول و
لا ننكر ولا نشبه وهي على نوعين
صفات ذاتية قديمة ازلية
كالحيوة والعلم والقدرة والارادة
والمشية والجلال والعزة و
السمع والبصر وقوة الكلام
وصفات فعلية حادثة وقيل
قديمة والتعلق حادث واختار
الشيخ ولي الله من اصحابنا
فقال لا يقوم بذاته حادث
وانما الحدوث في تعلق الصفات
بمتعلقاتها وقت تعلق الارادة
بوقوعها حتى تظهر الافعال و
من الصفات الحادثة الكلام
والاستواء والضحك والنزول
والصعود والاتيان والمجيء
والقرب والبعد والدنو والوطء
والتنفس والتعجب والفرح
والتبشبش والنظر والحثي و
الحفن والغيرة والغضب والملال
على قول والحياء والاستهزاء
والسخرية والمكر والخدع والكيد

یعنی خدا کی بہت سی صفتین ہین جو شرع
مین وارد ہین ہم سب کے ساتھ خدا کو موصوف
جانتے ہین نہ تاویل کرتے ہین نہ انکار نہ تشبیہ
دیتے ہین اوسکی دو قسمین ہین ایک ذاتی
قدیم ازلی مثل حیوۃ۔ علم۔ قدرت۔ ارادہ
مشیت جلال۔ عزۃ۔ سمع۔ بصر۔ قوۃ
کلام کے دوسری قسم صفت فعلی ہے جو
حادث ہے (یعنی پہلے نہ تھی اب خدا مین پیدا
ہوئی) اور بعض قدیم کہتے ہین مگر تعلق
حادث یہی مذہب شیخ ولی اللہ صاحب کے
جو ہمارے فرقہ سے ہین (اہلسنت غور کرین
کہ شاہ ولی اللہ صاحب کس فرقہ سے ہین)
کیونکہ وہ کہتے ہین ذات خدا کے ساتھ کوئی
حادث نہین قایم ہو سکتا۔ حدوث صرف
تعلق صفات مین ہے اپنے متعلقات کیساتھ
بوقت تعلق ارادہ ساتھ وقوع اوسکے
یہانتک کہ وہ افعال ظاہر ہون۔
وہ صفات خدا جو فعلی ہین اور حادث
ہین۔ کلام۔ استوا (بیٹھنا) ضحک (ہنسنا)
نزول (اوترنا) صعود (اوپر چڑھنا) اتیان
(آنا) مجی (جانا) قرب (نزدیکی) بعد۔
(دوری) دنو (بہت نزدیکی) وطار۔
(بچھانا) تنفس (سانس لینا) تعجب

والفراغ والتردد والفضل والرحمۃ	(خوش ہونا۔ بشاشت ظاہر کرنا) نظر۔
والاختیار والصبر واعادۃ الخلق	(دیکھنا آنکھ سے) حثی (خاک چھڑکنا یا دو نوں
والامر والنہی والاستدراج	ہاتھ کو بلند کرنا) حطی (قدم بچھانا) غیرت
والحب والبغض والرضا و	(غضب) غضب (غصہ) ملال (رنج ہونا ہا بر
الکراھیۃ والسخط والمقت والموالاۃ	ایک قول کے) حیا (شرمانا) استہزاء۔
والمعاداۃ والمشی والھرولۃ و	سخریہ۔ مکر۔ خدع۔ کید۔ فراغ۔ تردد۔ فضل
المحاضرۃ والمصافحۃ والاطلاع	رحمت۔ اختیار۔ امر۔ نہی۔ استدراج
والاشراف والتکوین والخلق	حب۔ بغض۔ رضا۔ کراہیۃ۔ سخط۔ مقت
والعندیۃ وتقلیب القلوب و	موالاۃ۔ (دوستی) معاداۃ (دشمنی)
والوعد والوعید واسماع الکلام	مشی (ٹہلنا) ہرولہ (دوڑنا) محاضرہ
بعض خلقہ والتجلی العارضی	(خوش طبعی) مصافحہ۔ اطلاع (اگر دیکھنا)
علی بعض المحال دون العرش	اشراف (اوپر چڑھ کے دیکھنا) تکوین۔
اذ علیہ التجلی الدائمی والظہور	خلق۔ عندیہ (پاس) تقلیب قلوب۔
فی ای صورۃ شاء۔ ص ۷	وعد۔ وعید۔ اپنا کلام بعض مخلوق کو

سنانا۔ تجلی عارضی بعض محل پر علاوہ عرش کے کیونکہ عرش پر تجلی دائمی ہے۔ اور ظاہر ہونا جس صورت میں کہ چاہے۔

یہ ہیں صفات خدا بنا بر عقیدہ الحدیث کہ اونکا خدا دوڑتا ہے۔ ہنستا ہے۔ مسخراپن کرتا ہے مکر کرتا ہے۔ خدع۔ فریب۔ ہاتھ ملانا۔ دوڑنا ٹہلنا۔ سب صفات خدا ہیں اور جس صورت میں چاہے وہ ظاہر ہو۔ اگرچہ کتا ہو یا سور۔

پھر لکھتے ہیں فصل ھو یتکلم متی شاء	خدا کلام کرتا ہے جس زبان سے چاہے
بای لسان شاء بصوت وحروف	صوت۔ حرف۔ سب اوسمیں ہوتا ہے
والقران الفاظہ ومعانیہ کلامہ	قرآن الفاظ خدا ہیں۔ معانی قرآن کلام
وکلامہ قائم بذاتہ صفۃ لہ غیر	خدا ہے۔ کلام اوسکا قائم بالذات ہے

مخلوق منه بدأ واليه يعود و
المسموع من القارى والملفوظ
من الالفاظ والمحفوظ من الحافظ والمتلو
من التالى هو كلامه حيث تلى و
فى اى موضع قرئ وفى اى كتاب
كتب ولا يجوز ان يقال لفظى
بالقران مخلوق او الفاظنا وتلاوتنا
له مخلوقة وهو قول امامنا احمد
بن حنبل واكثر اصحاب الحديث
وقال البخارى من اصحابنا الفاظنا
وافعالنا وافعالنا مخلوقة وانكر
ان يقال لفظى بالقران مخلوق
وهذا الكلام صحيح فى نفسه و
لكن من حيث انه يوهم خلق
الفاظ القران كرهه امامنا احمد
بن حنبل وذم الحسين الكرابيسى
على هذا القول وقال اللفظية
شر من الجهمية وكذلك لا يجوز
ان يقال بان الحروف المكتوبة
والاصوات المسموعة حكاية
عن كلام الله او عبارة عنه
بل هى كلام الله حقيقة وان
الله تكلم به حقيقة وكلامه

صفت خدا ہے نہ مخلوق۔ اوس سے شروع
ہوا پھر اوسیکی طرف پھریگا۔ اور جو کچھ
پڑہنے والونسے سناجاتا ہے یا کوئی اوس کا
تلفظ کرتا ہے یا کوئی حفظ کرتا ہے یا تلاوت
کرنے والا تلاوت کرتا ہے وہ سب اس
حیثیت سے کہ تلاوت کیا کلام خدا ہے
جس جگہ پڑہا جاے یا جس کتاب میں لکھا
جاوے۔ اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا پڑہنا
قرآن کو حادث ہے یا ہماری تلاوت یا ہمارے
الفاظ مخلوق ہیں یہی قول امام احمد بن
حنبل ہے اور مذہب اکثر اصحاب حدیث
بخاری کہتے تھے کہ الفاظ ہمارے۔ افعال
ہمارے ہیں اور افعال ہمارے سب
مخلوق ہیں۔ مگر اس سے وہ بہی انکار
کرتے ہیں کہ پڑہنا ہمارا قرآن کو مخلوق ہے
یہ کلام اگرچہ فی نفسہ صحیح ہے مگر چونکہ اس سے
اسکا وہم ہوتا ہے کہ ہمارے الفاظ القرآن
مخلوق ہوں۔ لہذا امام احمد بن حنبل نے
اس سے کراہت کی اور حسین کرابیسی
نے مذمت کی اس قول پر۔ اور کہا کہ
لفظیہ بدتر ہے جہمی سے۔ اسیطرح یہ بھی
نہیں کہہ سکتے کہ جو حروف لکھے گئے ہیں
یا جو آواز سنی جاتی ہے۔ وہ حکایت قول

صفة منافية للسكوت يسمعه صوته
الملائكة المقربون كصوت السلسلة
على صفوان فتضرب اجنحتها
خضعانا لقوله وهو كلم موسى
بنفسه في الدنيا فسمع موسى
صوته ويكلم الناس في الآخرة
كفاحا من غير ترجمان ويناديهم
بصوت يسمعه من بعد كما يسمعه
من قرب والقول بالكلام النفسي
فاسد احدثه عبد الله بن سعيد
ابن كلاب لم يسبقه اليه احد
من المسلمين۔

خدا ہے یا عبارت اوس سے۔ بلکہ وہ عین
کلام خدا ہے اور خدا ہی نے اوسکے ساتھ
کلام کیا حقیقۃً۔ کلام خدا صفت منافی سکوت
ہے۔ کلام خدا کو سنتے ہین فرشتہ ہای مقربین
مثل صوت سلسلہ کے اوپر صفوان کے
(آواز زنجیر بر پتھر) اوسوقت فرشتے اپنے
پر مارتے ہین بغرض اظہار خضوع۔ خدا نے
حضرت موسیٰ سے کلام کیا دنیا مین خود
کہ سنا حضرت موسی نے اوسکی آواز۔ اور
آخرت مین وہ سب سے باتین کریگا بغیر
کسی ترجمان کے اور آواز دیگا پکاریگا کہ
دور والے اسطرح سنینگے جسطرح نزدیک
والے سنتے ہین اور یہ کہنا کہ خدا کا کلام کلام نفسی ہے۔ فاسد ہے اسکو حادث کیا
عبداللہ بن سعید بن کلاب نے کہ قبل اسکے کوئی شخص مسلمانون سے اسکا قائل نہین ہوا۔

کلام نفسی کی تحقیق الشمس مین بہایت بسط سے کی گئی ہے لہذا اسکے بیان کی ضرورت
نہین۔ مگر کلام نفسی کا وہ عقیدہ ہے کہ دنیا مین جتنے سنی اہلسنت کہلاتے ہین سبکا یہی
عقیدہ ہے مگر فرقہ اہلحدیث اوسکا مخالف ہے اور وہ نہین مانتا۔ بلکہ جسطرح ہملوگ بات
چیت کرتے ہین اونکا خدا بھی بات چیت کرتا ہے۔

پھر لکھتے ہین فصل هو سبحانه قديم
لا ابتداء لوجوده ولا انتهاء وشيء
لا كالاشياء وشخص ومرء لا كالاشخاص
ونفس لا كالنفوس وذات لا كا
لذوات حقيقة مخالفة لسائر

خدا ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا نہ اوسکی ابتدا
ہے نہ انتہا وہ ایک شی ہے۔ مگر نہ مانند اور
چیزونکے۔ وہ شخص ہے اور آدمی۔ مگر نہ
مثل اور اشخاص اور آدمیونکے جان
نفس ہے۔ مگر نہ مثل اور نفسونکے۔ وہ ذات

الحقائق لا تعلم فی الدنیا وهل
تعلم فی الآخرة اختلاف وقول ان
هو سبحانه فی جهة الفوق
ومکانه العرش وقول المتکلمین
انه لیس فی جهة ومکان باطل
بالشرع والعقل اذ کل موجود یقتضی
مکانا اما الجهة فثبت له بعد
خلق السموات والارض نعم
هو لیس بزمانی لانه کان موجودا
قبل خلق الزمان ولا یحتاج الی
فلسفی ولا الی جهة لانه کان ولا
مکان بهذا المعنی ولا جهة
وحدیث انا الدهر معناه بیدی
الدهر یعنی انا الفاعل لکل شیء
والدهر لا یقدر علی شیء - ص

ہے مگر نہ مثل اور ذاتوں کے حقیقت اوسکی
سب کے خلاف ہے دنیا مین اوسکی ذات
نہین معلوم ہو سکتی مگر آخرت مین معلوم
ہو سکتی ہے اسمین اختلاف ہے
خدا جانب فوق ہے اور مکان
اوسکا عرش ہے متکلمین کا یہ کہنا کہ
خدا کسی جہت و مکان مین نہین ہے - باطل
ہے کیونکہ ہر موجود کو مکان ضروری ہے
اور جہت بھی خدا کے لئے ثابت ہے بعد خلق
آسمان و زمین ہان وہ زمانی نہین ہے
کیونکہ زمانہ کے پہلے موجود تہا اور مکان
وجہت فلسفی کا محتاج نہین کیونکہ قبل وجود
مکان وہ موجود تہا اور یہ جو حدیث مین
آیا ہے کہ ہم زمانہ ہین تو معنی اوسکے یہ ہین
کہ ہمارے ہاتھ مین زمانہ ہے یعنی ہم سب
باتونکے کرنے والے ہین اور زمانہ تو کسی چیز پر قادر نہین ،،

غرض بعقیدہ اہلحدیث خدا کا مکان عرش پر ہے وہ سب کے اوپر ہے -

پھر لکھتے ہین فصل وله تعالی صورة هی
احسن الصور ویقدر ان یتجلی
ویظهر فی ای صورة شاء خلق
آدم علی صورته ومن قال ان الضمیر
فی صورته یرجع الی آدم فقد اخطأ
لان فی روایة اخری علی صورة

خدا کی صورت ہے مگر سب سے وہ خوبصورت
ہے وہ قادر ہے کہ جس صورت مین چاہے
تجلی اپنی دکھائے اور ظاہر ہو جس صورت
مین چاہے - خدا نے آدم کو اپنی صورت
پر پیدا کیا - یہ غلط ہے جو لوگ کہتے ہین کہ ضمیر
صورتہ راجع ہے آدم کی طرف کیونکہ دوسری

الرحمان وله فم ووجه وعين ويد وكف وقبضة واصابع وساعد وذراع وصدر وجنب وحقو وقدم ورجل وساق وكتف كما يليق بذاته المقدسة واثبات هذه الاشياء ليس بتشبيه انما التشبيه ان يقال يده كيدنا او سمعه كسمعنا وهكذا الخ

حدیث مین خلق آدم علی صورة الرحمٰن آیا ہے۔ خدا کے چہرہ ہے آنکھ۔ ہاتھ کف (ہتھیلی) قبضہ (مٹھی) اصابع (انگلیان) ساعد (بازو) ذراع۔ صدر جنب (پہلو) حقو (تہی گاہ)(کولہا) قدم (پیر) پہلی۔ کتف۔ جیسا کہ شایان اوسکے ہے ان امور کا ثابت کرنا خدا کے لئے تشبیہ نہین ہے۔ تشبیہ یہ ہے کہ کہین کہ اوسکا ہاتھ ہمارے ایسا ہے یا اوسکا کان ہمارے ایسا ہے۔ اس کہنے سے البتہ تشبیہ لازم آتی ہے۔ اس سے بڑھکر کیا شرک ہو سکتا ہے اور اس سے بڑھکر کون سی صورت کفر ممکن ہے۔ کہ خدا کیلئے ہاتھ پیر۔ کان ناک۔ آنکھ ہتھیلی۔ انگشت۔ پیر، پہا، چوتڑ۔ ران سب مانو۔ مگر یہ کہو کہ اوسکے ہاتھ پیر ہمارے سے ہین۔ نہین طول۔ عرض۔ عمق ہین۔ اوسکا ہاتھ پیر اپنے ہاتھ سے زیادہ مانو یہ بھی نہ کہو کہ اوسکا ہاتھ پیر بھی چمڑے کا ہے ممکن ہے سونے کا ہو یا جواہرات سے مرصع ہون غرض ہمارا سا نہین ہے۔

ابھی جسمیت خدا اسلئے نہین ہوا لکھتے ہین

فصل الخلق من صفات الافعال فهو خالق لجميع الاشياء بلا واسطة خلق الافعال وخلق الفاعلين وكذلك الاستواء اي العلو والجلوس او الاستقرار على العرش استوى عليه بعد خلق السموات والارض يوم الجمعة استواء يليق به وهو مع ذلك غير محتاج الى

یعنی پیدا کرنا صفات افعال سے ہے بس خدا خالق ہے ہر چیز کا بذات خاص نہ یہ کہ بواسطہ غیر پیدا کیا افعال کو اور پیدا کیا فاعلین کو (مثلاً خدا نے انسان کو پیدا کیا تو چونکہ انسان مخلوق خدا ہے اسلئے جو افعال انسان کرتا ہے اوسکے نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ فعل خدا ہے۔ کیونکہ خدا انسان کا خالق ہے۔ تو مطابق عقیدہ اہلحدیث اس طرح سے خدا

العرش بل هو الحافظ والممسك
للعرش وغيره ومن ثَمَّ اثبت
لنفسه جهة الفوق فيصح الاشارة
اليه كما في حديث الجارية وحديث
مسلم فقال باصبعه واخطأ
الشيخ ولي الله من اصحابنا حيث
قال انه لا يشار اليه ولعل مراده
كالاشارة الى المحسوسات قال
شيخنا ابن القيم الاشارة اليه تعالى
حسًّا الى العلو ثابت بالشرع كما
اشار اليه من هو اعلم به وبما
يجب له ويمتنع عليه من افراخ
الجهمية والمعتزلة والفلاسفة
وقال شيخنا ابن تيمية هو تعالى
على عرشه وعرشه فوق سمواته
كما ورد في رواية ابي داؤد وهو
حديث حسن وليس معنى قوله
وهو معكم انه مختلط بالخلق فان
هذا لا توجبه اللغة وهو خلاف
ما اجمع عليه سلف الامة وخلاف
ما فطر الله عليه الخلق وكذلك
النزول والصعود فينزل ربنا
تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء

نہیں خالق ہے بلکہ بذات خاص وہی خود ہر
چیز کا خالق ہے خواہ بد ہو یا نیک) اسیطرح
استوا یعنی چڑہنا۔ جلوس بیٹھنا۔ استقرار
ٹھہرنا ہو عرش پر کیونکہ خدا بیٹھا عرش پر بروز
جمعہ بعد پیدا کرنے آسمان وزمین کے مگر یہ
بیٹھنا خدا کا ویسا ہے جو اوسکے لائق ہے۔
ہاں مگر اسکے ساتھ خدا عرش کا محتاج نہیں ہے
بلکہ وہ حافظ۔ اور ممسک عرش ہے اسلئے
تو خدا نے اوپر رہنا شروع کیا۔ تو صحیح ہے اشارہ
کرنا اوسکی طرف جیسا کہ حدیث جاریہ وحدیث
مسلم میں ہے۔

ہمارے فرقہ سے شاہ ولی اللہ نے یہ غلطی
کی کہ وہ کہتے ہیں خدا کی طرف اشارہ نہ
کرنا چاہیئے (یہی اونکی غلطی ہے کہ خدا کو
لائق اشارہ نہیں سمجھتے) شاید مراد اوس
سے یہ ہے کہ جسطرح محسوسات کی طرف اشارہ
کرتے ہیں اوسطرح اشارہ نہ کرنا چاہیئے ورنہ
ہمارے شیخ ابن القیم نے کہا ہے کہ اشارہ خدا
کی طرف حسًّا ثابت ہے از روے شرع کے
جیسا کہ اشارہ کیا طرف اوسکے۔ اوس شخص
نے جو اوس سے بہی زیادہ عالم ہے اور اون
چیزوں سے جنکے وجوب وامتناع کے افراخ جہمیہ
ومعتزلہ وفلاسفہ قائل ہیں۔ کہا ہمارے

الدنیا بذاته ثم یصعد الی عرشه وکرسیه واذا نزل فهل یخلو منهما العرش اولا فیه قولان ورجح الحافظ ابن امندة القول الاول وقال انه ما ذهب الیه امامنا احمد بن حنبل ورجح شیخنا ابن تیمیه القول الثانی وکذلک الصفات الباقیة التی ذکرناها اولا - ص۱

شیخ ابن تیمیہ نے کہ خدا اپنے عرش پر ہے اور اوسکا عرش کل آسمانون کے اوپر ہے جیساکہ بروایت ابوداؤد مین آیا ہے اور یہ حدیث حسن ہے - اور اونلوگونکا جو یہ قول ہے کہ خدا تمھارے ساتھ ہے اوسکے معنی یہ نہین ہین کہ وہ خلق کے ساتھ مخلوط ہے - کیونکہ یہ بات نہ لغت سے ثابت ہے نہ اجماع سلف سے اور خلاف فطرت بہی ہے -

خدا کا نزول وصعود بہی صفات افعال سے ہے کیونکہ فینزل ربنا تبارک وتعم کل لیلة الی السماء الدنیا بذاته ثم یصعد الی عرشه وکرسیه - خدا ہر شب کو دنیا والے آسمان پر بذات خاص اوترتا ہے پھر چڑھ جاتا ہے اپنے عرش وکرسی پر - رہا یہ امر کہ جب خدا اوترتا ہے تو کیا عرش خالی ہوجاتا ہے اسمین دو قول ہے - ابن مندہ تو اسکے قائل ہین کہ خدا جب عرش سے اوترتا ہے تو وہ عرش خالی ہوجاتا ہے - اور یہی مذہب امام احمد بن حنبل بہی ہے - مگر ابن تیمیہ کا مسلک یہ ہے کہ عرش بالکل خالی نہین ہوتا ،،

اب تو بہت اچھی طرح تمام عالم کو معلوم ہوا کہ فرقہ اہلحدیث کے کیا عقائد ہین خدا کی نسبت کہ سب کام کا خالق اور فاعل خدا کو بذات خاص جانتے ہین اور عرش وکرسی پر خدا کی سطرح نشست ہوتی ہے جسطرح ہملوگ تخت یا چارپائی پر بیٹھتے ہین کہ جب اوس عرش سے اوترکر خدا کہین جاتا ہے تو وہ عرش بہی خدا سے اوسیطرح خالی ہوجاتا ہے جسطرح ہمارا تخت وپلنگ ہمسے خالی ہوجاتا ہے جب کہین جاتے ہین -

مولوی وحید الزمان صاحب نے اس تقریر پر اسکو ختم نہین کیا ہے بلکہ فرماتے ہین -

فصل الصفات الفعلیة حادثة عند الاکثر من اصحابنا قال البخاری ان حدثه لا یشبه حدث المخلوقین فهو

یعنی ہمارے اکثر اصحاب اسکے قائل ہین کہ خدا کے صفات فعلیہ حادث ہین نہ قدیم نہین ، بخاری نے کہا کہ اوسکا حدوث مثل

محدث الاوامر والاقوال والافعال کما قال کل یوم هو فی شان ولا یجوز اطلاق الحرکة والانتقال علی فعله وان صح علیه الحرکة والانتقال من مکان الی مکان کما قال وجاء ربك وقال هل ینظرون الا ان یاتیهم الله وفی الحدیث اتیته هرولة واخرج البخاری وابن الاثرم فی کتاب السنة عن فضیل بن عیاض احد الاولیاء الکرام والائمة العظام قال اذا قال لك الجهمی انا اکفر برب یزول عن مکانه فقل انا اومن برب یفعل ما یشاء وقال الحافظ عبد الرحمان بن منده انه نعم اذا نزل یخلو منه العرش وهذا هو الانتقال وحکی عن ابن تیمیة انه ینزل کما انا انزل من المنبر وفی حدیث النزول ثم یصعد الجبار الی کرسیه والصعود النزول والمجیٔ والاتیان لا تتصور الا بالحرکة والانتقال واخطأ الشیخ ولیہ من اصحابنا حیث قال تبعاً لشیخنا ابن جریر الطبری و

حدوث مخلوقین نہین ہے کیونکہ وہ حادث کرتا ہے اوامر واقوال وافعال کو جیسا کہ کہتا ہے کل یوم ھو فی شان۔ مگر خدا کے افعال پر حرکت وسکون کا اطلاق نہین ہوسکتا (کیونکہ حرکت وسکون حوادث کی شان سے ہے) مگر خود خدا پر حرکت وسکون جائز ہے کہ ایک مکان سے جا کر دوسرے مکان مین ٹھہرے جیسا کہ فرماتا ہے وجاء ربك وھل ینظرون الا ان یاتیہم الله اور حدیث مین ہے اتیته هرولة دوڑتا ہوا آیا (جس سے خدا کا حرکت کرنا ظاہر ہے) بخاری وابن اثرم نے فضیل بن عیاض سے روایت کی ہے جو اولیاء کرام سے تھا کہ اگر جہمی کہے کہ ہم کفر کرتے ہین اوس خدا کیساتھ جو اپنے مکان سے زائل ہو (ہٹ جاے) تو اوسکے جواب مین کہو کہ ہم ایمان لاتے ہین۔ اوس خدا کے ساتھ جو چاہے کر

حافظ ابن منده کہتے ہین کہ جب خدا نیچے اوترتا ہے تو عرش اوسکے وجود سے خالی ہوتا ہے اسیکا نام انتقال ہے۔

ابن تیمیہ کہتے ہین کہ خدا اسطرح عرش سے سے اوترتا ہے کہ ہم جسطرح منبر سے اوترآتے ہین۔ اور حدیث نزول مین ہے کہ پھر خدا

لا یصح علیہ الانتقال لانہ لم یقم دلیل شرعی علی استحالتہ وکذلک اخطأ الیافعی الشافعی حیث فرس مذھب السلف انہ تعہ بری عن الحرکۃ والانتقال ثم عزاہ الی الشیخ عبد القادر الجیلی اذ لم یات تقول واحد من السلف علی تلک البرأۃ نعم حرکتہ وانتقالہ بلا کیف لا یشابہ حرکتنا وانتقالنا کما ان حدثہ لا یشابہ حدثنا فحرکتہ و انتقالہ عبارۃ عن ظہورہ وتجلیہ فی محل اخر غیر المحل الاول وھو صحیح بلا مریۃ ومن ھنا قال امامنا احمد بن حنبل فی رسالتہ الی مسدد بن مسرھد انہ سبحٰ اذا نزل فلا یخلو منہ العرش و التجلی والظھور فی مکانین مختلفین او فی امکنۃ مختلفۃ متعددۃ فی ان واحد لا یستحیل فی ذات اللہ تعہ انما المحال تمکن المتمکن فی مکانین مختلفین فی ان واحد ولیت شعری ھل اللہ قادر علی ان یخلق عرشا فوق ھذا العرش

چڑھ جاتا ہے اپنی کرسی پر۔ اور (الفاظ) صعود۔ نزول۔ مجی۔ ایتان۔ ایسے امور ہیں جو بدون حرکت و انتقال محال ہیں ہمارے شیخ ولی اللہ نے جو فرقہ اہلحدیث سے ہیں بہ اتباع امام محمد بن جریر طبری۔ بڑی غلطی کی جو اسکے قائل ہیں کہ خدا پر انتقال (ایک مکان سے دوسرے مکان میں جانا) جائز نہیں کیونکہ کوئی دلیل شرعی اسپر قائم نہیں کہ خدا انتقال نکر سکتا اسیطرح امام یافعی نے بھی غلطی کی جو بیان کیا کہ مذہب سلف یہی تھا کہ خدا حرکت وسکون سے بری ہے۔ اور اسی مذہب کو شیخ عبد القادر جیلانی کی طرف منسوب کیا حالانکہ کوئی سند اسکی نہ لایا جس سے معلوم ہوتا کہ وہ لوگ اسکے قائل تھے کہ خدا حرکت وسکون سے بری ہے۔ ہاں خدا کی حرکت اور اوسکا انتقال۔ مشابہ ہماری حرکت وسکون کے نہیں ہے (مثلاً ہم صرف زمین پر چل سکتے ہیں اور خدا صرف چل ہی نہیں سکتا اوڑ بھی سکتا ہے) جیسا کہ اوسکا حدث مشابہ ہمارے حدث کے نہیں ہے اوسکی حرکت یا انتقال عبارت ہے اوسکے ظاہر ہونے اور تجلی دکھانے سے

ویثبت ھذا العرش فی محلہ ثم یصیر فوقہ ام لا فان قالوا نعم فقد سلموا الحرکۃ والانتقال و ان قالوا لا لزم العجز تعالی اللہ من ذلک علوا کبیرا ولو قالوا ان لفظ الحرکۃ والانتقال لا یطلق علی فعلہ لانہ لم یرد فی الکتاب والسنۃ ما نازعنا ھم ثم ان ذات الصفات الفعلیۃ الحادثۃ لا یستلزم الحدوث والتغیر فی ذاتہ ھو الان کما کان بریئ فی ذاتہ عن الحدوث والتجدد والتغیر والتبدل وما قررہ المتکلمون انہ تعالی یمتنع ان یقوم بذاتہ حادث باطل قطعا اذ لم یقم دلیل شرعی علی امتناع قیام الحوادث بذاتہ تعالی وانما ھو من خرافات الغزالی وابن فورک والرازی تبعوا افراخ الفلاسفۃ قال العرفاء انہ ھو القیوم و العالم اعراض مجتمعۃ فی عین واحد ۔ ص ۱۲

ایک محل کو چھوڑ کر دوسرے محل مین ۔ اور یہی مذہب صحیح ہے ۔ اسیوجہ سے امام احمد بن حنبل نے اپنے رسالہ مین بیان کیا کہ خدا جب نیچے اوترآتا ہے تو عرش اوس سے بالکل خالی نہین ہوتا ۔ اور تجلی وظہور دو مختلف مکان ہین ۔

یا بہت سے مکانون مین بآن واحد خدا پر محال نہین ہے کیونکہ محال تو ممکن کا تمکن ہو دو مکان مین ہم نہین جانتے کہ وہ لوگ خدا کو دوسرے عرش کے بنانے پر قادر جانتے ہین یا نہین کہ اس عرش پر دوسرا عرش بنائے اور اوسپر خدا چڑھ جائے ۔ اگر کہین کہ ہان قادر ہے تو اونہون نے یہی حرکت وسکون کو مان لیا اور اگر کہین کہ خدا انہین قادر ہے تو عجز خدا لازم آتا ہے ۔ اور اگر کہین لفظ حرکت وانتقال اوسکے فعل پر نہین کہا جاتا کیونکہ کتاب وسنت مین اسکا کہین ذکر نہین ۔ تو ہمکو اسمین نزاع نہین ۔ مگر ان صفات فعلیہ حادثہ خدا سے یہ نہین لازم آتا کہ اوسکے فعل مین حدوث وتغیر بہی ہو ۔ بلکہ وہ اس وقت بہی حدوث وتجدد وتغیر وتبدل سے بری ہے جیسا کہ پہلے بری تہا ۔ اور یہ جو کچہ متکلمین نے مقرر کیا ہے کہ محال ہے کوئی شئی حادث قائم بذات خدا ہو تو یہ عقیدہ متکلمین کا باطل ہے ۔ کیونکہ یہ سب خرافات غزالی ۔ ابن فورک ۔ امام

رازی سے ہین جنہون نے فلاسفہ کی پیروی کی۔ کہا عرفائے کہ خدا قیوم ہے۔ اور عالم ہے۔ اور اعراض مجتمعہ مین عین واحد مین۔

اس سے بڑھکر اس فرقہ کے کیا عقائد ہوسکتے ہین جو خدا کے ہاتھ پیر۔ کان۔ آنکھ ناک سب مان کر اسکے قائل ہین کہ جسطرح منبر سے اوترتے ہین اور چڑھ جاتے ہین اوسیطرح خدا اپنے آسمان سے عرش سے کرسی سے اوترتا ہے۔ اور چڑھتا ہے۔ جب خدا اوترتا ہے تو تو اوسکا عرش خالی پڑا رہتا ہے۔ پھر جب خدا جاتا ہے تو عرش اوسکا بستا ہے آباد ہوتا ہے۔

یہہ وہ عقیدہ ہے جو خاص اہلحدیث سے مخصوص ہے دوسرا کوئی انکا شریک نہین کیونکہ اسلام کی تعلیم عام طور سے یہی رہی ہے کہ جہانتک ہوسکے ذرایع کفر و شرک کو بند کرین مگر یہ لوگ جو عام طور سے تمامی مسلمین کو مشرک و کافر کہتے ہین خود ایسے شرک جلی مین مبتلا ہین کہ کسیطرح اوس سے نکل نہین سکتے۔ حالانکہ مسلمانونکا ایک بچہ بھی یہ جانتا ہے کہ خدا نہ جسم ہے نہ جسمانی نہ مرکب ہے نہ صاحب اعضا بلکہ وہ خدائے واحد ہے قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفواً احد۔

اہلحدیث ان عقائد کے ساتھہ جس سے کسیکو انکے شرک و کفر مین شبہہ نہین رہ سکتا۔ ایسے موحد بنتے ہین کہ تمام عالم کو مشرک و کافر کہتے ہین چنانچہ خود مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہین وھناک شرک اصغر و ھی عبارۃ عن افعال شرکیہ کالحلف بغیر اللّٰہ عادۃ او تسمیۃ الاولاد عبد الحسین او غلام علی او عبد النبی او دعاء غیر اللّٰہ ثم بغلبۃ الحب والاستغراق دعاءً لغویا بمعنی النداء و تنزیل الغائب منزلۃ الحاضر مثل قولہ یا رسول اللّٰہ او یا علی

یعنی یہان ایک اور چھوٹا شرک ہے یعنی افعال شرک کئے جاتے ہین مثل اسکے کہ غیر خدا کی قسم کہائین۔ یا اپنی اولاد کا نام عبد الحسین غلام علی۔ عبد النبی رکھین یا غیر خدا کو غلبہ محبت سے و استغراق سے ندا کرین (پکارین) یا غائب کو منزلہ حاضر فرض کرین جسطرح کہین یا رسول اللّٰہ۔ یا علی۔ یا حیدر کرار یا سالار۔ یا مدار۔ یا محبوب۔ یا غوث۔ بغیر اسکے کہ ان نامونکو اپنا وظیفہ دائمیہ قرار

اویا جید سالکرار اویا مداس اویا سالار اویا محبوب اویا غوث من غیوان یجعل اسمہ وظیفہ دائمیۃ عند القیام والقعود والزلۃ و السقطۃ والاضطجاع ص ۱۶

دین کہڑے ہوتے۔ بیٹھتے۔ گرتے سقوط وغیرہ مین ۱/

اس عبارت سے بصراحت تام ظاہر ہے کہ یہ سب باتین انکے نزدیک شرک مین داخل ہین کہ بغیر خدا کی قسم کہاو۔ عبدالحسین و غلام علی نام رکہو۔ مگر واہ رے اس مذہب کی پاک عقیدگی کہا نسب باتونسے تو آدمی کافر و مشرک ہوجاتا ہے۔ اور اگر لات وعزی کی قسم کہا ہے جو کفار قریش کے بت تھے خانہ کعبہ مین جنہین جناب امیر نے بعد فتح کے توڑا ہے تو کوئی ہرج نہین جائز ہے۔

چنانچہ وہی مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہین۔ والذی یفہم من کلام امامنا محمد بن اسمعیل البخاری ہو ان مطلق الحلف باللات والعزی ایضاً لا یقتضی الکفر مالم یقصد تعظیمہ حیث قال فی ترجمۃ الباب قال النبی من حلف باللات والعزی فلیقل لا الہ الا اللہ لم ینسبہ الی الکفر ص ۱۵

یعنی کلام امام محمد بن اسمعیل بخاری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسیطرح حلف کرنا (قسم کہانا) لات وعزی کی مقتضی کفر نہین ہے جب تک اونکی تعظیم کا قصد نہو کیونکہ بخاری نے ترجمہ باب مین کہاہے کہ فرمایا آنحضرت نے جو شخص حلف کرے ساتہہ لات وعزی کے چاہئے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے کافر اوسکو نہین کہا۔

اب اس سے بڑہکر انکے ایمان کی کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ لات وعزی کی قسم کہانیسے تو آدمی مسلمان رہے اور عبدالحسین و غلام علی نام رکہنے سے کافر ہوجاے۔ اور جب قسم کہانا لات وعزی کی جائز ہے تو عبدالعزی نام رکہنا بہی جائز ہوگا کیونکہ انکے بزرگون مین ایک شخص عبدالعزی بہی تہا ہی۔

مولوی صاحب نے اس جملہ مین ایک پخ لگادی ہے کہ لات وعزی کی قسم کہائے مگر بہ نیت تعظیم لیکن یہ ایسی قید ہے کہ بقول شاہ عبدالعزیز صاحب نیت کا حال تو کسیکو معلوم نہین۔

ہوسکتا لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر طرح قسم کہانا لات وعزی کی جائز ہے۔

موضوع بحث عقل وتہذیب اہلحدیث ہے کہ وہ کسقدر جزیور عقل سے آراستہ ہین۔ اوسکی تصدیق اس سے زیادہ کیا ہوسکتی ہے کہ عبدالحسین وغلام علی نام رکہنے کو تو کفر کہتے ہین مگر لات وعزی کی قسم کہانے کو جائز بتاتے ہین حالانکہ یہ شرک سے بھی اعظم ہے کیونکہ حلف یا یمین کے معنی قسم کے ہین جسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ یمین اصل مین کہتے ہین داہنے ہاتھ کو۔ چونکہ حلف مین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتا تھا اسلئے حلف کو بھی یمین کہنے لگے صفحہ ۴۳۵ فتح الباری جلد ۲۔

حلف یمین قسم۔ عام طور سے اوس چیز کی کھائی جاتی ہے جو قابل تعظیم ہو فتح الباری مین ہے۔

قال العلماء السر فی النہی عن الحلف بغیر اللہ ان الحلف بالشیء یقتضی تعظیمہ والعظمۃ فی الحقیقۃ انما ھی للہ وحدہ صفحہ ۴۳۵

یعنی علما نے اس ممانعت کی وجہ یہ بتائی ہے کہ کسی شی کا حلف کہانا مقتضی ہے اوسکی تعظیم کو حالانکہ بجز خداوند عالم کوئی شی قابل تعظیم نہین ہے۔ تو اب جو قید مولوی صاحب نے عالم بقصد تعظیم کی بڑہائی تھی وہ خود بخود لغو ہوگئی کیونکہ کسی چیز کی قسم کہانا ہی اوسکی تعظیم کی دلیل ہے پھر قید قصد تعظیم سے کیا فائدہ وہ تو خود قسم ہے شرح عینی مین ہے والحکم فی النہی عن الحلف بالآباء انہ یقتضی تعظیم المحلوف بہ صفحہ ۳۲ جلد ۱۱

یعنی حلف کرنا کسی شی کے ساتھ یہ مقتضی ہے اوس شی کی عظمت کو۔ پس جب نفس حلف سے اوس شی کی تعظیم متحقق ہوتی ہے جس چیز کی قسم کہاتے ہین تو پہر قصد وعدم قصد کو اسمین کیا دخل رہی۔

اب اسکے ساتھ یہ بھی ملاحظہ فرمائے کہ خود بخاری نے اسی باب مین لکہا ہے۔ باب لا تحلفو بآبائکم حدثنا عبداللہ بن مسلمہ عن مالک عن نافع عن عبداللہ بن عمر ان رسول اللہ ادرک عمر بن الخطاب وھو یسیر فی رکب یحلف بابیہ فقال الا ان اللہ ینہاکم

باب اسکا کہ اپنے ابا کی قسم نہ کہاؤ عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ رسول اللہ نے عمر کو دیکہا کہ وہ کسی سفر مین جارہے ہین اور قسم کہاتے ہین اپنے باپ کی تو رسول اللہ نے فرمایا خدا تمکو منع کرتا ہے اس سے کہ اپنے باپ دادا کی

ان تحلفوا بآبائکم من کان حالفاً فلیحلف باللہ او لیصمت ص ۳۶۹ ج ۲	قسم کہا و جسکو قسم کہانا ہو وہ اللہ کی قسم کہائے یا سکوت کرے۔

جس سے بصراحت تمام ظاہر ہے کہ بجز خدا کسی شخص کی قسم کہانا جائز نہیں مگر پہر بھی بخاری لات وعزی کی قسم کہانیکو جائز بتاتے ہیں اور شرک کے قائل نہیں ہوتے۔

بخاری نے اس حدیث کو کہ عمر نے اپنے باپ کی قسم کہائی تہی اور رسول اللہ نے منع فرمایا تین طریق سے روایت کیا ہے اسکی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکہتے ہیں فی روایۃ اللیث عن نافع فناداھم رسول اللہ ووقع فی مصنف ابن ابی شیبہ من طریق عکرمہ قال قال عمر حدثت قوماً حدیثاً فقلت لا وابی فقال رجل من خلفی لا تحلفوا بآبائکم فالتفت فاذا رسول اللہ یقول لو ان احدکم حلف بالمسیح ہلک والمسیح خیر من آبائکم وھذا مرسل یتقوی بشواھدہ وقد اخرج الترمذی من وجہ آخر عن ابن عمر انہ سمع رجلاً یقول لا والکعبۃ فقال لا تحلف بغیر اللہ فانی سمعت رسول اللہ یقول من حلف بغیر اللہ فقد کفر او اشرک قال الترمذی حسن وصححہ الحاکم والتعبیر بقولہ فقد کفر واشرک للمبالغۃ فی الزجر والتغلیظ فی ذلک وقد تمسک بہ من قال بتحریم ذلک ص ۴۲ جلد ۔

یعنی مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ عمر ایک شخص سے بات کرتے تہے اور اپنے باپ کی قسم کہاتے تہے تو ایک شخص نے کہا باپ کی قسم نہ کہایا کرو۔ مڑکر دیکہا تو رسول اللہ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی قسم کہائے مسیح کی تو ہلاک ہوگا۔ اور مسیح بہتر ہے تمہارے باپ دادا سے۔ یہ حدیث مرسل ہے مگر شواہد سے قوی ہوتی ہے اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ ابن عمر نے ایک شخص کو خانہ کعبہ کی قسم کہاتے سنا تو کہا بجز خدا کسی کی قسم نہ کہاؤ کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے جو شخص سوائے خدا اور کسی چیز کی قسم کہاتا ہے تو وہ مشرک ہوتا ہے یا کافر کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح ہے۔ اور لفظ شرک و کفر سے جو تعبیر کیا ہے تو مقصود اوس سے زجر و توبیخ ہے۔
بعض لوگوں نے اسی حدیث سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ غیر خدا کی قسم کہانا حرام ہے۔

الفاظ روایت پر غور کیجئے تو آپکو معلوم ہو رسول اللہ نے کسقدر اسمین اہتمام کیا ہے کہ بلالا اور شرک و کفر سب الفاظ استعمال فرمائے۔ مگر ابن حجر اوسکی یہ تاویل کرتے ہین کہ حقیقی شرک و کفر نہین مراد ہے بلکہ ممانعت مین تاکید کرنا منظور ہے۔

پھر بتائیے اب رسول اللہ کونسا لفظ لاتے جس سے اس قسم کا شرک ہونا ظاہر ہوتا کیونکہ آپ صاف صاف فرماتے ہین فقد کفر او شرک

شرح عینی مین ہے روی ابن جریر عن ابن ابی ملیکہ انہ سمع ابن الزبیر یقول سمعنی عمر رض احلف بالکعبۃ فنہانی وقال لو قدمت الیک لعاقبتک حلد" یعنی ابن الزبیر کو عمر نے ایکدفعہ خانہ کعبہ کی قسم کہاتے سنا تو منع کیا اور کہا اب اگر ایسا کروگے تو ہم سزا دینگے۔

پس جب خانہ کعبہ کی قسم کہانے مین یہ سختی اور ممانعت ہو تو لات و عزیٰ کی قسم کہانیکی کب اجازت ہو سکتی ہے۔

مگر خدا رحم کرے بخاری پر جنہون نے اس حدیث من حلف باللات والعزیٰ کو بھی لکھکر اپنی تمام قوم کو مشرک بنا دیا حالانکہ وہ اگر کچھ بھی سمجھ سے کام لیتے تو معلوم ہوتا کہ کفر اسکو لازم ہے کیونکہ حضرت فرماتے ہین فلیقل لا الہ الا اللہ کہ اسکے بعد لا الہ الا اللہ کہے جس سے معلوم ہوا کہ قسم لات وعزیٰ سے کفر عائد ہو رہا تھا لہذا اوسکا کفارہ لا الہ کو قرار دیا۔

بخاری نے اس حدیث کو بھی دو باب مین لکھا ہے باب لا یحلف باللات والعزیٰ ولا بالطواغیت اور باب من حلف بملۃ سوی الاسلام وقال النبی ؐ من حلف باللات والعزیٰ فلیقل لا الہ الا اللہ ولم ینسبہ الی الکفر

اہلحدیث نے رسول اللہ کی حدیث تو چھوڑ دیا جو حضرت نے فرمایا تھا اور قول بخاری کو قبول کیا کیونکہ ولم ینسبہ الی الکفر قول بخاری ہے کہ حضرت نے اوسکو کفر کیطرف نہین منسوب کیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ کسدرجہ کے مسلمان ہین جو قسم لات و عزیٰ کو جائز جانتے ہین حالانکہ رسول اللہ نے صاف طور پر فرمایا ہے من حلف بغیر اللہ فقد کفر او اشرک

ہان یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ بخاری صاحب کا یہ اہتمام کیون ہے کیونکہ جس زمانہ مین

یا جس ملک میں یہ کتاب لکھی گئی تھی وہان نہ کوئی کافر تھا نہ مشرک جنکی خوشامد مین اسکی ضرورت تھی
مسلمانون مین یہ عام طور پر رائج تھا جسکے لئے انکو اسکی ضرورت ہوئی پھر اسکی وجہ بجز اسکے کیا
ہو سکتی ہے کہ چونکہ شیخین و صحابہ اس قسم کی قسم کھایا کرتے تھے لہذا اسکی ضرورت ہوئی کہ اس وضع
کی حدیثین لائین چنانچہ عمر صاحب کا قسم کھانا اپنے باپ کی (جو آجکل بھی گنوارون مین رائج
ہے) تو خود صحیح بخاری مین موجود ہے کہ وہ اپنے باپ کی قسم کھاتے تھے چنانچہ فتح الباری مین ہے کہ
ظاہر سیاق حدیث یدل علی انہ یحلف بہ لان فی بعض طرقہ انہ کان یقول
لا وابی لا وابی ص۲۴۷

یعنی ظاہر سیاق حدیث عمر کہتا ہے کہ وہ اسی طرح قسم کھایا کرتے تھے کہ کہتے تھے نہ قسم اپنے باپ کی
پس جب ایسے صحابی کی یہ حالت ہو جسکے ایمان و اسلام و اخلاق پر اہلسنت جان دیتے ہیں
تو وائے بر حال دیگران۔ پھر کون کہہ سکتا ہے کہ انکے دل مین کسی طرح ایمان نے قدم رکھا ہو۔

اب سنئے ابوبکر صاحب کی قسم جو بعد حصول خلافت اسی قسم کی قسم کھاتے ہین چنانچہ ہوسی
فتح الباری مین ہے وقد ثبت مثل ذالک من لفظ ابی بکر الصدیق فی قصۃ السارق
الذی سرق حلی ابنتہ فقال فی حقہ وابیک ما لیلک بلیل سارق اخرجہ
فی الموطا ص۲۴۷

یعنی اسی طرح کا کلام ابوبکر سے ثابت ہے کہ جب وہ چور لایا گیا جسنے انکی بیٹی کا زیور چرایا تھا تو کہا قسم
تیرے باپ کی تیری رات چور کی رات کی ایسی نہیں معلوم ہوتی۔

دیکھئے یہ لوگ کیسے مومن تھے کیسے موحد کیسے مخلص کیسے صدیق کہ خدا کی قسم تو کھاتے نہین قسم کھاتے ہیں
اپنے باپ کی یا چور کے باپ کی پھر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ مسلمان تھے۔

اب یہ معلوم ہوا کہ بخاری نے جو اس حدیث کو لکھا ہے تو اسی غرض سے کہ معلوم ہو جب لات و
عزی کی قسم کہانے سے آدمی کافر نہین ہوتا تو شیخین نے اگر اپنے باپ کی قسم کھائی یا چور کی باپ
کی تو کیون کافر ہونے لگے۔

ان حضرات نے یہی نہین کیا ہے کہ صرف جواز قسم لات و عزی کی حدیث لائے بلکہ اسکا بھی دعوی کیا
کہ معاذ اللہ رسول اللہ نے بھی　　باپ کی قسم کھائی ہے چنانچہ ایک حدیث مین لاتے ہین افلح

وابیہ ان صدق۔ یعنی حضرت نے فرمایا یہ شخص فائز ہوا قسم اسکے باپ کی اگر سچ کہا۔
مگر شکر خدا کہ خود علمائے اہلسنت نے اس حدیث کو غلط کہدیا۔ فتح الباری میں ہے قال ابن
عبد البر ھذہ اللفظۃ غیر محفوظۃ وقد جاءت عن راویہا وھو اسمعیل
بن جعفر بلفظ افلح واللّٰہ ان صدق قال وھذا اولیٰ من روایۃ من روی
عنہ بلفظ افلح وابیہ لانہا لفظۃ منکرۃ تردھا الآثار الصحاح ولم تقع فی
روایۃ مالک اصلاً صفحہ ۲۴

کہا ابن عبد البر نے کہ یہ لفظ غیر محفوظ ہے کیونکہ دوسری حدیثوں میں جو اسکے راوی اسمعیل بن جعفر سے
یہ روایت منقول ہے تو اوس میں حضرت نے فرمایا افلح واللّٰہ ان صدق کہ قسم خدا کی اسنے فلاح
پائی اگر سچ کہا لکھا ابن عبد البر نے کہ یہ روایت بہتر ہے اوس سے جسمیں افلح وابیہ ہے کیونکہ روایات
صحیحہ اسکو رد کرتے ہیں۔

بعض علما نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ لکھنے والے کی غلطی ہے جو واللّٰہ کو وابیہ لکھدیا جو تحریف ہے قال السہیلی
ولا یصح انہ لا یظن بالنبی انہ کان یحلف بغیر اللّٰہ ولا یقسم بکافر تاللّٰہ ان
ذلک لبعید من شیمتہ صفحہ ۲۴۷

یعنی کہا سہیلی نے کہ اسطرح صحیح نہیں ہے یہ لفظ کیونکہ کسی طرح اسکا گمان نہیں ہو سکتا کہ حضرت نے
کبھی قسم کہائی ہو غیر خدا کی اور نہ قسم کہائی آپنے کسی کافر کی۔ یہ بہت بعید ہے آپکی عادت سے
تو اب بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ بخاری نے جو یہ غلط استنباط کیا ہے اور اس حدیث کو لکھا
ہے تو اسی غرض سے کہ شیخین وغیرہ کے ایمان کو ثابت کریں جو اسطرح کی قسم کہایا کرتے۔

شرح عینی سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح باپ دادا کی قسم کہاتے تھے شیخین تھے۔ اور اسیطرح لات و
عزیٰ کی قسم کہانے والے سعد تھے جو غالباً سعد بن ابی وقاص ہوں کیونکہ علامہ عینی لکھتے ہیں
وروی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ حدثنا عبید اللّٰہ حدثنا اسرائیل عن ابی
اسحٰق عن مصعب بن سعید عن ابیہ قال حلفت باللات والعزیٰ فاتیت
النبی صلعم فقلت انی حلفت باللات والعزیٰ فقال قل لا الٰہ الا اللّٰہ ثلاثا
وانفث عن شمالک ثلثا وتعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ولا تعد صفحہ ۳ جلد ۱۱

یعنی مصعب بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ میں نے قسم کھائی لات و عزی کی تو رسول اللہ سے آکر عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کہو اور تین مرتبہ بائیں طرف پھونک دو اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہو اور پھر ایسا نہ کرنا۔

افسوس ہے کہ خیال اختصار مانع ہے جو ہم کچھ زیادہ اس سے لکھ سکیں۔ مگر تو بھی بخوبی طور پر معلوم ہوا کہ صحابہ کہو یا اور جو تھے خصوصاً کیسے مسلمان تھے جو بجائے اسکے کہ خدا کی قسم کھاتے اپنے باپ اور چچا کے باپ اور لات و عزی کی قسم کھایا کرتے۔ پھر جو لوگ اپنے دین و ایمان کا مدار انکے اقوال و روایات پر رکھتے ہیں وہ کیسے مومن ہو سکتے ہیں۔

بہرحال اہلحدیث کا یہ عقیدہ تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ وہ لات و عزی یا رام لچھمن کی قسم کھانے کو شرک نہیں جانتے۔ اور غلام علی و عبد الحسین نام رکھنے کو شرک جانتے ہیں۔ آگے چلئے پھر مولوی وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں و فعل له ادنى الافعال التعظيمية بهذا الاعتقاد كالقيام بين يديه او السلام عليه او انحناء اليسير عنده او يقبله فقد عبده و صار مشركا۔ یعنی اگر غیر خدا کے لئے کسی قسم کا فعل تعظیمی کرے مثل اسکے کہ سامنے اوسکے کھڑا ہو یا اوسپر سلام کرے یا تعظیم کیلئے جھک جاے یا بوسہ دے تو وہ شخص مشرک ہو جائیگا۔

اما لو فعل هذه الافعال بل اشد منها كالسجدة والركوع والطواف لا بطريق العبودية له اعنى لم يظنه فاعلا قادرا مستقلا بقدرته و اختياره الذاتيتين او الوهبيتين بل اعتقد انه لا قدرة و لا تصرف له اصلا لا على امر عظيم و لا على امر يسير الا اذا اراد الله و وهب له القدرة من عنده و اراد ان ياخذ ذلك الفعل منه و انما قصده بهذه الافعال مجرد التعظيم و التحية لشعائر الله و الصالحين المقربين من عباده فلا يكون مشركا فيما بينه و بين الله ۱۲

یعنی اگر یہی افعال بلکہ اس سے بھی زیادہ کرے مثل اسکے نہ رکوع کرے یا سجدہ کرے یا اوسکا طواف کرے تو وہ مشرک نہوگا اگر محض بہ نیت تعظیم ہو اور اوسکو کسی طرح قادر نہیں جانتا ہو۔ مگر افسوس ان عقلمندوں سے کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ کونسا کافر بت پرست دنیا میں ایسا گذرا ہے

جو اپنے بتونکو قادر مطلق یا مالک مستقل جانتا ہو قرآن مین تو خود اونکا عقیدہ مذکور ہے کہ ہم محض اس غرض سے اونکی پرستش کرتے ہین کہ وہ خدا سے ہمکو نزدیک کردین پھر ایسی شرط لگانا محض فریب دینا ہے اہل اسلام کو ورنہ اصلی مقصود یہی ہے کہ اپنے بزرگونکی تعظیم دین کر جس طرح چاہو تم بت پرستی کرو اونکی قسم کہاو اونکو سجدہ کرو۔ اونکے گرد طواف کرو۔ اونکے آگے رکوع کرو سب جائز ہے۔

مگر اہلسنت ظاہر بین کی یہ تعظیم کرو نہ عبد الحسین و غلام علی نام رکھو نہ یا علی کہو نہ حیدر کرار کیونکہ اس کہنے سے تم مشرک ہو جاؤگے حالانکہ عبد الحسین یا غلام علی نام رکھنے مین کسی کا یہ مقصود ہوتا ہے کہ یہ حقیقۃً غلام ہے جناب امیر و امام حسین کا نہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ یہ اونکی عبادت کرتا ہے بلکہ محض اظہار اخلاص و اختصاص ہے کہ ہم بحکم رسول اونکو اپنا ایسا امام و پیشوا جانتے ہین کہ جسطرح غلام اپنے مالک کا جان نثار ہوتا ہے اوسطرح ہم اونکی خدمت و جان نثاری کو حاضر ہین نہ یہ کہ ہم درحقیقت غلام ہین جو محال ہے نہ یہ کہ ہم اونکی عبادت کرنے والے ہین جو مجنونانہ خیال ہے۔

مولوی صاحب نے اپنی قوم پر احسان کیا کہ یا رسول اللہ کہنے سے اونکو شرک سے بچا لیا مگر یا علیؑ کہنے کی اجازت کسی طرح زبان سے نہین دیتے مگر ہمارا استدلال اسی سے تمام ہے کہ جب غیر اللہ کی ندا جائز ہے تو جناب امیرؑ کی ندا کیون نہ جائز ہوگی کہ بنص قرآن آپ نفس رسول اللہ علیہ السلام ہین

الدعاء اللغوی بمعنی النداء یجوز لغیر اللہ تعالیٰ مطلقا سواء کان حیا او میتا وثبت فی حدیث الاعمی یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی وفی حدیث آخر یا عباد اللہ اعینونی وقال ابن عمر حین نزل قدمہ وا محمداہ ولما دعا ملک الروم الشہداء الی النصرانیۃ قالوا یا

یعنی پکارنا بمعنی لغوی کہ محض ندا ہو جائز ہے غیر خدا کے لئے بھی خواہ وہ مردہ ہو یا زندہ۔ چنانچہ حدیث اعمی مین ہے کہ اوسنے کہا یا محمدؐ انی اتوجہ بک الی ربی۔ اور دوسری حدیث مین ہے کہ یا عباد اللہ اعینونی (اے بندگان خدا میری مدد کرو) اور ابن عمر نے کہا جسوقت اونکا پیر پہسلا یعنی لغزش ہوئی وا محمداہ اور جب اونکا پیر خفہ ہوا تو کہا یا محمدا یعنی

محمداہ رواہ ابن الجوزی مع اصحابنا وقال اویس القرنی بعد وفات عمر یا عمراہ یا عمراہ یا عمراہ رواہ ھرم بن حیان وقال السید فی بعض تالیفہ قبلہ مددی کعبہ ایمان مددی ابن قیم مددی قاضی شوکان مددی ص۲۳ قبلہ دین مددے کعبہ ایمان مددے -

ابوبکر نے بوقت حذیا کہا تھا یا رسول اللہ اور جب بادشاہ روم نے شہدا کو نصرانی بنانا چاہا تو انہوں نے کہا یا محمداہ جیسا کہ ابن الجوزی نے روایت کیا ہے اور اویس قرنی نے کہا یا عمراہ یا عمراہ یا عمراہ - جیساکہ ابن حبان نے روایت کیا اور سید نے اپنی بعض تالیفات میں لکھا ہے ؎ ابن قیم مددے قاضی شوکان مددے

اس سے اچھی طرح معلوم ہو کہ نہ صرف یا رسول اللہ کہنا جائز ہے بلکہ یا عمر کہنا بھی جائز ہے اور ابن قیم مددے قاضی شوکان مددے بھی جائز ہے - لیکن عبد الحسین و غلام علی کسی طرح جائز نہیں نہ یا علی لکھنا جائز پھر کون شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ مسلمان نہیں موحد ہیں - کیونکہ خود ہی لکھتے ہیں غیر خدا کو پکارنا شرک ہے اور یہ قاضی شوکان و ابن قیم کا پکارنا تو شرک نہیں بتاتے ہیں - افسوس کہ خیال اختصار مانع ہے کہ ہم کچھ زیادہ تفصیل سے یہاں کام لیں - مگر اسقدر عرض کر دینا ضروری ہے کہ اس زمانے کے وہابی جنہوں نے اپنا لقب اہلحدیث رکھا ہے اس سے انکار کرتے ہیں کہ ہمیں اور عبد الوہاب سے کوئی واسطہ نہیں حالانکہ یہ امر متواترات سے ہے لہذا مولوی وحید الزمان صاحب ہی کی اس تصنیف سے اسکا اچھی اثبات کر دیا جاتا ہے کہ انہیں انکو کیا واسطہ ہے لکھتے ہیں مشدد بعض اخواننا من المتاخرین فی امر الشرک کہ ہمارے بعض بھائیوں نے متاخرین سے تشدد کیا ہے امر شرک میں - اسپر حاشیہ لکھتے ہیں ھو الشیخ عبد الوھاب حیث جعل ھذہ الامور شرکا اکبر کما یظہر من رسالۃ ابنہ محمد او ابن ابنہ عبد اللہ الی اھل مکہ وتبعہ فی اکثر الامور مولانا اسمعیل الشہید فی تقویۃ الایمان الا انہ لم یصرح بکونہا شرکا اکبر ورد علی اخیہ محمد سلیمان بن عبد الوھاب ورسالتہ معروفۃ ص۲۴ یعنی بعض اخواننا سے مراد شیخ عبد الوہاب ہیں جنہوں نے ان امور کو شرک اکبر قرار دیا جیساکہ

اونکے بیٹے محمد بن عبدالوہاب اور اونکے پوتے عبداللہ بن محمد کے رسالونسے ظاہر ہوتا ہے اور اکثر امور
مین اونکی متابعت کی ہے مولانا اسمعیل شہید نے تقویۃ الایمان مین۔ مگر اونھون نے اسکے
شرک اکبر ہونے ہونیکی تصریح نہین کی ہے۔

اسیتو بخوبی معلوم ہوا کہ عبدالوہاب نجدی بھی کسی تابعین سے ہین کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے
اسی مناسبت سے انھون نے اپنا نام پہلے یہ لوگ وہابی رکھا تھا اور مولوی وحیدالزمان صاحب
اونکو اپنے اخوان سے قرار دیتے ہین اور اسمعیل مقتول صاحب تقویۃ الایمان کو اونکے اتباع سے
رہا یہ خیال کہ مولوی صاحب انکو اخوان سے کہتے ہین نہ موحدین سے تو ہمین بھی یہ لوگ اپنے اسلاف
کی تقلید کرتے ہین کیونکہ سب جانتے ہین اسلام کی ابتدا رسول اللہ سے ہوئی مگر ابوبکر صاحب حضرت
کو اپنا بہائی کہتے تھے انا من اخوانک جسپر حضرت نے فرمایا انکو اصحابی کہ ابوبکر نے کہا کیا
ہم آپکے بہائیون سے نہین ہین تو حضرت نے فرمایا تم اصحاب سے ہو۔ نہ بہائیونسے۔ زاد المعاد ابن
القیم صہ ۳۱۲ جلد اول

پس اوسی طرح ان لوگون نے عبدالوہاب کو اپنے اخوان سے کہا حالانکہ وہ اس مذہب خبیث کے
بانی ہین۔

خیالات اہلحدیث دربارہ نبوت

اسکے بعد مولوی صاحب نے چند خیالات عبدالوہاب
نجدی کو رد بھی کیا ہے جو وہابیت کے خواص سے ہے
کہ وہ جو کرتے ہین یا کہتے ہین اپنی عقل سے کسیکا قول
نہین مانتے خواہ وہ قول خدا ہو یا رسول۔ اسی بنا پر لکھتے ہین منہا انہ قال من اعتقد
النبی او غیرہ ولیہ و شفیعہ فھو و ابوجھل فی الشرک سواء قلت
ھذا الاطلاق غیر ملائم قال اللہ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین
امنوا و قال النبی لعلی ھو ولی کل مومن بعدی صہ ۲۹
یعنی اسکے عقائد سے ہے کہ جو شخص یہ گمان کرے کہ رسول اللہ یا دوسرا شخص۔ اوسکا ولی و شفیع
ہے سو اس اعتقاد والا آدمی اور ابوجہل برابر کے مشرک ہین۔ مولوی وحیدالزمان صاحب
اسکے جواب مین لکھتے ہین کہ یہ کلمہ علی الاطلاق مناسب نہین ہے کیونکہ خود خدا نے فرمایا ہے انما

ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا۔ اور رسول اللہ نے حضرت علیؑ کی نسبت فرمایا کہ وہ ولی ہیں ہر مومن کے بعد میرے۔

اب تو معلوم ہوا کہ اس مذہب کا اصلی عقیدہ کیا ہے وہ رسول اللہ کو کیا سمجھتے ہیں کیونکہ قرآن میں بنص صریح ولایت رسول اللہ و جناب امیر موجود ہے۔ مگر یہ لوگ اس اعتقاد رکھنے والے کو مشرک و کافر جانتے ہیں۔

آپ یہ خیال فرمائیں کہ مولوی وحید الزمان صاحب نے ذاتی طور پر اس کلام کو رد کیا ہو کیونکہ اس عقیدہ ملعونہ پر علمائے شیعہ اور حنفی وغیرہ علماء نے اسقدر اعتراضات کئے کہ یہ لوگ بولا گئے اور مجبور ہو کر اوسکے اصلاح پر آمادہ ہوئے۔ اسی وجہ سے دیکھئے کس ادب سے فرماتے ہیں ھذا الاطلاق غیر ملائم کہ یہ اطلاق مناسب نہیں جس میں نہ قائل کے کفر کا اظہار ہے نہ شرک ہے نہ فسق بلکہ نہایت معمولی طور پر فرماتے ہیں کہ یہ مناسب نہیں حالانکہ یہ اس کا موقع تھا کہ فرماتے معتقد اسکا کافر ہے کیونکہ نص صریح قرآن کا اسمین انکار ہے جسکا منکر بہ اتفاق اہل اسلام کافر ہے۔

اللہ اللہ جب ان وہابیوں کو خود رسول مقبول کی شفاعت و ولایت سے انکار ہے کہ جو شخص اسکا اعتقاد رکھے وہ مثل ابو جہل مشرک ہے تو بھلا ولایت جناب امیر المومنین کا کب اقرار کر سکتے ہیں اور ان کو کب اپنا امام مان سکتے ہیں۔

ہاں یہ بھی قدرت خدا ہے کہ اس عقیدہ شرکیہ کے ابطال کیلئے ان لوگوں کے پاس بجز آیہ انما ولیکم اللہ کوئی قرآنی دلیل ہے نہ بجز حدیث ھو ولی کل مومن بعدی کوئی حدیث صحیح جسے پیش کر سکیں اور یہ دونوں آیہ و حدیث جناب امیر کے بارہ میں ہے لیکن باوصف اقرار ولایت سے انکار ہے (خدا فرماتا ہے والذین کفروا اولیاءھم الطاغوت۔

حکم انہدام قبر رسول

اب اسکے بعد اس عقیدہ کو کیا لکھیں کہ یہی مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں منہا ان قال

اذا شرع الناس فی تقبیل قبر من قبور الانبیاء والصلحاء او مسہ او الطواف حولہ فحکمہ حکم الوثن یجب ھدمہ و حفرہ و اھانتہ ص ۲۰

یعنی عبدالوہاب مذکور کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ جب لوگ قبروں پر بوسہ دینے لگیں اگر وہ قبر نبی ہو یا قبر صلحا یا اوسکا مس اور طواف گرد اوسکے شروع ہو تو وہ قبر حکم میں بت کے ہے۔ اوسکا توڑنا۔ کھودنا۔ اہانت کرنا واجب ہے۔

اس عقیدہ کا نتیجہ تھا کہ اس شخص نے روضۂ رسول اللہ کو کھودنا چاہا صنم اکبر کا خطاب روضۂ امام حسینؑ پر بھی حملہ کیا اور نہ معلوم کیا کیا۔ اب بھی اوسکی ذریتین ہر جگہ چوک۔ امام باڑہ کھدواتے پھرتے ہیں۔

کیا خوب کہا ہے مولوی صاحب نے اسکے جواب میں کیف یقوہ المومن بان قبر النبیؐ یکون رجساً مع ان من الوثن ما ھو احسن۔

یعنی کیونکر کوئی مومن یہ کہ سکتا ہے کہ قبر رسول اللہ ص ناپاک ہے کیونکہ بت تو ناپاک ہوتے ہیں۔ مگر افسوس انکے ساتھ نہ عبدالوہاب مذکور کے کفر کے قائل ہیں نہ شرک کے بلکہ اوسکو اخوانا من المتاخرین کا خطاب دے رہے ہیں اور اوسکے عظمت و جلالت کے معتقد ہیں کیونکہ اسمیں بیچارے عبدالوہاب ہی کا قصور نہیں ہے یہی تو مذہب اہلحدیث ہے چنانچہ ابن القیم اغاثۃ اللھفان میں لکھتے ہیں ولذلک القباب التی علی القبور یجب ھدمھا کلھا لانھا اسست علی [illegible] الرسول ص العنی یعنی جو قبے قبروں پر ہیں اونسب کا گرا دینا واجب ہے۔ پھر بتائیے اسمیں عبدالوہاب مذکور کا کیا قصور ہے یہی تو اونکا مذہب ہے یہی انکا دین ہے۔ یہی تو باعث ہے کہ زیارت رسول اللہ کو یہ لوگ جانا حرام جانتے ہیں۔

حرمت دعا نزد قبر رسول

پھر لکھتے ہیں مھا انہ قال من عظم قبر النبیؐ و وقف عندہ کما یقف فی الصلوٰۃ و وضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسریٰ و سال الشفاعۃ او الدعاء منہ فھو مشرک مت

یعنی جو شخص تعظیم کرے قبر رسولؐ کی۔ اور کھڑا ہو نزدیک اوسکے جسطرح نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر پکڑ اور سوال کرے شفاعت کا یا دعا کرے وہ مشرک ہے۔

دیکھئے اسمیں کسقدر توہین رسول ہے کہ تعظیم قبر نبی بھی انکے نزدیک شرک ہے تو پھر کس کا فر کو ان کے شرک میں شبہہ رہ سکتا ہے۔

مگر یہ بھی عجب قدرت خدا ہے کہ اس شخص کے قول پر بھی شیعہ شرک سے بری ہیں کیونکہ اونکے نزدیک داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ہی نماز میں جائز نہیں جو اوسکی نقل زیارت رسول میں کی جائے بخلاف اہلسنت کے کہ تین فرقہ اونکا ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے اور زیارت کرتا ہے۔

اب آپ ان لوگونکے اون عقائد کو ملائیے جو درباره تجسیم باری تعالی ہے کہ جسمیت خدا کے قائل ہیں یہانتک کہ خدا کیلئے بھی ہر ہر عضو ٹھہراتے ہیں۔ پھر ان عقائد سے ملائیے جو رسول اللہ کے بارہ میں انکا عقیدہ ہے تو آپکو بخوبی معلوم ہو کہ یہ مسلمان ہیں یا مشرک۔ کیونکہ آپ خود انہیں مولوی صاحب کی تحقیقات میں دیکھ چکے ہیں کہ غیر خدا کے سجدہ کو بھی جائز جانتے ہیں اگر بغرض تعظیم ہو۔ مگر خود رسول ؐ کی قبر اطہر کی تعظیم کو شرک جانتے ہیں پھر یہ کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں

طواف گرد قبر

اس پر ترقی کیجئے تو معلوم ہو سجدہ و تعظیم کیسا یہ لوگ عام طور پر قبرونکے گرد طواف کو بھی جائز جانتے ہیں چنانچہ مولوی صاحب ممدوح لکھتے ہیں اما الطواف علی القبور فقد جوزہ الشیخ ولی اللہ من اصحابنا فی کتابہ الانتباہ لسلاسل اولیاء اللہ صہ

یعنی قبرون کے گرد طواف کرنے کو شیخ ولی اللہ نے جائز جانا ہے جو ہمارے اصحاب سے تھے پھر بتائے قبر رسول اللہ نے کیا قصور کیا ہے جو اوسکی تعظیم ہی موجب شرک ہے بجز اسکے کہ ان کو رسول اللہ سے بھی قلبی عداوت ہے۔

اب آئیے حقیت مذہب شیعہ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ مذہب کیسا حق ہے کہ خود مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں واما الدعاء من اللہ فلا شك فی جوازہ فی کل محل واختلفوا فی جوازہ عند القبر قال بعض العلماء و ترجی سرعة الاجابة عند قبر النبیؐ او غیرہ من المواضع المتبرکة قال الشافعی قبر موسی الکاظم تریاق مجرب ملخصا

یعنی دعا کرنا خدا سے اسکے جواز میں تو کسیطرح کا شک ہی نہیں کسی محل میں ہو۔ مگر قبر کے

نزدیک جائز ہونے مین اختلاف ہے بعض علما قائل ہین کہ قبر نبی کے پاس دعا کرنا موجب سرعت اجابت ہے اسی طرح دوسری متبرک مواضع مین دعا کرنا۔ کہا شافعی نے کہ قبر جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تریاق مجرب ہے۔

دیکھا آپنے قدرت حق تعالیٰ کہ خود مخالفین کی زبان سے کسطرح وہ حقیت کا اقرار کراتا ہے کہ خود شافعی نے اسکا اقرار کیا کہ قبر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تریاق مجرب ہے پھر حیف ہے اون مار گزیدہ اشخاص پر جو یار غار کی صحبت مین ایسا سرشار ہین کہ اس تریاق مجرب سے محروم ہین۔ شیخ جیلانی کے دیدار کو تو بغداد جاتے ہین۔ مگر فرزند رسول کی زیارت سے محروم رہتے ہین۔

وجہ عداوت وہابیہ بارسول اللہ

ہان یہان اسقدر معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس فرقہ کو رسول اللہ سے اسقدر عداوت کیون ہے جو نہ حضرت کی ولایت وشفاعت کو مانتے ہین نہ قبر اطہر کی زیارت کو جائز جانتے ہین۔ کیونکہ یہ تمام عالم کو معلوم ہے کہ تمامی اہلسنت کے اسلام یا ایمان کا مدار محبت شیخین پر ہے۔ حکم خدا اور رسول کی نہ کسیکو ضرورت ہے نہ پروا۔ پھر ان وہابیون مین (الحدیث) کیا خصوصیت ہے جو عداوت رسول مین اس طرح کوشان ہین۔

دیکھئے اون احادیث کو جو حضرت نے ان لوگونکے حق مین بالخصوص ارشاد فرمایا ہے جس سے آپکو خود بخود معلوم ہوگا کہ یہی وجہ عداوت ہے کیونکہ آپ بار بار تجربہ کرچکے ہین کہ جن امور کی حضرت نے تاکید کی ہے اوس سے انکو بالخصوص نفرت رہی چنانچہ اہلبیت طاہرین کی محبت و مودت مین جسقدر حضرت نے مبالغہ کیا اوسیقدر اون حضرات سے عداوت کی گئی کہ یہود و نصاریٰ نے بھی کبھی اوسطرح کی عداوت نہ رکہا۔

اسیطرح جسقدر حضرت نے بدعت کے بارہین تاکید کی کہ بدعت نہ کرو اوسیقدر انہون نے بدعتونکو رواج دیا یہانتک کہ خود عمر نے تراویح کے نسبت کہا نعمت البدعہ اور وہ اسطرح اہلسنت مین رائج ہوا کہ کوئی متنفس ایسا نہ ملیگا جو تراویح نہ پڑہتا ہو اور اوسکو سنت بلکہ فرض کے مقابل نہ جانتا ہو۔

نماز کے بارے میں حضرت نے کیا اہتمام کیا کہ ۲۳ برس تک پنجوقتہ نماز پڑھا کر انکو اوسکے آداب و فوائد سے آگاہ کیا۔ مگر کیا حالت ہوئی کہ خود علامہ ابن القیم اغاثۃ اللہفان میں لکھتے ہیں۔ وقد ذکر البخاری فی الصحیح عن ام الدرداء رضی اللہ عنہا قالت دخل علی ابو الدرداء مغضبا فقلت مالک فقال واللہ ما اعرف فیہم شیئا من امر محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا انہم یصلون جمیعا وروی مالک فی الموطا عن عمہ ابی سہیل ابن مالک عن ابیہ انہ قال ما اعرف شیئا مما ادرکت علیہ الناس الا النداء بالصلاۃ یعنی الصحابۃ رضی اللہ عنہم وقال الزہری دخلت علی انس بن مالک بدمشق وھو یبکی فقلت لہ ما یبکیک فقال ما اعرف شیئا مما ادرکت الا ھذہ الصلاۃ وھذہ الصلاۃ قد ضیعت ذکرہ البخاری وفی لفظ آخر ما کنت اعرف شیئا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا قد انکرتہ الیوم وقال الحسن البصری سأل رجل ابا الدرداء رضی اللہ عنہ قال رحمک اللہ لو ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بین اظہرنا ھل کان ینکر شیئا مما نحن علیہ فغضب واشتد غضبہ وقال وھل کان یعرف شیئا مما انتم علیہ وقال المبارک بن فضالۃ صلی الحسن الجمعۃ وجلس فبکی فقیل لہ ما یبکیک یا ابا سعید فقال تلوموننی علی البکاء ولو ان رجلا من المہاجرین اطلع من باب مسجدکم ما عرف شیئا مما کان علیہ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انتم الیوم علیہ الا قبلتکم ھذہ ھذہ ھی الفتنۃ العظمی التی قال فیہا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کیف انتم اذا لبستکم فتنۃ یہرم فیہا الکبیر وینشا فیہا الصغیر تجری علی الناس یتخذونہا سنۃ اذا غیرت قیل غیرت السنۃ او ھذا منکر۔ ص۱۰۱

اس عبارت کے ترجمہ کے عوض بہتر یہ ہے کہ ہم الارشاد الی سبیل الرشاد مولفہ مولوی

حکیم ابو محمد یحیی صاحب شاہجہانپوری کی عبارت نقل کرین جو اس زمانہ کے علماے اہلحدیث مین نہایت سربرآوردہ تھے۔ وہ لکھتے ہین۔ صحابہ و تابعین کے زمانہ مین بعض ایسے اعمال جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت تھے جنکو وہ لوگ واجب و فرض نہ جانتے تھے بلکہ سنت و مستحب خیال کرتے تھے چھوٹ گئے تھے اور عموماً مروج نہ رہے تھے۔ یہ چھوٹ جانا خواہ اس سے ہوا کہ ان کو ان سے زیادہ اہم امور مین اشتغال کی وجہ سے ان کی محافظت کی طرف توجہ نہ رہی تھی یا بمقتضاے بشریت یا کسی خاص وجہ سے ایسا وقوع مین آیا۔ یا انہون نے قصداً اس اظہار کیلئے کہ ان کو سنت و مستحب کی ہی حد تک رکھا جائے۔ فرض و واجب نہ سمجھ لیا جائے۔ اسپر استمرار کو ترک کر دیا۔ بہرحال کتنے ایسے بھی ہین اعمال جنسے ہر وقت کام پڑتا ہے یا وہ استمراری اعمال کے متعلق ہین گو وہ پیغمبر صاحب سے ثابت ہین ان زمانون مین متروک ہو گئے تھے اور عام طور پر شایع نہ تھے کہ ہر کسی کا اُن سے واقف ہو جانا ضروری ہو۔ چنانچہ دیکھو نماز مین جو اُٹھتے بیٹھتے اللہ اکبر کہا جاتا ہے جس کو تکبیر انتقال کہتے ہین وہ ایک زمانہ مین عام طور پر متروک ہو گئی تھین عکرمہ[1] تابعی نے اتفاق سے کہین ابو ہریرہ کے پیچھے نماز پڑہی اور انہون نے یہ تمام تکبیرات ادا کین ان کو بہت تعجب ہوا اور ابن عباس سے آکر کہنے لگے یہ تو کوئی احمق ہے ابن عباس نے فرمایا ارے یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ عمران بن حصین[2] نے جب بصرہ مین حضرت علی کے پیچھے نماز پڑہی جنہون نے ان تکبیرات کو ادا کیا تو کہنے لگے ہمکو انہون نے وہ نماز یاد دلا دی جو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے حضرت ابو موسی[3] نے بھی حضرت علی کے پیچھے نماز پڑھکر ایسا ہی کہا۔ اور یہ بھی کہا ہم لوگ اُس کو بھول گئے یا قصداً چھوڑ دیا۔ یہ تمام باتین صاف کہہ رہی ہین کہ ان تکبیرات کا عموماً رواج ترک ہو گیا تھا ورنہ یہ سب کچھ کاہے کو کہا جاتا۔ اسیطرح بعض اور کیفیات مین بھی نماز کی حالت بدل گئی تھی چنانچہ ابو ہریرہ[4] ایک شخص کے پیچھے نماز پڑھکر کہتے ہین[5] مینے حضرت کے ساتھ مشابہ نماز ان کے پڑھکر اور کسیکے پیچھے نہین پڑہی۔ معلوم ہوا کہ عموماً اُس سے غیر نماز پڑہی جاتی تھی۔ زہری[6] کہتے

---

[1] صحیح بخاری ۱۲ [2] صحیح بخاری ۱۲ [3] مسند امام احمد وغیرہ ۱۲ [4] مسند امام احمد و سنن نسائی ۱۲ [5] صحیح بخاری
[6] اصل عبارت یون ہے مین نے کسیکے پیچھے جو نماز مین حضرت کیساتھ ان سے مشابہ تر ہو نماز نہین پڑھی ۱۲

ہین۔ مین دمشق مین حضرت انس کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے مینے عرض کیا آپ کیون روتے ہین۔ تو فرمایا کہ پیغمبر صاحب کے زمانے کی کوئی بات مین نہین پاتا بجز نماز کے اور نماز بھی کھو دی گئی۔ ام درداؓ کہتی ہین ابو الدرداء (صحابی) غصے مین بھرے ہوئے میرے پاس آئے تو مین نے پوچھا غصے کیون ہو تو فرمایا مین ان لوگون مین پیغمبر صاحب کی باتون مین سے کوئی بات نہین پاتا صرف ایک بات باقی رہی ہے کہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہین ان شہادتون سے ثابت ہے کہ نماز کے نفس افعال مین تغیر پیدا ہو گیا تھا اور نفس افعال کے سوا بعض اقسام نماز سے ہی عموماً اُنپر عمل نہ رہنے کیوجہ سے بیخبری ہو گئی تھی۔ مرثد بن عبد اللہ (تابعی) نے ابو تمیم کو مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت (نفل) پڑھتے دیکھا تو ان کو بڑا ہی تعجب ہوا اور وہ عقبہ بن عامر (صحابی) کے پاس آکر کہنے لگے مین تمکو ایک تعجب کی بات سناؤن۔ ابو تمیم نماز مغرب سے قبل دو رکعتین پڑھتے ہین۔ تو عقبہ نے کہا حضرت کے وقت مین ہم خود پڑھا کرتے تھے۔ مین نے کہا تو اب کون چیز تم کو پڑھنے سے روکتی ہے کہا شغل۔ اس بحث کے متعلق روایتین ہمارے علم مین اور بھی ہین مگر ایک سمجھدار کیلئے اسیقدر شہادتین کافی ہین۔ یہ شہادتین اس بات کا کافی ثبوت ہین کہ بہت سے اعمال پیغمبر صاحب کے وقت کے زمانہ مابعد مین بوجوہ چھوٹ گئے جنسے عموماً لوگ بیخبر ہو گئے تھے۔ ص ۵۵

اسیطرح جسقدر حضرتؐ نے انلوگون کی خارجیت و کفر کا اظہار کیا اسیقدر اہلبیت کے عقیدت اُنکے ساتھ بڑھی یہانتک کہ اب ہندوستان مین جدہر دیکھو خارجیت و وہابیت ہی کی ترقی ہے۔

ملاحظہ ہو درسینہ علامہ شیخ الاسلام احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ معظمہ جو مصر مین چھپ گئی ہے کہ لکھتے ہین وقد اخبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم عن ھولاء الخوارج فی احادیث کثیرۃ فکانت تلک الاحادیث من اعلام نبوۃ النبی صلے

یعنی حضرت نے بہت سی حدیثون مین ان خارجیون کی خبر دی ہے جس سے وہ حدیثین حضرت کے اعلام نبوت سے قرار پائین کیونکہ وہ حدیثین سب ایسی ہین جنمین غیب کی خبر ہے

سلہ یعنی بہت باتین بدل گئین اور عموماً انپر عمل نہین کیا جاتا نہ یہ کہ بالکل دین اٹھ گیا ہوگا۔ ایسا ہرگز نہین ہو سکتا مسلمانون نے ہمیشہ دین کی ہمیشہ حفاظت کی ہے اور ایک جماعت ہر وقت مین اصلی محافظ قائم رہی ۱۲

الله عليه وسلم لانها من الاخبار
بالغيب وتلك الاحاديث كلها صحيحة
بعضها في صحيح البخاري ومسلم و
بعضها في غيرها فمنها قوله صلى الله
عليه وسلم الفتنة من ههنا الفتنة
من ههنا واشار الى المشرق وقوله
صلى الله عليه وسلم يخرج ناس من
قبل المشرق ويقرؤن القرآن لا
يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين
كما يمرق السهم من الرمية لا يعودون
فيه حتى يعود السهم الى فوقه سيماهم
التحليق انتهى والفوق بضم الفاء
موضع الوتر وقوله صلى الله عليه
وسلم سيكون في امتي اختلاف
وفرقة قوم يحسنون القيل ويسيئون
الفعل يقرؤن القرآن لا يجاوز ايمانهم
تراقيهم يمرقون من الدين مروق
السهم من الرمية لا يرجعون حتى
يعود السهم الى فوقه هم شر الخلق
والخليقة طوبى لمن قتلهم او قتلوه
يدعون الى كتاب الله وليسوا
منه في شيء من قتلهم كان اولى
بالله منهم سيماهم التحليق وقوله

(وہابیونکو حضرت کے اخبار غیب سے ہی
انکار ہے) اور یہ حدیثیں ایسی ہیں کہ کل
انکی صحیح ہیں بعض انمیں کی صحیح بخاری
و صحیح مسلم میں ہیں۔ بعض دوسری
کتابوں میں جنمیں سے ایک حدیث یہ ہے
کہ حضرت نے فرمایا فتنہ یہاں سے ہوگا فتنہ
یہاں سے ہوگا اشارہ کیا طرف مشرق
کے (کیونکہ نجد جہاں کا رہنے والا تہا عبدالوہاب
مدینہ سے جانب مشرق واقع ہے) (۲)
اور حضرت کی یہ حدیث کہ کچھ لوگ نکلینگے
جانب مشرق سے جو قرآن کو تو پڑہینگے مگر
اون کی گردن سے نیچے نہ اتریگا (یعنی
نہ سمجھینگے) یہ لوگ دین سے اسطرح نکل جائینگے
جسطرح کہ تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور نہ
عود کرینگے طرف دین کے جب تک نہ عود
کرے تیر اپنے کمان کی طرف۔ انکی نشانی
ہوگی سر منڈانا یعنی جسطرح تیر کا پلٹ آنا
اپنے کمان کی طرف محال ہے اوسیطرح
ان کا اسلام لانا محال ہے) اور (۳)
حضرت نے فرمایا قریب ہے ہماری امت میں
اختلاف ہو تو ایک قوم باتیں اچھی کرینگی
اور افعال انکے برے ہونگے یہ قرآن کو
پڑہینگے مگر ایمان انکے حنجر گردن سے

صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج فی
آخر الزمان قوم احداث الاسنان
سفہاء الاحلام یقولون قول
خیر البریہ یقرؤن القرآن لا
یجاوز حناجرہم یمرقون من الدین
کما یمرق السہم من الرمیۃ فاذا
لقیتموہم فاقتلوہم فان فی
قتلہم اجر لمن قتلہم عند اللہ یوم
القیامۃ وقولہ صلی اللہ علیہ و
سلم اناس من امتی سیماہم التحلیق
یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم
یمرقون من الدین کما یمرق السہم
من الرمیۃ ہم شر الخلق والخلیقۃ
وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس
من المشرق یقرؤن القرآن لا یجاوز
تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق
السہم من الرمیۃ لا یعودون فیہ
حتی یعود السہم الی فوقہ سیماہم
التحلیق وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم
راس الکفر نحو المشرق والفخر
والخیلاء فی اہل الخیل والابل و
قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہہنا
جاءت الفتن واشار نحو المشرق

آگے نہ بڑھیگا یہ لوگ دین سے نکل جاوینگے
جسطرح تیر اپنے کمان سے نکل جاتا ہے
یہ لوگ بدترین خلق وخلیقہ ہین۔ طوبی
ہے اوسکے لئے جو انکو قتل کرے یا یہ لوگ
اوسے قتل کرین یہ لوگ کتاب خدا کی
طرف دعوت کرینگے حالانکہ قرآن سے
انکو کوئی واسطہ نہین جو لوگ انکو قتل
کرین وہ سب سے زیادہ اولی بخدا ہین ان
کی علامت سر منڈانا ہے۔

(۴) حضرت نے فرمایا قریب ہے کہ ظاہر ہو
آخر زمانہ مین ایک قوم جو بہ اعتبار سن
کم سن ہونگی اور رائین اونکی بیوقوفون
کی (ابتدائی رسالہ ملاحظہ ہو) باتین اون
کی تو ایسی ہونگی کہ بہترین مخلوقات
سے ہین قرآن کو پڑہینگے مگر اونکے حنجرہ کے
نیچے نہ اوتریگا یہ دین سے اسطرح نکل
جاوینگے جسطرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے
جب انکو پاؤ تو قتل کرو کیونکہ انکے قتل کرنے
مین اجر ہے خدا کے نزدیک بروز قیامت

(۵) اور حضرت نے فرمایا کچھ لوگ ہماری
امت سے ہونگے جنکی علامت ہے سر منڈانا
قرآن کو پڑہینگے مگر انکے حلق سے قرآن نہ
اوتریگا یہ لوگ دین سے نکل جاوینگے

كقوله صلى الله عليه وسلم غلظ القلوب والجفاء بالمشرق والايمان فى اهل الحجاز وقوله صلى الله عليه وسلم اللهم بارك لنا فى شامنا اللهم بارك لنا فى يمننا وقال فى الثالثة هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان وفى قوله صلى الله عليه وسلم يخرج ناس من المشرق يقرؤن القرآن لا يجاوز تراقيهم كلما قطع قرن نشأ قرن حتى يكون آخرهم مع مسيح الدجال وفى قوله صلى الله عليه وسلم سيماهم التحليق تصريح على هولاء القوم الخارجين من المشرق التابعين لابن عبد الوهاب فيما ابتدعه لانهم كانوا يامرون من تبعهم ان يحلق راسه ولا يتركونه يفارق مجلسهم اذا تبعهم حتى يحلقوا راسه و لم يقع مثل ذلك قط من احد من الفرق الضالة التى مضت قبلهم فالحديث صريح فيهم وكان السيد عبد الرحمن الاهدل مفتى زبيد يقول لا يحتاج ان يؤلف احد تاليفا للرد على عبد الوهاب بل يكفى فى الرد عليه قوله صلى الله عليه وسلم سيماهم

تیر نکل جاتا ہے کمان سے یہ بدترین خلق و مخلوق ہیں۔

(۶) حضرت نے فرمایا ایک قوم مشرق سے برآمد ہوگی جو قرآن پڑھیگی مگر حلق سے نیچے نہ اتریگا یہ لوگ دین سے نکل جائینگے ان کی علامت ہے تحلیق (سر منڈانا)

(۷) حضرت نے فرمایا راس کفر طرف مشرق کے ہے اور فخر و خیلا اہل خیل و ابل مین۔

(۸) حضرت نے فرمایا ادہر سے اوٹھینگے فتنہ اور اشارہ کیا طرف مشرق کے۔

(۹) حضرت نے فرمایا دلونکی سختی اور قساوت جانب مشرق ہے۔ اور ایمان اہل حجاز مین (غرض اسکی ظاہر ہے)

(۱۰) حضرت نے فرمایا خدایا برکت دے ہماری شام مین (مطلب اسکا بھی واضح ہے) اور خدایا برکت دے ہمارے یمن مین۔ لوگون نے کہا کہ نجد کے بارہ مین بھی دعا کیجئے آخر مین حضرت نے فرمایا یہان سے زلزلے ہونگے اور فتنے اور یہان سے برآمد ہوگی شاخ شیطان کی۔

(۱۱) حضرت نے فرمایا برآمد ہوگی مشرق سے ایک قوم جو قرآن کو پڑھیگی مگر اونکے حلق سے نیچے نہ اتریگا جہان قطع کی جائیگی

التحليق فانه لم يفعله احد من المبتدعة غيرهم وكان ابن عبد الوهاب يامر ايضا بحلق رؤس النساء اللاتی يتبعنه فاقامت عليه الحجة مرة امرأة دخلت فی دينه كرها وجددت اسلامها علی زعمه فامر بحلق راسها فقالت له انت تامر الرجال بحلق رؤسهم فلو امرت بحلق لحاهم لساغ لك ان تامر بحلق رؤس النساء لان شعر الراس للمرأة بمنزلة اللحية للرجال فبهت الذی كفر ولم يجد لها جوابا لكنه انما فعل ذلك ليصدق عليه وعلی من تبعه قوله صلی الله عليه وسلم سيماهم التحليق فان المتبادر منه حلق الراس فقد صدق صلی الله عليه وسلم فيما قال وقوله صلی الله عليه وسلم حين اشار الی المشرق من حيث يطلع قرن الشيطان جاء فی رواية قرنا الشيطان بصيغة التثنية قال بعض العلماء المراد من قرنی الشيطان مسيلمة الكذاب وابن عبد الوهاب وجاء فی بعض الروايات وبها تهيج الداء العضال قال بعض الشراح وهو الهلاك و فی بعض التواريخ بعد ذكر بنی حنيفة قال

اونکی ایک شاخ برآمد ہوگی دوسری شاخ یہانتک کہ آخر اوسکا ہوگا مسیح دجال کے ساتھ حضرت نے جو ان احادیث میں فرمایا ہے کہ علامت اونکی تحلیق ہے یہ نص ہے اسپر کہ مراد اس سے وہی لوگ ہیں جو جانب مشرق تابعان ابن عبد الوہاب نجدی سے پیدا ہوئے کیونکہ یہ لوگ حکم دیتے تھے اپنے تابعین کو کہ سر منڈا ڈالیں جہاں کوئی انکے حلقہ میں آیا اوسکو اوٹھنے نہ دیتے جب تک اوسکا سر نہ منڈا لیتے۔ حالانکہ یہ ایسی بات ہے کہ آجتک کسی فرقہ میں نہیں پائی گئی جو اسکے قبل گمراہ فرق گذرے ہیں۔ پس حدیث صریح ہے اس بارہ میں۔

سید عبد الرحمن اہدل مفتی زبیدہ کہتے تھے کہ ان وہابیوں کے رد میں کسی تصنیف و تالیف کی ضرورت نہیں کیونکہ حضرت کا یہ فرمانا کہ علامت اونکی تحلیق ہے یہی کافی رد کیلئے کیونکہ آجتک کسی بدعتی نے اسکا حکم نہیں دیا۔ ابن عبد الوہاب مذکور تو عورتوں کو بھی حکم دیتا تھا کہ سر منڈاو چنانچہ ایک عورت کو سر منڈانے کا حکم دیا تو اوسنے کہا اگر مردوں کی داڑھی منڈاتے تب البتہ عورتوں کا سر منڈا منڈواتے۔ کیونکہ جسطرح مردوں کی زینت

قال ویخرج فی آخر الزمان فی بلد مسیلمة
رجل یغیر دین الاسلام وجاء فی
بعض الاحادیث التی فیها ذکر الفتن
قوله صلی الله علیه وسلم منها فتنة عظیمة
تکون فی امتی لایبقی بیت من العرب
الا دخلته تصل الی جمیع العرب قتلاها
فی النار واللسان فیها اشد من وقع
السیف وفی روایة ستکون فتنة
صماء بکماء عمیاء تعمی بصائر الناس
فیها فلا یرون منها فرجا یعمون عن
استماع الحق من استشرف لها استشرفت
له وفی روایة سیظهر من نجد شیطان
تتزلزل جزیرة العرب من فتنته وذکر
العلامة السید علوی ابن احمد
بن حسن بن القطب السید عبدالله
الحداد باعلوی فی کتابه الذی الفه
فی الرد علی ابن عبدالوهاب المسمی
جلاء الظلام فی الرد علی النجدی
الذی اضل العوام وهو کتاب جلیل
ذکر فیه جملة من الاحادیث منها حدیث
مروی عن العباس بن عبدالمطلب
رضی الله عنه عم النبی صلی الله علیه
وسلم اسنده الی النبی صلی الله علیه

لحیہ سے ہے اور اسیطرح عورتوں کی زینت سر کے
بال سے ہے عبدالوہاب اس جواب سے
مبہوت ہوگیا اور کچھ جواب نہ بن پڑا۔
غرض چونکہ حضرت نے انکی علامت تحلیق
قرار دی تھی اسلئے انکو اسمین کد تھی کہ سر
منڈوائین جس سے بخوبی حضرت کے کلام
کی تصدیق ہوئی اور حضرت نے جو جانب
مشرق اشارہ فرمایا کہ یہان سے قرن شیطان
برآمد ہوگی اور بنابر بعض روایات دو قرن
شیطان آیا ہے تو اس سے مراد یہی عبدالوہاب
ہے اور مسیلمہ کذاب جیسا کہ بعض علمانے
کہا ہے اور بعض روایات مین آیا ہے
کہ نجد مین داء العضال ہے جسکی شرح مین
لکھا ہے کہ مراد اس سے ہلاک ہے اور بعض
تواریخ مین ہے بعد ذکر قتال بنی حنیفہ۔
(قوم مسیلمہ کذاب) کہ آخر زمانہ مین ایک
مرد پیدا ہوگا شہر مسیلمہ کذاب مین جو دین
اسلام کے خلاف ہوگا۔
اور بعض احادیث فتنہ مین ہے کہ حضرت
نے فرمایا یہان سے ایک فتنہ عظیمہ پیدا
ہماری امت مین کہ عرب کا کوئی گھر ایسا
نہوگا جسمین یہ فتنہ نہ پہونچے جو لوگ اسمین
قتل کئے جائینگے وہ سب داخل جہنم ہونگے

وسلم قال فیہ یخرج فی ثانی عشر قرنا فی
وادی بنی حنیفہ رجل کھیئۃ الثور لا
یزال یلعق مراطمہ یکثر فی زمانہ الھرج
والمرج یستحلون اموال المسلمین ویتخذونھا
بینھم متجرا ویستحلون دماء المسلمین و
یتخذونھا بینھم فخرا وھی فتنۃ یعتز فیھا
الارذلون والسفل تتجاری بینھم الا
ھواء کما یتجاری الکلب بصاحبہ قال
ولھذا الحدیث شواھد تقوی معناہ
وان لم یعرف من خرجہ ثم قال السید
المذکور فی الکتاب الذی مر ذکرہ وصح
من ذلک ان ھذا المغرور محمد بن عبد
الوھاب من تمیم فیحتمل انہ من عقب
ذی الخویصرۃ التمیمی الذی جاء فیہ
حدیث البخاری عن ابی سعید الخدری
رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال ان من ضئضئ ھذا او فی
عقب ھذا قوما یقرؤن القران لا یجاوز
حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق
السھم من الرمیۃ یقتلون اھل الاسلام
ویدعون اھل الاوثان لئن ادرکتھم
لاقتلنھم قتل عاد وکان ھذا الخارجی
یقتل اھل الاسلام ویدع اھل الاوثان

زبان اسمین تیز تر ہوگی تلوار پڑنے سے۔ اور
ایک روایت مین ہے کہ یہ فتنہ گونگا۔
بہرا۔ اندھا کہتے والا ہوگا کہ بصیرتین لوگونکی
زائل ہونگی اور کلمہ حق سننے سے کان
بہرے ہونگے جو اوسپر سر اوٹھائیگا فتنہ اوسپر
جھک پڑیگا۔
اور ایک روایت مین ہے کہ ظاہر ہوگا
نجد سے ایک شیطان کہ متزلزل ہوجائیگا
جزیرہ عرب اوسکے فتنہ سے۔ اور علامہ سید
علوی ابن احمد بن حسن بن قطب سید عبد اللہ
حداد باعلوی نے لکھا ہے اپنی کتاب مین جسکا
نام جلاء الظلام ہے رد عبد الوہاب نجدی
مین کہ عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے قریب ہے کہ خارج ہو
قرن ثانی عشر (بارہوین صدی) وادی
بنی حنیفہ (نجد و یمامہ وغیرہ) سے ایک
شخص مانند سانڈہ کے جو چاٹا کریگا اپنے
براطم کو (الاشغاف متکبر) اوسکے زمانہ
مین بہت ہوگا ہرج مرج۔ وہ حلال جانینگے
مسلمانونکے مال کو اور اوسکو گویا اپنی
تجارت بنائینگے اور حلال جانینگے مسلمانون
کے خون کو اور مایہ فخر قرار دینگے اوسکو
اس فتنہ مین غلبہ پائینگے ارذال (دیکھو

ولما قتل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ الخوارج قال رجل الحمد للہ الذی اباد هم واراحنا منهم فقال علی رضی اللہ عنہ كلا والذی نفسی بیدہ ان منهم لمن هو فی اصلاب الرجال لم تحمله النساء ولیکونن آخرهم مع المسیح الدجال وجاء فی حدیث عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ذكر فیه بنی حنیفة قوم مسیلمة الکذاب وقال فیه ان وادیهم لایزال وادی فتن الی آخر الدهر ولا یزال فی فتنة من كذابهم الی یوم القیامة وفی روایة ويل للیمامة ویل لا افتراق له وفی حدیث ذكره فی مشكوة المصابیح سیکون فی آخر الزمان قوم یحدثونکم بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤكم فایاکم وایاهم لا یضلونکم ولا یفتنونکم وانزل اللہ فی بنی تمیم ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرهم لا یعقلون وانزل اللہ فیهم ایضا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی قال السید علوی الحداد المذکور انفا ان الذی ورد فی بنی حنیفة و فی ذم بنی تمیم ووائل شیء کثیر ویکفیک

کیسے کیسے رذیل کمینہ پشمینہ باف نداف۔ مولانا بن بیٹھے ہیں) اور سفلہ۔ انلوگون مین نفسانی خواہشون کو اسطرح رواج ہوگا جسطرح کتا اپنے صاحب سے خوشامد کرتا ہے۔ کہا مصنف کتاب نے اس روایت کے بہت سے شواہد ہین اگرچہ نہ معلوم ہو کسی کسنے تخریج کی۔

پھر مصنف مذکور کہتے ہین کہ اس سے زیادہ واضح یہ ہے کہ یہ مغرور محمد بن الوہاب قبیلہ بنی تمیم سے ہے جس سے اسکا احتمال ہے کہ وہ اولاد سے ہے ذو الخویصرہ تمیمی کے جسکے بارہ مین صحیح بخاری مین ہے ابو سعید خدری سے کہ رسول اللہ نے فرمایا اسکے پیروون یا اسکی اولاد سے وہ لوگ ہونگے جو پڑہینگے قرآن کو نہ تجاوز کریگا اونکے حناجر (حنجر گردن) سے۔ یہ لوگ نکل جائینگے دین سے جسطرح تیر نکلتا ہے کمان سے۔ یہ لوگ قتل کرینگے اہل اسلام کو اور چھوڑینگے بت پرستونکو۔ اگر مین انکو پاؤنگا تو اسطرح انکو قتل کرونگا جسطرح قوم عاد قتل کی گئی۔

مصنف لکھتا ہے۔ پس تہا یہ خارجی قتل کرتا مسلمانونکو اور چھوڑ دیتا بت پرستون کو۔

ان اغلب الخوارج واکثرہم منہم و
ان الطاغیۃ ابن عبد الوہاب منہم
وان رئیس الفرقۃ الباغیۃ عبد العزیز
بن محمد بن سعود بن واکل منہم
وجاء عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
قال کنت فی مبدأ الرسالۃ اعرض
نفسی علی القبائل فی کل موسم ولم
یجبنی احد جوابا اقبح ولا اخبث من
رد بنی حنیفہ قال السید علوی الحداد
لما وصلت الطائف لزیارۃ حبر الامۃ
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
اجتمعت بالعلامۃ الشیخ طاہر سنبل
الحنفی ابن العلامۃ الشیخ محمد سنبل
الشافعی فاخبرنی انہ الف کتابا فی
الرد علی ہذہ الطائفہ سماہ الانتصار
للاولیاء الابرار وقال لی لعل اللہ
ینفع بہ من لم تدخل بدعۃ النجدی
قلبہ واما من دخلت فی قلبہ فلا یرجی
فلاحہ لحدیث البخاری یمرقون من
الدین ثم لا یعودون فیہ واما ما نقل
عن بعض العلماء انما استصوبہ من
فعل النجدی جمع الیہود علی الصلاۃ
وترک الفواحش الظاہرۃ وقطع

اور جب قتل کیا اصحاب امیر نے خوارج کو۔
تو ایک شخص نے کہا الحمد للہ کہ خدا نے انکو
ہلاک کیا اور ہملوگونکو انسے راحت ملی
تو حضرت علی نے فرمایا۔ ہرگز نہین قسم اوس
شخص کی جسکے قبضہ قدرت مین میری
جان ہے۔ کہ ابہی انلوگونسے وہ لوگ بہی
ہین جو ابہی اپنے آبا کی پشت مین ہین
جنسے حاملہ ہونگی عورتین۔ اور آخر مین
انکے وہ ہوگا جو مسیح دجال کے ساتہہ ہوگا
ایک حدیث مین ہے کہ ابوبکر نے قوم مسیلمہ
کذاب کا ذکر کیا تو کہا یہ وادی انکا ہمیشہ
وادی فتنہ رہیگا۔ اور اوسکے کذابونسے ہمیشہ
فتنہ ہوتا رہیگا۔

ایک روایت مین ہے کہ حضرت نے فرمایا
وائے ہے یمامہ کو اور اوسکے فرقونکو اور ایک
حدیث مین ہے جسے مشکوۃ مین ذکر کیا ہے
کہ فرمایا حضرت نے قریب ہے کہ پیدا ہو آخر زمانہ
مین ایک قوم جو ایسی حدیثین بیان کرین
جنکو تمنے نہ سنا ہو نہ تمہارے باپ دادونے
پس بچو اس سے کہ وہ لوگ تملوگونکو گمراہ
کرین اور فتنہ مین ڈالین۔ بنی تمیم کے
بارے مین آیا ہے آیہ ان الذین ینادونک
من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون

الطریق والدعوة الی التوحید فهو
غلط حیث حسن للناس فعله ولم
یطلع علی ما ذکرناه من منکراته في
تکفیره الامة من ستمائة سنة وحرق
الکتب الکثیرة وقتله کثیرا من العلماء
وخواص الناس وعوامهم واستباحة
دمائهم واموالهم واظهار التجسیم
للباري تبارك وتعالی وعقده الدروس
لذلك وتنقیصه النبي صلی الله
علیه وسلم وسائر الانبیاء والمرسلین
والاولیاء ونبش قبورهم وأمر في
الاحساء ان تجعل بعض قبور الاولیاء
محلا لقضاء الحاجة ومنع الناس من
قراءة دلائل الخیرات ومن الرواتب
والاذکار ومن قراءة مولد النبي صلی
الله علیه وسلم ومن الصلاة علی
النبي صلی الله علیه وسلم في المنائر
بعد الاذان وقتل من فعل ذلك
وکان یعرض لبعض الغوغاء الطغاة
بدعواه النبوة ویفهمهم ذلك من
فحوی کلامه ومنع الدعاء بعد الصلاة
وکان یقسم الزکاة علی هواه وکان
یعتقد ان الاسلام منحصر فیه وفیمن

اور انہیں کے بارہ میں ہے کہ لا ترفعوا
اصواتکم فوق صوت النبی
سید علوی کہتے ہیں کہ بنی حنیفہ۔ بنی
تمیم۔ بنی وائل کے بارہ میں بہت سی
حدیثیں آئی ہیں۔ اور کافی ہے تیرے لئے
کہ اکثر خوارج اسی قبیلہ سے ہیں۔ اور یہ
طاغی عبد الوہاب بھی انہیں لوگون
سے ہے۔ اور رئیس فرقہ باغیہ عبد العزیز
بن محمد بن سعود بن وائل بھی انہیں
لوگون سے ہے۔
حضرت سے ایک حدیث مین مروی ہے
کہ فرمایا آپنے کہ ہم ابتداے رسالت مین جب
اپنی رسالت کو قبائل عرب پر عرض کرتے تھے
تو بنی حنیفہ سے بدتر اور خبیث تر جواب کسینے
نہین دیا۔ سید علوی حداد کہتے ہین کہ شیخ
طاہر سنبل حنفی نے ہمسے بیان کیا کہ ہمنے ایک
کتاب لکھی ہے رد مین وہابیون کے جسکا
نام انتصار ہے اس سے وہ لوگ نفع پاوینگے
کہ جنکے دلون مین بدعت نجدی نے دخل
نہ پایا ہو۔ کیونکہ جو لوگ اس بلا مین مبتلا ہوگئے
ہین اونکے صلاح و فلاح کی کسیطرح امید
نہین کیونکہ حدیث صحیح بخاری مین ہے کہ یہ
لوگ دین سے خارج ہوجاوینگے تو پھر کبھی نہ

تبعہ وان الخلق کلھم مشرکون و
کان یصرح فی مجالسہ وخطبہ بتکفیر
المتوسل بالانبیاء والملائکۃ والاولیاء
ویزعم ان من قال لاحد مولانا او
سیدنا فھو کافر ولا یلتفت الی قول
اللہ تعالی فی سیدنا یحیی علیہ السلام
وسیدا ولا الی قول النبی صلی اللہ
علیہ وسلم للانصار قوموا لسیدکم
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ویمنع
من زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ویجعلہ کغیرہ من الاموات وینکر علم
النحو واللغۃ والفقہ والتدریس بہذہ
العلوم ویقول ان ذلک بدعۃ - ص

عو و کرینگے -
بعض علمانے جوانلوگون کی تصویب کی
ہے کہ بدونکو نماز پڑھایا اور فواحش ظاہرہ
کو ترک کرایا اور قطع طریق کو موقوف
کرایا اور توحید کو رواج دیا - تو یہ سب
غلط ہے محض لوگون کی فریب دہی کو
ایسا کیا - ورنہ اوسکے قبایح ایسے نہین
ہین جو مخفی ہون کہ اسنے اپنے ماقبل کل
مسلمانونکو کافر کہا اور بہت سی کتابونکو جلایا
اور بہت سے علما کو اور خواص وعوام ناس
کو قتل کرایا - اور خون اور مال مسلمانونکا
حلال کیا اور جسمیت خدا کو جاری کیا
اور اسکے لئے درس مقرر کئے - اور شان
رسول اللہ کی تنقیص کی اور سائر انبیا کی توہین کی اور مومنین وصالحین کی قبرین کھود
ڈالین اور بعض اولیا اللہ کی قبرون کو پاخانہ بنایا اور منع کیا پڑھنے سے دلائل الخیرات
کے اور روایت واذکار سے اور اسیطرح مجلس میلاد رسول اللہ کو موقوف کیا - اور منع
کیا صلواۃ بھیجنے سے رسول اللہ پر منبر و بےمنبر بعد اذان کے اور قتل کیا اونلوگو جو ایسا کرتے تھے
اور بعض اوقات اظہار دعوی نبوت کرتا تھا - اور منع کرتا تھا دعاسے بعد نماز کے اور تقسیم
کرتا تھا زکوۃ کو اپنی خواہش سے - اور اسکا معتقد تھا کہ اسلام اوسی مین اور اوسکے تابعین
مین منحصر ہے اور توسل انبیا کو موجب کفر جانتا تھا - اور کہتا تھا کہ جو شخص کسیکو سیدنا
یا مولانا کہتا ہے تو وہ کافر ہوجاتا ہے حالانکہ خود خدا نے حضرت یحیی کو سید کہا ہے اور حضرت نے
فرمایا قوموا الی سیدکم درباره سعد بن معاذ - اور منع کرتا تھا زیارت قبر رسول اللہ کو
اور کہتا تھا کہ حضرت بھی مثل اور مردونکے ہین اور منع کرتا تھا درس علم نحو لغت فقہ

وغیرہ سے اور کہتا تہا کہ یہ سب بدعت ہے۔ تمام ہوا ترجمہ کلام شیخ الاسلام سید احمد بن زینی دحلان
ان احادیث سے آپکو معلوم ہوگا کہ حضرت نے کس تصریح سے انلوگونکے شرک و کفر کو بیان کیا ہے اسیوجہ سے اونلوگونکو بالخصوص حضرت سے عداوت تہی کہ نہ صرف آپکی عصمت و صداقت کے منکر تھے بلکہ آپکی ولایت و شفاعت سے انکار ہے یہانتک کہ حضرت کی زیارت کو بہی نہیں جائز جانتے پہر کون مسلمان انلوگونکو مسلمان کہ سکتا ہے یا مومن۔

اثبات شرک اہلحدیث

ہاں اب چونکہ اہلحدیث نے عبد الوہاب نجدی کے بانی مذہب ہونیسے انکار کرنا شروع کیا ہے لہذا ہم انکے شرک کی ایک ایسی دلیل لاتے ہین جس سے کسی اہلحدیث کو انکار نہیں ہو سکتا۔ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین لکہتے ہین۔ عن ابن جریج فی قولہ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ قال اخبرنی لیث بن ابی سلیمان عن ابی محمد عن حذیفۃ بن الیمان عن ابی بکر واما حضو ذالک حذیفۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع ابی بکر واما حدثہ ایاہ ابو بکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل قال ابو بکر یا رسول اللہ وھل الشرک الا ما عبد من دون اللہ او ما دعی مع اللہ قال ثکلتک امک الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل الا اخبرک بقول یذھب صغارہ وکبارہ او قال صغیرہ وکبیرہ

یعنی ابن جریج سے تفسیر آیہ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ مین منقول ہے حذیفہ بن یمان سے کہا تو خود وہ ابو بکر کے ساتہ تہے یا ابو بکر نے اونسے بیان کیا کہ حضرت نے فرمایا شرک تملوگون مین دبیب نمل (چیونٹی کی چال) سے بہی زیادہ مخفی ہے۔ ابو بکر نے کہا یا حضرت شرک تو اسیکو کہتے ہین کہ سوا خدا کے اور کسیکی عبادت کی جاے۔ یا خدا کے ساتہہ دوسرے کو پکارین حضرت نے فرمایا تیری مان تجہے روے۔ شرک تملوگون مین چیونٹی کی چال سے بہی زیادہ مخفی ہے ہم تجہے اوس قول سے نہ خبر دین جو کہ صغار و کبار کو اوسکے یا صغیر و کبیر کو اوسکے۔ کہا ابو بکر نے کہ ہان حضرت نے فرمایا ہر روز کہا کرا اللھم انی اعوذ بک

قال ملی قال تقول کل یوم ثلث مرات اللھم انی اعوذبک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم والشرک ان تقول اعطانی اللہ وفلان والند ان تقول لولا فلان قتلنی فلان وعن معقل بن یسار قال انطلقت مع ابی بکر الصدیق الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ابا بکر الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل فقال ابو بکر وھل الشرک الا من جعل مع اللہ الھا آخر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ الشرک اخفی من دبیب النمل الا ادلک علی شئی اذا قلتہ ذھب عنک قلیلہ وکثیرہ قال قل اللھم انی اعوذبک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم۔ صـ۱۹۹

ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم

اور شرک یہ ہے کہ کہے تو خدا نے ہمکو دیا اور فلان نے اور ند یہ ہے کہ کہے تو اگر فلان نہ ہوتا تو فلان قتل کرڈالتا (جیسا کہ قول خلیفہ دوم تھا لولا علی لھلک عمر) معقل بن یسار کہتے ہین کہ ہم ایکدفعہ ابو بکر کے ساتھ خدمت رسول اللہ مین حاضر ہوے تو فرمایا اے ابو بکر ضرور شرک تملوگون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے ابو بکر نے کہا شرک تو یہی ہے کہ خدا کے ساتھ دوسرے کسیکو شریک کرین حضرت نے فرمایا قسم اوس شخص کی جسکے قبضہ قدرت مین ہماری جان ہے شرک تملوگون مین بہت مخفی ہے چیونٹی کی چال سے کیا تجھے ایسی چیز نہ بتائین کہ جب تو اوسکو کہے تو قلیل و کثیر اوسکا جاتا رہے فرمایا کہ تو کہہ اللھم انی اعوذبک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم۔

دیکھئے یہ ازالۃ الخفاء ہے جو جس شاہ عبدالعزیز صاحب کہو الہی و معجزہ رسالت پناہی ہے اسی غرض سے لکھی گئی ہے کہ خلافت خلفا کو قرآن و حدیث سے ثابت کرین اور جناب امیر کو اوس حق سے محروم کرین۔

مصنف اسکے شاہ ولی اللہ صاحب ہین جنہین تمامی اہلحدیث اپنا پیشوا اور مقتدا مانتے ہین

اور حجۃ الہند کا خطاب دیتے ہین بلکہ مذہب اہلحدیث کے مروج اس ہندوستان مین وہی ہین چنانچہ مولوی محمد یحی صاحب الارشاد مین لکھتے ہین - صفحہ ۱۶۹ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ نے جب علوم حدیث مین دخل پیدا کیا اور مذاہب کو دلائل سے پرتالا توان کو محدثین ہی کا طریقہ پسند ہوا اور اس طرز عمل پر قائم نہ رہے جو عموماً مقلدین کا ہے چنانچہ وہ خود تحریر فرماتے ہین و بعد ملاحظہ کتب مذاہب اربعہ و اصول فقہ ایشان و احادیثی کہ متمسک ایشان است قرار داد خاطر بمدد نور غیبی روش فقہا و محدثین افتاد انتہی - اور اپنے وصیت نامہ مین تحریر فرماتے ہین در فروع پیروی علماء محدثین کہ جامع باشند میان فقہ و حدیث کردن و دائماً تفریعات فقہیہ بر کتاب و سنت عرض نمودن و آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالائے بدریش خاوند دادن امت راہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب و سنت استغنا حاصل نیست و سخن متقشفہ فقہار اکہ تقلید عالمی را دستاویز ساختہ تتبع سنت را ترک کردہ اند نشنیدن و بآن التفات نہ کردن و قرب خدا جستن بہ پیروی اینان انتہی شاہ صاحب کے اہل خاندان مثل شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ اسمعیل صاحب وغیرہم کا بھی تقریباً یہی رنگ تھا - اسی خاندان کی فیض و برکت سے ہندوستان مین بیشتر علم حدیث پھیلا فن حدیث کے مسلسل شیوع اور اسکے اس چرچے کی اسی بابرکت خاندان سے ابتدا ہے اس سے قبل ہندوستان مین علم حدیث کا رواج نہ تھا اور نہ عموماً ہند کے علماء حدیث مین دخل رکھتے تھے -

وہ ابن جریج کی روایت لکھتے ہین تفسیر آیہ ام جعلوا للہ شرکاء مین جو سورہ رعد کا آیہ ہے - خدا فرماتا ہے کیا انلوگون نے خدا کے لئے شریک مقرر کیا ہے تو انھون نے خدا سے مخلوقات بھی پیدا کی ہے جس سے مخلوقات انپر مشتبہ ہو گئی ہے - کہہ تو کہ اللہ پیدا کرنیوالا ہے ہر شی کا اور وہی واحد قہار ہے -

یہ آیہ ہے ذم مشرکین مین اوسکے تحت مین اس حدیث کو لکھا ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضرت نے ابوبکر کو بھی اونہین مشرکین مین داخل کیا جنکے بارے مین یہ آیہ نازل

ہوا۔ کیونکہ حضرت نے از خود ابو بکر سے فرمایا کہ شرک کی چال تملوگون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ ابو بکر نے اوسپر قول رسول کو رد کرنا چاہا تو حضرت بے باوصفیکہ مصداق انک لعلی خلق عظیم تھے کبھی کوئی کلمہ خلاف تہذیب یا بدحاکا نہ فرماتے تھے۔ مگر اس رد ابو بکر پر آپکو ایسا غصہ آیا کہ فرمایا ثکلتک امک تیری مان تیرے ماتم مین سوگ نشین ہو کہ شرک تملوگون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔

بنا بر روایت معقل بن یسار حضرت نے قسم کہا کر فرمایا کہ قسم اوس شخص کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ شرک تملوگون مین مخفی زیادہ ہے چیونٹی کی چال سے۔

تو اب کس مسلمان کو اسمین شک ہو سکتا ہے کہ ابو بکر صاحب کے دل مین شرک مخفی ضرور تہا جبپر حضرت نے اس طرح قسم کہائی اور ابو بکر صاحب کو بد دعا بھی دی کہ تیری مان تیرے غم مین سوگ نشین ہو کیونکہ ظاہر ہے کوئی سچی بات سے انکار کرتا ہے تو خواہی نخواہی غصہ آتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ایسے رحیم وشفیق کو اس موقع پر غصہ آگیا کہ باوصفیکہ ہزارہا علامات شرک ونفاق ان سے ظاہر ہو رہے ہین مگر پھر بھی یہ انکار کرتا ہے اور اپنے شرک کو یعنی اثبات پرستی ظاہری کو شرک قرار دیتا ہے اور یہ نہین سمجھتا کہ اگر بت پرستی ظاہر بظاہر ہوتی تو حضرت کو اسکے کہنے کی ضرورت کیون ہوئی کہ شرک کی چال تملوگون مین چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔

اب مسلمانونکو اختیار ہے کہ یا رسول اللہ کو صادق مانین جو بقسم شرعی اثبات شرک ابو بکر کر رہے ہین اور ثکلتک امک فرماتے ہین۔ یا اونلوگونکو سچا مانین جو ابو بکر صاحب کے ایمان وصدیقیت کے قائل ہین کیونکہ شرک وایمان دو نو جمع نہین ہو سکتا۔

اس روایت کو بخاری نے بھی ادب مفرد مین روایت کیا ہے جس سے یہ عذر نہین چل سکتا کہ یہ روایت صحیح نہین ہے کیونکہ بخاری اسکے راوی ہین جیسا کہ تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے واخرج البخاری فی الادب المفرد عن معقل بن یسار تا بہ آخر جلد ۵ اہلسنت اس روایت سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ حضرت نے بغرض تعلیم اصلاح فرمایا جسکے تسلیم

مین ہمکو عذر نہین کیونکہ حضرت کی بعثت ہی اس غرض سے ہوئی تھی کہ آپ امت کو تعلیم دین سکہلا دین سکا یہ نتیجہ نہین ہو سکتا کہ ہم کسی خبر مین حضرت کو معاذ اللہ کاذب سمجھین ۔ تعلیمی خبر وہ ہے جو حضرت نے دعا تعلیم کی کہ اس دعا کے پڑہنے سے شرک جاتا رہتا ہے ۔ مگر جو جملہ اسمین خبریہ ہے الشرك فيكم اخفى من دبيب النمل اوسکو تو کوئی غلط نہین کہہ سکتا کہ حضرت نے فرمایا شرک تملوگون مین چھپا ہوا ہے ۔ پھر جب ابوبکر نے اوسمین تاویل کی تو آپنے فرمایا ثکلتك امك الشرك فيكم اخفى ۔ مان تیری تیرے غم مین روے کہ شرک تملوگون مین چیونٹی کی چال سے بہی زیادہ مخفی ہے ۔ پہر کس مسلمان کی یہ طاقت ہے کہ آپکی اس خبر کی تکذیب کرکے اسکا دعوی کرے کہ ابوبکر صاحب مومن تھے ۔ صدیق تھے ۔ کیونکہ مذہب اہلحدیث مین یہ حکم بہی مسلم الثبوت ہے کہ الفاظ کو اپنے ظاہری حالت پر رہنے دینا چاہیے چنانچہ مولوی وحید الزمان صاحب لکہتے ہین واللازم على اهل المذهب متابعة ظواهر الكتاب والسنة ماڈ یعنی اہلحدیث پر لازم ہے پیروی کرنا ظاہر الفاظ قرآن و حدیث کا تو اب فرمائے شرک ابوبکر مین کیا شک رہا ۔

اقرار خلیفہ دوم اب سنئے کہ خلیفہ دوم نے تو صاف صاف اپنے کفر و شرک کا اقرار کیا ہے چنانچہ اوسی ازالۃ الخفا مین ہے ۔ عن ابی هريرة قال خرج رسول الله وهو غضبان محمار وجهه حتى جلس على المنبر فقام اليه رجل فقال اين اباى قال فى النار فقام اخر فقال من ابى قال ابوك فلان فقام عمر بن الخطاب فقال رضينا بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد نبيا وبالقران اماما انا يا رسول الله حديث عهد بالجاهلية والشرك والله اعلم من ابائنا فسكن غضبه ماڈ

یعنی حضرت ایکروز بحالت غیظ و غضب مین بالاے ممبر تشریف لیگئے تو ایک شخص نے پوچہا ہمارے باپ دادا کہان ہین فرمایا جہنم مین دوسرے نے کہا ہمارا باپ کون ہے ۔ آپنے فرمایا فلان تب عمر کہڑے ہوے اور کہا ہم راضی ہوئے خدا کے رب اور اسلام کے دین ہونے پر اور اسپر کہ محمد ہمارے نبی ہین اور قرآن ہمارا امام ہے یا رسول اللہ

ہو لوگ تازہ عہد ہین ساتھ جاہلیت اور شرک کے۔

پھر فرمائیے آپ کیونکر انکے کامل الایمان ہونے کا دعوی کرسکتے ہین حالانکہ وہ خود کہتے ہین کہ ہم تازہ عہد ہین شرک و جاہلیتہ سے۔

یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہین در تہذیب و تربیت حضرت فاروق چندین دفعہ عنف و تہدید از آنحضرت ظاہر شدہ است چنانکہ در قرأت او نسخہ توریت را واقع شد ھشا مقصد ۲۔

جس سے معلوم ہوا کہ حضرت کو عمر کے بارہین بہت کچھ تہدید اور سختی سے کام لینا پڑا کیونکہ انکی قابلیت بہت کم تھی۔

مگر افسوس ہے کہ جب ہم اوس روایت کو جسکی طرف شاہ صاحب نے یہان اشارہ کیا ہے اس واقعہ ابوبکر سے ملاتے ہین تو جو کلمہ حضرت نے بہ نسبت ابوبکر صاحب استعمال کیا وہ زیادہ سخت معلوم ہوتا ہے کیونکہ شاہ صاحب عمر کے توراۃ لانے اور پڑھنے کو اسطرح لکھتے ہین

وقد اعتنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتہذیب عمر بن الخطاب کثیرا فمن ذلک قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین راجع العباس بن عبد المطلب فی اخذ الصدقات مراجعۃ شدیدۃ اما شعرت یا ابن الخطاب ان عم الرجل صنو ابیہ ومن ذلک ما روی الدارمی عن جابر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخۃ من التوراۃ فقال یا رسول اللہ ھذہ نسخۃ من التوراۃ

خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ایک دفعہ عمر نے حضرت عباس سے بہت سخت کلامی کی تو رسول اللہ نے عمر سے کہا اے ابن خطاب کیا تو نہین جانتا کہ چچا بمنزلہ اوسکے باپ کے ہوتا ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ عمر ایک نسخہ توراۃ کا لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ نسخہ توراۃ ہے حضرت چپ ہو رہے عمر نے پڑھنا شروع کیا اور حضرت کا چہرہ متغیر ہونے لگا اوسپر ابوبکر نے کہا تیرے غم ہین رونے والیان کیا تو چہرہ رسول اللہ کو نہین دیکھتا جب عمر نے دیکھا

فسکت فجعل یقراہ و وجہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متغیر
فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل ما
تری ما بوجہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ
وغضب رسولہ رضینا باللہ
ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والذی نفس محمد بیدہ
لو بدا لکم موسی فاتبعتموہ وترکتمونی
لضللتم عن سواء السبیل ولو کان
موسی حیا وادرک نبوتی لا
تبعنی ص ۱۷۱

تو کہا مین پناہ مانگتا ہون غضب خدا
و رسول سے۔ اور راضی ہوئے
کہ خدا ہمارا رب ہو اور اسلام ہمارا
دین اور محمدؐ نبی۔ تب حضرت نے فرمایا
قسم اوسکی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان
ہے کہ اگر موسیٰ ظاہر ہون اور تم لوگ
ہمکو چھوڑکر اونکی پیروی کرو۔ تو گمراہ
ہو جاؤ راہ حق سے۔ اور اگر موسیٰ
زندہ ہوتے اور ہماری نبوت کے
زمانہ کو پاتے تو ضرور ہماری متابعت
کرتے ؎

انہین دو روایتون سے شاہ ولی
اللہ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ رسول اللہ نے
جسقدر تہذیب و تربیت عمر مین سختی سے
کام لیا اوسقدر زحمت حضرت کو ابوبکر
مین نہین ہوئی۔ مگر معمولی عقل والا آدمی بھی جب اوس روایت کو جسمین ابوبکر سے
خطاب ہے اور اس روایت کو جسمین عمر سے خطاب ہے ملائے تو اوسے معلوم ہو حضرت
ابوبکر کا درجہ بہت بلند ہے۔ کیونکہ (۱) وہان حضرت نے شرک ابوبکر کو بجملہ خبریہ وقسمیہ ثابت
کیا ہے اور یہان اسکو بیان فرمایا ہے کہ تم حضرت موسیٰ کے پیرو ہو جاؤگے یعنی یہودی بنجاؤگے
اور ظاہر ہے کہ شرک و یہودیت مین بڑا فرق ہے ان الشرک لظلم عظیم
(۲) وہان خود رسول اللہ نے ابوبکر کو کہا ثکلتک امک تیری مان تجھکو روئے
اور یہان ابوبکر نے عمر کو کہا ثکلتک الثواکل تو اب جسکے بارہ مین خود رسول
اللہ ایسی بددعا دین اور کلمہ نفرین فرمائین وہ زیادہ ظلیم ہے۔ یا وہ شخص جسکی نسبت

خلیفہ اول ایسا کلمہ کہیں۔

(۳) وہاں رسول اللہ نے علاج کی ضرورت دیکھی کہ شرک کے دفعیہ کا ایک نسخہ بتایا اور یہاں آپنے کوئی علاج نہیں کیا۔ بلکہ فقط تنبیہ پر اکتفا کی۔

نزول حکم لا ترفعوا اصواتکم بوجہ شیخین

شاہ صاحب نے ایک واقعہ اور اسکے بعد لکھا ہے البخاری عن ابن ابی ملیکہ قال کاد الخیران یھلکان ابوبکر وعمر رفعا اصواتھما عند النبیؐ حین قدم علیہ رکب بنی تمیم فاشار احدھما بالاقرع بن حابس اخی بنی مجاشع واشار الاخر برجل آخر قال نافع لا احفظ اسمہ فقال ابوبکر لعمر ما اردت الا خلافی قال ما اردت خلافک فارتفعت اصواتھما فانزل اللہ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم الایۃ قال ابن الزبیر فما کان عمر یسمع رسول اللہ بعد ھذہ الایۃ حتی یستفھمہ ولم یذکر ذلک عن ابیہ مشکٰوۃ

یعنی بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ کہا قریب تہا دو نونیک یعنی ابوبکر و عمر ہلاک ہو جائیں کیونکہ ان دونوں نے اپنی آواز بلند کی تہی رسول اللہؐ کے سامنے۔ جب بنی تمیم کے لوگ حضرت کے پاس آئے ہیں تو ایک آدمی نے اقرع بن حابس کیلئے رائے دی اور دوسرے نے اوسکے خلاف جسکا نام نافع کو نہیں یاد رہا اسپر ابوبکر نے عمر سے کہا کہ تمنے محض ہماری مخالفت کے خیال سے یہ رائے دی ہے۔ عمر نے کہا ہرگز نہیں۔ اسپر دونوں کی آواز بلند ہوئی تو خدا نے آیہ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم کو نازل کیا۔ ابن الزبیر کہتے ہیں کہ اسکے بعد عمر کبہی بلند آواز سنے نہ کہتے یہانتک کہ رسول اللہؐ کو اونسے دریافت کرنا پڑتا مگر ابوبکر کی یہ حالت نہیں تہی۔

شاہ صاحب نے اس واقعہ کو بہی اونہیں واقعات کے اندر لکھا ہے جنمیں حضرت عمرؓ پر بہت سختی کی۔ مگر افسوس کوئی وجہ تخصیص نہیں معلوم ہوتی کیونکہ آواز دونوں کی بلند ہوئی تہی۔ آیہ لا ترفعوا اصواتکم دونوں کے نسبت نازل ہوئی پہر عمر کی کیا تخصیص

ہے۔ بلکہ زیادتی ابوبکر صاحب کی معلوم ہوتی ہے جنہوں نے عمر صاحب پر یہ اتہام لگایا کہ تمہوں نے محض ہماری مخالفت کے خیال سے ایسی رای دی۔ حالانکہ معمولی عقل والا آدمی بھی محض مخالفت کے خیال سے کوئی رای نہیں دیسکتا چہ جائیکہ عمر صاحب اسکے مرتکب ہوں۔

یہاں یہ بھی ایک عجیب لطیفہ ہے کہ حضرات اہلسنت جب اس سے مایوس ہوتے ہیں کہ شیخین کا کوئی کام عہد رسول میں ایسا نہیں معلوم ہوتا جس سے اونکی کسی طرح قابلیت ظاہر ہو تو یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ لوگ حضرت کے مشیر تھے رائے دیا کرتے اور حضرت اوس رائے پر عمل کرتے۔ مگر افسوس کہ یہ بیان بھی کسی طرح پایہ ثبوت کو نہیں پہونچ سکتا کیونکہ حضرت کے مشیر تو دوسرے لوگ تھے جنکا نام ہی ذوالرای پڑ گیا تہا۔

چنانچہ استیعاب ابن عبدالبر میں ہے۔ ومنہم ذوالرای خباب بن المنذر صاحب المشورۃ یوم بدر اخذ رسول اللہ برایہ وکانت لہ اراء مشہورۃ فی الجاہلیۃ ص۱۶۶ جلد اول

یعنی ذوالرائے لقب ہے جناب بن منذر کا جو صاحب مشورہ تھے۔ رسول اللہ نے انکی رائے پر عمل کیا تہا بروز بدر۔ انکی رائیں بہت مشہور تہیں زمانہ جاہلیت میں۔

پھر یہ معلوم انکو کونسا شغل بجز ایذا دہی رسول اللہ کیا تھا کیونکہ جنگ سے یہ لوگ فرار ہی کرتے تھے۔ مشورہ کی یہ حالت تھی کہ کبھی کوئی مشورہ انکا صائب ہوتا ہی نہ تہا۔ پھر جو انکو مشیر و وزیر کہا جاتا ہے تو یہ ظلم کیا ہے حالانکہ آپ تنقید بخاری حصہ ثانیہ میں پڑھ چکے ہیں کہ جنگ بدر میں دونوں صاحبوں نے حضرت کو کیسی رائے دی تھی جس سے کسقدر رسول اللہ کو رنج ہوا۔

بہرحال یہ تو جملہ معترضہ تہا اصل مطلب تو دوسرا ہے کہ ان لوگوں نے حضرت کو اپنی آواز بلند کر کے اسقدر ایذا دی کہ خدا نے آیہ لا ترفعوا اصواتکم نازل کیا۔ تو کیا اسکے بعد بھی کسیکو انکے نفاق و شرک میں تامل ہو سکتا ہے۔

آپ کلام شیخ الاسلام احمد دحلان میں پڑھ آئے ہیں کہ اونہوں نے ذوالخویصرہ تمیمی کے جہاں بہت سے حالات بیان کیے وہ ایسا شقی تہا کہ حضرت پر اعتراض کیا کہ

اور جتنی خرابی پیدا ہوے اوسکی تفصیل سے وہان یہ بھی پڑھ چکے ہین کہ نزول آیہ لاترفعوا اصواتکم کا وہی باعث ہوا

مگر شاہ ولی اللہ کی اس تحقیق انیق سے معلوم ہوا کہ باعث نزول آیہ مذکورہ شیخین ہین تو آپ نے بنی تمیم کو وجہ نزول قرار دینا محض بغرض اخفائے جرم شیخین ہے۔ کیونکہ چونکہ اونہین بنی تمیم کے آنے پر شیخین مین یہ نزاع ہوئی اور دونون کی آواز بلند ہوئی جسپر آیہ نازل ہوا۔ تو محض اس مناسبت سے بنی تمیم کا نام نزول آیہ مین لے دیا گیا ورنہ اصل مین باعث یہی دونون بزرگ تھے۔

اسیکے ساتھ آپکو یہ بھی معلوم ہوا کہ قصہ قرطاس کے متعلق جو علامہ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے قلت فظہر لی ترجیح ثالث لاحتمالات التی ذکرہا القرطبی ویکون قائل ذلک بعض من قرب دخولہ فی الاسلام وکان یعہد ان من یشتد علیہ الوجع قد یشتغل بہ عن تقریر ما یریدہ ان یقولہ لجواز وقوع ذلک ولہذا وقع من روایۃ الاسمٰعیلی فقال بعضہم انہ قد غلب علیہ الوجع ص۔ اوسکی کیا وجہ تھی کہ علامہ ممدوح کو لکھنا پڑا ہے کہ یہ تیسری وجہ یہ ظاہر ہوتی ہے کہ قائل اس کلمہ (ھجر) کا وہ شخص تہا جو تازہ تازہ اسلام لایا تھا اور اوسکے خیال مین یہ بات تہی کہ جب درد کا غلبہ ہوتا ہے تو آدمی بہکی بہکی باتین کرتا ہے اور اپنی بات کو درست طور پر نہین ادا کرتا۔ اسی وجہ سے روایت اسمٰعیلی ہے کہ اوسنے (عمرنے) کہا درد کا آپ پر غلبہ ہے۔

اور علامہ عینی لکھتے ہین والذی ینبغی ان یقال الذین قالوا ما شانہ اھجر او ھجر بالھمزۃ وبدونہا ھم الذین کانوا قریب العہد بالاسلام ولم یکونوا عالمین بان ہذا القول لایلیق فی حقہ لانہم ظنوا انہ مثل غیرہ من حیث الطبیعۃ البشریۃ اذا اشتد الوجع فیہ تکلم من غیر تحریر فی الکلام۔

یعنی یون تو بہت سی باتین یہان بنائی گئی ہین مگر مناسب یہ ہے کہ کہا جاے قائل اس کلمہ کا وہ شخص تہا جو تازہ اسلام لایا تہا اور وہ جانتا تہا کہ معمولی انسان کی طرح

حضرت بھی غلبہ درد سے ہذیان کہتے ہین۔ تو اب اس کلام کو عمر صاحب کے اوس کلام سے ملایئے
جو اونہون نے رسول اللہ کے سامنے اقرار کیا ہے کہ ہم تازہ عہد بجاہلیۃ و شرک ہین۔ تو صاف آپ کو
نتیجہ معلوم ہوگا کہ یہ کیسے مسلمان تھے۔ کیونکہ یہ واقعہ تین روز قبل رحلت رسول اللہ کا ہے۔
جب اوسوقت تک انکی یہی شان تھی کتازہ مسلمان کہلاتے تو اب کون زمانہ انکے تکمیل
اسلام کا آسکتا ہے۔ فی الواقع اہلسنت کے عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً عقل کی دلیل
اس سے بڑھکر کوئی نہین ہو سکتی کہ جسکے اسقدر واقعات ہون اور ایسے ایسے حالات کہ رسول
اللہ نقسیم شرعی اوسکے کفر و شرک کو ثابت کرین۔ وہ خود اپنے تازہ عہد بجاہلیت و شرک ہونیکا
اقرار کرے پھر وہ مومن دمومن و صدیق و فاروق کہا جاے تو اس سے بڑھکر کیا بے عقلی ہو سکتی ہے
کیونکہ جن لوگون نے اپنے کفر و شرک کو مخفی کر کے اسلام کا اظہار کیا وہ تو اپنے مقاصد دلی مین
کامیاب ہوے۔ خلافت ملی سلطنت پائی جو کچھ چاہا کیا۔ آپکو اوس سے کیا نفع ہو سکتا ہے جو
بمجواے ام جعلوا شرکاء خلقوا کخلقہ کے مصداق بن رہے ہین اور ان لوگونکو جنکا شرک
ایسا مخفی تھا کہ رسول اللہ اوسپر قسم کہا رہے ہین آپ شریک فی الرسالۃ بنا رہے ہین کہ
قائل ہین بغیر اونپر ایمان لائے۔ ایمان نہین ہو سکتا۔
اس حدیث قرطاس مین یہ بھی کہ عمر صاحب کے کہنے کے بعد فلما اکثرا اللغط جب آوازین بڑہ
گئین اور بہت اختلاف ہوا تو حضرت نے فرمایا ہمارے پاس سے دور ہو جاؤ ہمارے پاس جھگڑا
مناسب نہین۔ جس سے معلوم ہوا کہ عمر صاحب رسول اللہ کے آخر وقت تک آیہ یا ایہا
الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول
کجھر بعضکم لبعض تحبط اعمالھم وانتم لا تشعرون کی مخالفت کرتے رہے۔ پھر
بخاری کا یہ فقرہ کہ اوسکے بعد عمر صاحب ایسا آہستہ گفتگو کرتے کہ رسول اللہ کو سنائی نہی
نہ دیتا کیسا طبعزاد معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر اونمین ایمان ہوتا تو آج ایسی حرکت نہ کرتے۔
آپ اہلحدیث ہین اور اوسکے مدعی ہین کہ ہمارا عمل احادیث صحیحہ رسول اللہ پر ہے پھر ان احادیث
صحیحہ صریحہ کو چھوڑکر کیون اپنا ایمان برباد کر رہے ہین۔ دیکھیئے یہ لوگ جسطرح اپنے شرک کو
مخفی رکھکر ایمان ظاہر کرتے تھے۔ اوسی طرح خلافت مین بھی یہ کام کیا تھا کہ مسلمانونکو اس کا

وہ جو کہہ رہے ہیں یہ لوگ بحکم رسول اللہ خلیفہ ہوئے۔

نفس خلافت مین حیلہ دیکھئے شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین۔

قال محمد بن اسحق حدثنی محمد بن ابراهیم عن القاسم بن محمد ان رسول اللہ ص قال حین سمع تکبیر عمر رض فی الصلوٰۃ این ابوبکر یابی اللہ ذلك والمسلمون فلولا مقالہ قالها عمر عند وفاتہ لم یشك المسلمون ان رسول اللہ قد استخلف ابابکر ولکنہ قال عند وفاتہ ان استخلف فقد استخلف من هو خیر منی وان اترکهم فقد ترکهم من هو خیر منی فعرف الناس ان رسول اللہ ص لم یستخلف احدا فکان عمر رض غیر متهم علی ابی بکر رض صفحہ ۲۶۵

یعنی جب عمر صاحب کی آواز تکبیر رسول اللہ ص نے سنی تو فرمایا کہاں ہیں ابوبکر خدا اس سے انکار کرتا ہے اور مسلمان لوگ۔ پس اگر نہ ہوتا ایک مقولہ عمر صاحب کا جسکو کہا اونہوں نے اپنے وفات کے وقت۔ تو ہرگز مسلمانون کو اسمین شک نہ ہوتا کہ رسول اللہ نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا لیکن عمر نے اپنے وفات کے وقت کہہ دیا کہ اگر ہم خلیفہ کرین تو اوسنے بھی خلیفہ کیا ہے جو ہم سے بہتر تھا (ابوبکر) اور اگر چھوڑ دین خلیفہ کرنا تو اوسنے بھی چھوڑ دیا تہا جو ہمسے بہتر تھا (رسول اللہ) تب لوگونکو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ص نے کسیکو خلیفہ نہین بنایا تھا کیونکہ عمر دربارہ ابوبکر کسی طرح متہم نہ تھے۔

اس روایت سے آپکو کیا معلوم ہوا کہ ان خلفا نے اور ان صحابہ نے اسطرح کا جال پھیلایا تہا کہ اوس زمانہ کے مسلمان بھی جانتے تھے ابوبکر حکم رسول اللہ ص سے خلیفہ ہوئے ہین جب عمر نے یہ کہا کہ اوس شخص نے بھی خلیفہ بنانا چھوڑ دیا ہے جو ہمسے بہتر تہا تب جاکر مسلمانونکو معلوم ہوا کہ ابوبکر بحکم رسول نہین خلیفہ ہوئے تھے پھر ایسے دنیا پرستونکے پھندے مین آپ کیون پھنستے ہین۔

کیا غضب ہے کہ عمر صاحب اس صاف گوئی مین بھی پھندا لگائے جاتے ہین صاف صاف نہین کہتے کہ وہ کون شخص تہا جسنے خلیفہ نہین کیا۔ بلکہ گول لفظون مین فرماتے ہین وان اترکہ

فقد ترکہ من هو خير منی کہ اگر ہم ترک کرین تو اوس شخص نے بھی نہین خلیفہ مقرر کیا جو مجھسے بہتر تہا۔

مگر چونکہ اب مسلمانون کی کچھ عقل درست ہو چکی تھی اسلئے وہ سمجھے کہ یہ اشارہ رسول اللہ کی طرف ہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اب جو خلیفہ ہوا اوسکو خود انہین مسلمانون نے نہین بلکہ صحابہ نے قتل کر ڈالا کیونکہ اب تو اونکو معلوم ہی ہو چکا تہا خلیفہ بحکم رسول اللہ نہین مقرر ہوتا۔

بہرحال ہماری غرض تو اس سے ہے کہ جب رسول اللہ نے ابوبکر کے شرک کو بتکرار قسم شرعی ثابت کیا اور عمر سے بنص صریح فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ ظاہر ہون تو تم اونکی پیروی کرنے لگو۔ تو پہر کوئی مسلمان کیونکر انلوگون کے ایمان و اخلاص کا دعوی کر سکتا ہے۔

کیونکہ ایسا دعوی کرنا صریح مخالفت رسول اللہ ہے جس سے انسان داخل ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی ہوگا اسلئے کہ حضرت غیر مومن کو کبھی مومن کہہ سکتے تھے نہ غیر کافر و مشرک کو کافر و مشرک چہ جائیکہ اوسپر آپ قسم کہائین اور اوس شخص کو گالی دین مکلتات امات۔

ظن و وہم رسول کا مطابق واقع ہونا ناظرین فن حدیث کو معلوم ہی کہ اگر حضرت نے کسی کی نسبت یرحمک اللہ فرمایا ہے یا یرحمہ اللہ تو صحابہ نے فوراً سمجھ لیا ہی کہ یہ شخص اب مارا جائیگا حالانکہ یہ کلمہ دعائیہ ہے جو ہر شخص کے لئے ہر وقت مین کہا جاتا ہے۔ اور رحمت خدا کا تعلق صرف بعد موت ہی نہین ہوتا بلکہ حالت حیات مین بھی رحم ہوتا ہے مگر جب حضرت کے زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری ہوا تو فوراً صحابہ نے سمجھا کہ اب اسکے شہادت کا وقت آگیا چنانچہ قصہ خیبر مین ہے کہ آنحضرت پرسید این کیست کہ شتر انرا میراند و حدی میخواند گفتند عامر بن الاکوع است فرمود یرحمہ اللہ و در روایتی غفر لک ربک نیس گفت مردے از قوم و در روایتے آمدہ گفت عمر بن الخطاب واجب شد برائے وے شہادت یا رسول اللہ چرا نہ گذاشتی او را کہ چندگاہ بہرہ مند میشدیم ما بوے و زندگانی میکرد دے درمیان ما۔ مدارج النبوۃ صـ ۲۹۱

دیکھئے حضرت نے یہاں کیا کہا ہے پوچھا یہ کون شخص ہے جو اونٹونکو ہنکا رہا ہے لوگوں نے کہا عامر بن الاکوع حضرت نے فرمایا یرحمہ اللہ خدا بخشے اسمیں کون سی خبر موت ہے کونسی خبر شہادت۔ مگر صحابہ یہ سمجھ گئے کہ اب اسکے شہادت کا وقت آگیا ضرور مارا جائیگا کیونکہ حضرت نے یرحمہ اللہ فرمایا ہے۔

مگر حضرات اہلسنت کسی طرح رسول اللہ کے اس فرمانے سے ثکلتک امتی ابا بکر الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل یہ نہیں سمجھتے کہ حضرت ان کے شرک کی خبر دے رہے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں والذی نفسی بیدہ الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل۔ مگر اہلحدیث لکھتے ہیں ابوبکر مومن تھے صدیق تھے۔ اس مخالفت خدا اور رسول کا کیا علاج ہے قصۂ جنگ بدر میں ہے کہ چون آنحضرت صفوف اصحاب خود را راست می کرد چوبے در دست داشت بر سواد بن عزیہ کہ صحابی بود خوش طبع خوش فہم گذشت ووے از صف پیش آمدہ بود حضرت آن چوب را بر سینہ وے زد و فرمود استو یا سواد دلیر شو راست اے سواد گفت یا رسول اللہ ضربے موجع بر من زدی و خدائے تعالیٰ ترا بحق فرستادہ بعدالت و انصاف بدست تست مرا قصاص دہ رسول خدا خود را از سینہ مبارک خویش دور گردانید و فرمود قصاص بگیر سواد فی الحال روے خود را بر سینہ مبارک آنحضرت نہاد و بر آن بوسہ داد حضرت فرمود چرا چنین کردی گفت یا رسول اللہ این آخر وقت من است و ہمین ساعت کشتہ می شوم خواستم کہ در آخر عمر بدن من بیدن مبارک تو برسد انتہی

دیکھئے یہ ہے نور ایمان کہ بات معمولی ہے مگر چونکہ حضرت نے تیر سے اشارہ کیا تھا وہ سمجھ گیا کہ اب وقت شہادت آگیا۔ مگر اہلحدیث والذی نفسی بیدہ الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل لکھنے سے بھی ابوبکر صاحب کے شرک کے نہیں قائل ہوتے۔

اللہ اللہ حضرت کا فرمان جو بطور کسی احتمال کے بھی ہوتا دوسروں کے نزدیک ایسا یقینی سمجھا جاتا کہ پھر اونکو کسی طرح کا وقوع میں تردد ہی نہیں رہتا۔ مگر اہلحدیث ایسی صریح حدیثونکو دیکھکر بھی نہیں ایمان لاتے چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوۃ

مین لکھتے ہین کہ حضرت نے زید کو امیر لشکر کیا اور فرمایا اگر زید مارے جائین تو جعفر طیار
امیر لشکر ہون اور اگر وہ بھی مارے جائین تو عبد اللہ بن رواحہ آوردہ اند کہ مردے از یہود
مجلس شریف حاضر بود گفت یا ابا القاسم اگر تو در دعوی نبوت صادق ہر کرا نام بامارت
بردی باید کشتہ گردد زیرا کہ انبیاء بنی اسرائیل چون لشکری باعداے فرستادا اگر صد
کس را بدین نہج بامارت تعبیر نمودند ہم بقتل می رسیدند بعدہ آن یہودی بزید گفت ای
زید من با تو عہد میکنم کہ اگر محمد پیغمبر است تو ازین سفر مراجعت نخواہی نمود زید گفت
من خبر میدہم کہ او پیغمبر راست گفتار نیکو کردار است ظاہر است کہ این سخن از ان حضرت
در حکم اخبار بغیب بود تردید بکلمہ شک بحیثیت احتیاط و عدم اظہار آن خبر بود صفحہ ۳۳۲
پس حیف ہے اون مسلمانون پر جنہون نے اپنے دین مین ہزارون باتین یہودکی داخل
کین مگر اسمین اونکی تقلید نہ کی کہ جسطرح وہ حضرت کو نبی صادق مانتے تھے یہ بھی مانتے۔
جسکی وجہہ صرف یہی ہے کہ وہ لوگ صاحب حکومت ہوکے مالک خلافت بنے کسی طرح نہ اونکے
کفر و نفاق کے قائل ہوتے ہین نہ شرک کے۔

آیئے آیا قرآن مین نہین پڑہا ہے سورہ بقر مین ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ
الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ وہو الد الخصام واذا تولی سعی فی
الارض لیفسد فیہا ویہلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد و
اذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم ولبئس المہاد
ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف
بالعباد۔ اور بعض لوگون سے وہ شخص ہے کہ خوش لگتی ہے تجھکو بات اوسکی بیچ زندگانی
دنیا کے اور گواہ کرتا ہے اللہ کو اوپر اوس چیز کے کہ بیچ دل اسکے ہے اور بہت جھگڑالو
اور جب حاکم ہوتا ہے کوشش کرتا ہے بیچ زمین کے تو کہ فساد کرے بیچ اسکے اور ہلاک
کرے کھیتی کو اور جانورون کو اور اللہ نہین دوست رکھتا فساد کرنا اور جب کہا جاتا
ہے واسطے اسکے ڈر اللہ سے پکڑتی ہے اوسکو عزت گناہ کی پس کفایت ہے اوسکو
دوزخ اور البتہ برا ہے بچھونا اور بعض لوگون سے وہ ہے کہ بیچتا ہے جان اپنی کو واسطے

چاہنے رضامندی اللہ کے اور اللہ شفقت کرنیوالا ہے ساتھ بندونکے۔ ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب

اس آیہ اگر غور کیجئے تو آپکو معلوم ہو کون شخص مراد ہے کیونکہ من الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا ایسے صریح الفاظ ہین جس سے غیر صحابی مراد ہو نہین سکتا۔ کیونکہ خدا کہتا ہے بعض اونہون سے وہ شخص ہے جسکی بات تجھے بھلی معلوم ہوتی ہے۔ تو یہ صفت اونہین لوگون کی ہو سکتی ہے جو حضرت کے سامنے تھے آپکی خدمت مین حاضر رہا کرتے خواہ وہ مومن ہو یا منافق۔[1]

پھر دوسری آیت واذا تولی سعی فی الارض کہ جب حاکم ہو تو کوشش کرے فساد فی الارض مین نے بتا دیا کہ اوس شخص کو حکومت بھی ضرور ملیگی کیونکہ خداوند عالم کی خبر ہے جسمین تخلف محال ہے:

اب آپ ہی غور کیجئے کہ صحابہ مین کتنے لوگ خلیفہ ہوئے ہین اونہین مین سے کسیکو اس آیہ کا مصداق ہونا چاہئے۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علیؑ۔ حسنؑ۔ معویہ۔ مروان۔ ابن الزبیر۔ یہی سات آدمی صحابہ سے خلیفہ ہوئے ہین جنمین معویہ تو اسوجہ سے نہین آسکتا کہ وہ اوس زمانہ مین اسلام ہی نہین لایا تھا۔ ابن الزبیر شاید پیدا ہی نہوے تھے۔ اسیطرح مروان بھی کیونکہ یہ سورہ بقرہ کا آیہ ہے اور سورہ بقرہ قریب جنگ بدر نازل ہوا جسکے بعد جناب امیرؑ کا جناب سیدہ سے عقد ہوا اور اوسکے بعد امام حسنؑ پیدا ہوے۔ لہذا یہ لوگ تو نکل گئے صرف خلفاء اربعہ باقی رہے۔ اون مین سے جناب امیرؑ نہین مراد ہو سکتے کیونکہ باتفاق فریقین جناب امیرؑ کی شان مین آخری آیہ ومن الناس من یشری نفسہ نازل ہوا تو اب بجز خلفائے ثلثہ کون مراد ہو سکتا ہے؟

اور چونکہ خلیفہ دوم وسوم کی خلافت فرع خلافت اول ہے اور نیز وہ لوگ اپنی حسن و رائے سے اس قابل نہ تھے کہ اونکی تقریر حضرت کو خوش آیند معلوم ہو لہذا صرف خلیفہ ہی باقی رہے چنانچہ اول کا مقابلہ آخر آیہ ومن الناس من یشری نفسہ سے بھی ظاہر ہے اگر آپ کوئی زندہ مثال اسکی دیکھنا چاہتے ہین کہ ابوبکر صاحب آیہ ومن الناس من

---

[1] اس آیہ کی پوری تفسیر اصلاح ۱۳۱۲ھ جلد ۱۱ مین نہایت بسط سے مرقوم ہے۔ علی حیدر

یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا کی کیونکر تصدیق کرتے تھے تو اس واقعہ کو زاد المعاد ابن القیم ملاحظہ فرمایئے۔ کہ بعد معاودت حضرت فتح مکہ سے جب فتنہ ثقیف کا غدر آیا ہے۔ فلقوا بہا المغیرہ بن شعبہ یبشر رسول اللہ بقدومہم علیہ فلقیہ ابوبکر فقال اقسمت باللہ علیک لا تسبقنی الی رسول اللہ حتی اکون انا احدثہ ففعل فدخل ابوبکر علی رسول اللہ فاخبرہ بقدومہم علیہ

صفحہ ۳۴ جلد

تو سب سے پہلے مغیرہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ دوڑا کہ رسول اللہ کو یہ خوشخبری سنائین راہ مین ابوبکر مل گئے اونہوں نے جو سنا تو مغیرہ کو قسم دیا کہ تمہین واللہ تم نہ جاؤ ہم یہ خوشخبری سنائینگے مغیرہ مان گیا ابوبکر دوڑے ہوئے گئے اور حضرت کو یہ خوشخبری جاکر سنائی کہئے اسمین کونسی کرامات تھی۔ انکی اسمین کس قسم کی مداخلت تھی کیا کارگذاری کی تھی جو خوشخبری سنانے چلے۔ وہ لوگ آتے تھے خود مغیرہ نے دیکھ لیا تہا تو وہ جو یہ خوشخبری سنانے چلا تو ایک بات تھی کیونکہ مغیرہ محض ایک معمولی شخص تہا اوسکو یہی غنیمت ملا کہ چلو اس ذریعہ سے حضرت کو خوش کر دین۔ ابوبکر صاحب تو بڑے پایہ کے آدمی تھے۔ اونکو یہ کب مناسب تہا کہ ایسی خفیف حرکت کرین جو کم رتبہ آدمیونکا کام تہا۔ مگر نہین اس واقعہ سے معلوم ہوا وہ اسی حیثیت کے کام کرتے تھے اور ایسی ایسی باتون سے حضرت کو خوشنود کیا چاہتے جسپر خدا فرماتا ہے ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا۔ کیا آپ گمان کر سکتے ہین کہ حضرت انکے اس خوشامدانہ افعال سے راضی ہونگے اور اون کی اون بیوفائیونکو بھول جائینگے جو جنگ احد وحنین مین یہ لوگ کر چکے تھے کہ حضرت کو تنہا چھوڑکر بہاگ گئے۔ لاواللہ مگر حضرت تو مصداق انک لعلی خلق عظیم تھے۔ ان باتون کی آپ کو پروا کب تھی بلکہ اس سے اور بہی حضرت کو تنفر ہوا ہوگا کہ سمجہا ہوگا یہ ایسے کم معرفت ہین کہ اپنے اس خوشخبری دینے کو ہمارے علم کا ذریعہ جانتے ہین۔ اور انکو یہ نہین معلوم کہ خدا خود ان امور کی بشارت دیا کرتا ہے۔ اسیوجہ تو سورہ تحریم مین خدا فرماتا ہے کہ جب حضرت نے ایک راز کی بات اپنی بعض ازواج سے کہا اور اوس نے اوس راز کو فاش کر دیا اور

حضرت نے اوس سے پوچھا تو اوسنے خود سوال کیا من انباک ہذا قال انبئنی العلیم الخبیر کہ آپسے کسنے کہا تو حضرت نے فرمایا ہمکو تو خدائے علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔ دیکھ لیجئے صحیح بخاری مین وہ زوجہ حضرت کی حفصہ تہین جنہون نے آپکا راز فاش کیا۔

دیکھئے اسی مضمون کو خداوند عالم سورہ محمدؐ مین فرماتا ہے۔ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ فاصمہم واعمی ابصارہم افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا ان الذین ارتدوا علی ادبارہم من بعد ما تبین لہم الہدی الشیطان سول لہم واملی لہم ذلک بانہم قالوا للذین کرہوا ما نزل اللہ سنطیعکم فی بعض الامر واللہ یعلم اسرارہم فکیف اذا توفتہم الملئکۃ یضربون وجوہہم وادبارہم ذلک بانہم اتبعوا ما اسخط اللہ وکرہوا رضوانہ فاحبط اعمالہم ام حسب الذین فی قلوبہم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانہم ولو نشاء لارینکہم فلعرفتہم بسیمہم ولتعرفنہم فی لحن القول واللہ یعلم اعمالکم۔ ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم۔

یعنی پس کیا قریب ہے یہ کہ تملوگ اگر حاکم ہو تو فساد کرو زمین مین۔ اور قطع رحم کرو۔ یہی لوگ ہین جنپر خدا نے لعنت کی ہے اور اونکے کانون کو بہرا اور آنکھون کو اندھا کر دیا ہے۔ تو کیا یہ لوگ قرآن مین نہین غور کرتے یا اونکے دلونپر قفل لگ رہے ہین۔ تحقیق جو لوگ پیچھے پھرے اپنی پشت کی طرف (مرتد ہوئے) بعد اسکے کہ ظاہر ہوئی اونکو ہدایت شیطان نے زینت دیا اونکے لئے اور امیدوار بنایا اونکو۔ یہ اس لئے کہ کہا اون لوگون نے اونسے کہ کراہت کی اوس چیز سے کہ نازل کیا خدا نے کہ ہم بعض امور مین تمہاری اطاعت کرینگے۔ اور خدا جانتا ہے اونکے پوشیدہ رازون کو۔ پس کیونکر ہوگا جسوقت فرشتے اون کی جان نکالینگے اور اونکے مونہہ اور پیٹھ پر مارینگے۔ یہ اسلئے کہ انہون نے پیروی اوسکی کی جو غضبناک کرتا ہے خدا کو۔ اور کراہت کی اوسکی خوشنودی سے اوسکے

رضوان سے۔ پس حبط کر دیا خدا نے اونکے اعمال کو کیا گمان کرتے ہین وہ لوگ جن کے دلون مین مرض ہے کہ نہ نکالیگا خدا اونکے کینون کو اور ہم اگر چاہین تو تمکو دکھا دین اونلوگون کو۔ پس تم ضرور پہچان لیتے اونکے چہرونسے اور ضرور پہچان لوگے تم اونکے انداز گفتگو سے اور خدا جانتا ہے تمہارے اعمال کو اور ہم ضرور تملوگون کو آزمائینگے تاکہ معلوم کرین اونلوگون کو جو تم مین جہاد کرنیوالے اور صبر کرنے والے ہین اور آزمائش کرین تمہارے حالات کی۔

دیکھیے اور بغور پڑھیے کہ خدا ان آیات مین بھی اونہین آیات کی تشریح کی ہے۔ یا تہین جو سورہ بقرہ مین فرمایا تھا۔ جس سے اون لوگون کا حکومت و خلافت پانا بھی بدیہی طور پر معلوم ہوا۔ پھر اونکے اعمال کا حبط ہونا اور مورد لعن ہونا۔ کیا آپلوگون کا استدلال یہی نہین ہے کہ ان لوگون نے خلافت اچھی طرح کی فتوحات بہت ہوئی اسلام کو ترقی ہوئی پھر خدا کس بات کی مذمت کرتا ہے۔ اسی کی تا کہ یہ خلافت پاکر فساد کرینگے قطع رحم کرینگے۔ انہین پر ہے لعنت خدا کی۔ کیا تم قرآن پر غور نہین کرتے۔ آخر قرآن پر کیونکر غور کیا جائے۔ نام ڈھونڈھا جائے تو کوئی نام نہین ملتا۔ پھر بجز اسکی کہ ہم آیات واحادیث کو ملائین اور واقعات سے تطبیق دین۔ یہی غور کرنا ہے جس سے کل حالات معلوم ہوجاتے ہین۔ کیونکہ مطلب قریب قریب وہی ہے جو سورہ بقرہ سے پہلے مذکور ہوا۔ ان یحبط اعمالھم اسمین بھی وہی جو خلیفہ اول و دوم کی بدتہذیبی پر آیہ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم مین ہے پھر اون کے مصداق بلا شبہ مین کیا عذر ہے۔

ان آیتونکو پڑھیے اور غور فرمایئے پھر اسکو دیکھئے کہ حضرت نے کس وقت مین اسکی تلاوت فرمائی ہے مدارج النبوۃ مین ہے آوردہ اند کہ چون انصار دیدند کہ مرض آنحضرت روز بروز زیادہ میگردد درخانہائے خویش صبر و آرام نداشتند و حیران و سراسیمہ گرد مسجد نبوی می گشتند و می گفتند کہ می ترسم کہ آنحضرت از دنیا نقل کند و شنیدہ ایم کہ بعد از وے حال ما چہ شود و کیفیت حال ایشان بعرض سید عالم رسید برخواست و دستے

بر دوش علیؑ و دستے بر دوش فضل انداخت و پائے مبارک در زمین می کشید و عباس پیش آنحضرت میرفت تا بمسجد تشریف آورده و بر پایہ اول از منبر نشست و عصابہ بر سر مبارک بست پس مردم بر وے جمع شدند و بعد از حمد و ثنا خداوند تعالی فرمود ای گروه مردم بمن رسیده کہ شما از موت من می ترسید گویا منکر موت اید و بچہ جہت انکار موت پیغمبر خدا می نمائید شما را خبر کرده اند مرگ من و مرگ شما و فرمود انک میت و انہم میتون و فرمود ہیچ پیغمبر در میان قوم خود جاوید نماند تا من در میان شما جاوید بمانم بدانید و آگاه باشید کہ بازگشت من و شما ہم بخداوند است۔ وصیت میکنم با مہاجرین اولین نیکی بجائے آرید و وصیت می کنم مہاجرین را کہ با یکدیگر نیکی کنید و پس خواند سوره والعصر را تا آخر و این آیہ بخواند فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم آیہ اشارت است بانچہ ملوک امراء مروانیہ و عباسیہ با اہل بیت نبوت کرده اند از جفاو ستم صـ ۱۸ جلد ۲

دیکھئے وہی آیہ ہے جسکی حضرت نے اسوقت تلاوت فرمائی ہے جو وقت وصیت تھا اور اسکے بعد پھر حضرت کو مسجد میں آنا نہیں نصیب ہوا۔ توکیا حضرت نے اس آیہ کی تلاوت بیوجہ کی تھی۔ کیا وہ سب واقعات حضرت کے سامنے نہ تھے جو آپکی رحلت کے بعد فورا پیش آنے والے تھے۔

شیخ صاحب نے اتنا تو کیا کہ اس آیہ کو اون جفا و ستم سے متعلق کیا جو اہلبیت طاہرینؑ پر بہاتھ خلفائے بنی مروان و عباس میں ہوئے مگر افسوس اون ظلموں کو کہاں چھپا دیا جو حضرت کی رحلت کے بعد فوراً ہوئے۔ کیا ملوک مروانی و عباسی میں کوئی صحابی بھی تھا جو خلیفہ ہوا۔ یہاں تو فہل عسیتم ہے کہ تم لوگوں سے کوئی حاکم ہو۔

یہاں آپکو حیرت ہوگی کہ رحلت رسولؐ کا وقت ہے۔ آپ مریض ہیں طاقت نشست و برخواست نہیں ہے۔ گھر سے دو آدمی کے سہارہ پر مسجد میں تشریف لائے ہیں۔ مگر نہ یار غار ہیں نہ عمر فاروق۔ بلکہ یا حضرت علی ہیں یا حضرت عباس یا آپکے فرزند فضل بن عباس جو سہارا دیکر لائے ہیں۔ اور وہ لوگ کوئی نہیں جنکی عدہ

شکو صفت بیان کی جاتی ہے۔

ہان اگر آپکو اس تلاش ہو تو اوسی مدارج النبوۃ مین دیکھ لیجئے کہ ابوبکر صاحب نماز پڑھا رہے ہین اونہین کی آواز سنکر حضرت اسطرح باہر تشریف لائے جسکی حالت ابھی ملاحظہ کی۔ اسکے بعد کیا ہوا چون از نماز فارغ شد گفت ابوبکر یا رسول اللہ می بینم ترا کہ صبح کردہ بہ نعمت خدا و فضل وے چنانچہ می خواہیم و دوست میدارم پس رخصت شد ابوبکر و بسوئے خانہ خود رفت کہ در سنح بود بضم سین مہملہ و سکون نون و خاء معجمہ در جانب عالیہ مدینہ مطہرہ دیکھا آپنے اس چال کو کہ ادہر حضرت نماز سے خارج ہوئے اور انہون نے بمصداق و من الناس من یعجبک قولہ فی الحیوۃ الدنیا و یشہد اللہ علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام حضرت سے کہا آج تو آپکا مزاج ماشاء اللہ بحال اور خوش ہے یہ کہکر رخصت ہوئے اور گھر تشریف لیگئے جو مدینہ سے دو فرسخ یعنی یا دو میل پر واقع تھا۔

سمجھا آپنے اسکے مطلب کو سمجھ گئے تھے کہ نماز تو ہمنے حضرت کے بلا حکم پڑھا ہی ہے کہین ایسا نہ ہو کوئی ایسا کلمہ ارشاد ہو جس سے ہمارے کفر و نفاق کا پردہ فاش ہو لہذا یہ کہکر کہ آج تو آپ ماشاء اللہ بحال ہین چلتے ہوئے کہ نہ رہینگے نہ سنینگے۔

کیا کسی مسلمان کی نسبت یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ رسول اللہ کو اس حالت مین گھر سے باہر آتے دیکھے اور پھر آپکو یونہی چھوڑکر اپنے گھر چلا جائے۔ حالانکہ سبکو یقین تھا کہ اب حضرت دو ہی ایکروز کے مہمان ہین۔

حضرت کا کام اتمام حجت تھا وہ پہلے بھی کیا۔ اور اب بھی آیہ فہل عسیتم پڑھکر سنا دیا کہ تم حکومت پر تو ضرور قائز ہوگے۔ مگر مصداق اس آیہ کے ہوگے۔

آپ اسکا خیال کرین کہ ان آیات سورہ محمد مین فاولئک الذین لعنہم اللہ مذکور ہے تو رسول اللہ نے کہان انپر صریحی لعنت کی ہے۔ کیونکہ لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ کا قصہ تمام عالم کو معلوم ہے جسمین شیخین یقیناً داخل تھے۔

اسلئے حضرت نے جب آپکے مرض کی ابتدا ہوئی ہے اوسیوقت فرما دیا تھا چنانچہ موطا سے امام مالک مین ہے ان رسول اللہ قال لشہداء احد ھولاء اشہد علیہم فقال

ابوبکر الصدیق الستا یا رسول اللہ باخوانہم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا کما جاھدوا فقال رسول اللہ بلی ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی فبکی ابوبکر الصدیق ثم بکی ثم قال انا لکائنون بعدک - جسکا ترجمہ - ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق دہلوی مین یہ ہے - ایضاً خبر مین آیا ہے کہ حضرت نے مصعب بن عمیر کی لاش پر کہڑے ہو کر آیہ کریمہ من المومنین رجال صدقوا اللہ پڑہی اور یہ دعا اللھم ان عبدک ونبیک یشھد ان ھولاء شھداء پڑہکر فرمایا کہ آج شہدائے احد پر سلام پڑہو کہ جب تک آسمان و زمین قایم ہے جو شخص اونپر سلام کریگا وہ سلکو جواب دینگے پھر اور جگہ دوسرے شہدا پر کہڑے ہوکر فرمایا کہ یہ میرے اصحاب ہین انپر قیامت کے دن گواہی دونگا حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم آپکے اصحاب نہین ہین فرمایا کیون نہین لیکن مین نہین جانتا کہ تم بعد میرے کیا کرد گے اور یہ لوگ میرے سامنے اچھی طرح دنیا سے گذر گئے -

اس حدیث کو جو حضرت نے اپنے مرض کے قبل ابوبکر صاحب سے فرمایا تہا اور پھر اوس آیہ کو جو آخری تشریف آوری مسجد کے وقت فرمایا تہا ملاحظہ کو خود معلوم ہو جائے یہ ابوبکر صاحب کیسے تھے -

بحث امامت و معاد

مسلمانون کے اصول دین پانچ ہین - توحید - عدل - نبوت - امامت - معاد - اہلسنت نے عدل کو اصول دین سے بالکل خارج کردیا یعنی خدا کا عادل ہونا اصول دین مین نہین ہے - توحید - رسالت کے متعلق خیالات اہلحدیث پہلے مذکور ہو چکے کہ خدا کو ہاتھ پیر آنکھ کان والا جانتے ہین رسول کی عصمت و ولایت شفاعت سے انکار زیارت قبر رسول حرام تعظیم قبر نبی شرک اب امامت کے متعلق سنئے جناب مولوی وحید الزمان صاحب ہدیۃ المہدی مین لکھتے ہین

اھل الحدیث یتبرؤن من دواب الروافض الذین یبغضون ویسبون ولکن اللہ یتبرون من طریق الخوارج

یعنی اہلحدیث تبرا کرتے ہین طریقہ روافض سے جو دشمنی رکہتے ہین صحابہ سے اور برا کہتے ہین اونکو اور اسی طرح سے اہلحدیث

والنواصب الذين يبغضون
اهل البيت والائمة الاطهار
فطريقهم هي الطريقة المثلى والجادة
الفضلى هم سلم لمن سالم اهل البيت
وحرب لمن حاربهم ولو جرى
الحرب بين سيدنا علي وبين معاوية
في عصرنا لكنا مع علي بعده مع
امامنا الحسن بن علي ثم بعده
مع امامنا الحسين بن علي ثم بعده
مع امامنا علي بن الحسين ثم
بعده مع امامنا الباقر ثم بعده
مع امامنا جعفر بن محمد الصادق
ثم بعده مع امامنا موسى بن جعفر
ثم بعده مع امامنا علي بن موسى
الرضا ثم بعده مع امامنا محمد
بن علي الجواد ثم بعده مع
امامنا علي بن محمد الهادي النقي ثم
بعده مع امامنا حسن بن علي
العسكري النقي ثم ان يقينا
ان شاء الله نكون مع امامنا
السيد محمد بن عبد الله المهدي
الفاطمي المنتظر هولاء الائمة
الاثنا عشر هم الامراء في الحقيقة

تبرا کرتے ہیں طریقہ خوارج و نواصب سے
جو بغض رکھتے ہیں اہل بیت اور آئمہ اطہار
سے پس طریقہ اونکا یہی طریقہ مثلی اور
جادہ بہتر ہے۔ یہ لوگ دوست ہیں اونکے
جو دوست رکھتے ہیں اہلبیت کو اور دشمن
ہیں اونکے جو دشمن اہلبیت ہیں اگر ہوتی
لڑائی درمیان حضرت علیؑ اور معاویہ کے
تو ہوتے اہلحدیث ساتھ حضرت علی علیہ السلام
کے پھر امام حسن علیہ السلام کے پھر امام حسین
علیہ السلام کے پھر امام زین العابدین
علیہ السلام پھر امام محمد باقر علیہ السلام پھر
امام جعفر صادق علیہ السلام پھر امام موسیٰ
کاظم علیہ السلام پھر امام علی بن موسیٰ الرضا
علیہ السلام پھر امام محمد تقی علیہ السلام پھر
امام علی نقی علیہ السلام پھر امام حسن عسکری
علیہ السلام پھر امام مہدی آخر الزمان علیہ
السلام کے ساتھ۔ یہی بارہو امام ہمارے
امام ہیں یہی لوگ امرا ہیں حقیقت میں
منتہی ہوئی اون کی طرف خلافت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اور ریاست دین متین کی یہی لوگ
آفتاب آسمان و یقین ہیں لیکن ان
بنی امیہ و بنی عباس پس وہ سب ائمہ

استہت الیہم خلافۃ سید المرسلین
وریاسۃ الدین المتین فہم
شموس سماء الایمان والیقین
واما ملوک بنی امیۃ والعباسیا
فلم یکونوا ائمۃ الدین بل
اکثرہم کانوا لصوصا متغلبین
سفکوا دماء المسلمین وملاؤا
الارض جورا وظلما وعدوانا
کما ملاءت فی عہد النبی و
خلفاءہ الراشدین عدلا
ونورا واما انا اللہم احشرنا
مع ہولاء الائمۃ الاثنا عشر و
ثبتنا علی حبہم الی یوم الحشر ص ۱۰۱

دین نہ تھے۔
بلکہ اکثر اون نے چور تھے جنہون نے غلبہ
حاصل کیا اور مسلمانون کا ناحق خون
بہایا اور بھر دیا زمین کو ظلم و جور سے
جیسا کہ عہد رسول ؐ اور خلفاء راشدین
مین بہری تھی عدل و انصاف سے
خداوندا ہمکو حشر کرنا ائمہ اثنا عشر علیہم
الصلوۃ والسلام کے ساتھ اور ثابت
رکھ ہمکو روز قیامت تک اونکی محبت
پر۔ تمام ہوا ترجمہ ہدیۃ المہدی
اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے
کہ عقیدہ اہلحدیث یہی ہے کہ وہ شیعونکے
بارہ اماموں کو اپنا امام جانتے ہین پھر نہ معلوم
اون حضرات سے عداوت کیون کی جاتی ہے جو اونکے ہر قول و فعل پر اعتراض ہے
اونکی عزاداری کو شرک و بدعت قرار دیتے ہین۔

مصنف نے جو طریقہ روافض سے تبرا کیا تو ہمکو اسکی شکایت نہین مگر یہ الزام بالکل غلط دیا
کہ ہم صحابہ سے بغض رکھتے ہین حالانکہ ہم صحابہ رسول کو اکمل اولیاء افضل عرفاء مانتے ہین
باستثناء اون منافقین کے جنہون نے بلا حکم خدا و رسول خلافت پر قبضہ کیا اور اہلبیت
رسول ؐ کو تکلیف و ایذا دیا اور شریعت رسول کو بدل دیا کہ اون لوگون پر لعنت کرتے
ہین اور مصداق ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا
والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا والذین یؤذون المومنین والمومنات
بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا۔ سمجھتے ہین جس مین کسی مسلمان
کو عذر نہوگا۔

پھر لکھتے ہین فالمقلدۃ ترکوا عترت الرسول وسنتہ وتمسکوا بابی حنیفہ والشافعی ومالک وجعلوھم کالانبیاء معصومین عن الخطاء صفحہ ۱۰۱

یعنی مقلدین نے چھوڑ دیا عترت رسولؐ اور سنت رسولؐ کو اور تمسک کیا ساتھہ ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک کے اور بنایا الوگون کو مانند نبی کے معصوم خطا سے

بحث معاد مسلمانون کو معلوم ہے کہ اسلام کا بڑا زور توحید اور معاد پر ہے کسی مذہب مین اندونون سے اتنی بحث نہین ہوئی جیسا اسلام نے اسپر زور دیا مگر اہلسنت نے اس معاد کو بالکل بے حقیقت کر دیا جب اسکے قائل ہوئے کہ مسلمان کے کل فرقے بخشے جاینگے کیونکہ اس اعتقاد کے ساتہہ ظالم اپنے ظلم سے کیونکر پرہیز کرے

اہلحدیث نے تو اور بھی قیامت کیا کہ خود جہنم ہی ہمیشہ نرہے گی تو پھر کافر یا گناہ گار پر کیونکر عذاب ہوگا۔ حدیۃ المہدی مین ہے وفیہ قول شاذ منسوب الی شیخنا ابن تیمیہ ان النار تفنی بعد امد لا یعلمہ الا اللہ ونقل ھذا عن عمر و ابن مسعود وابی ھریرۃ وابی سعید وابن عباس والیہ ذھب الحسن البصری وحماد بن سلمۃ وبہ قال الوالبی وجماعۃ من المفسرین وانا اظن ان نسبۃ ھذا القول الی شیخنا ابن تیمیہ لیست لصحۃ وفی کلام تلمیذہ ابن القیم دلالۃ علی ان تعذیب اھل النار لا یدوم عندہ والیہ مال شیخ ابن عربی والخواجہ محمد ناصر وکثیر من الصوفیہ

یعنی ہمارے شیخ ابن تیمیہ کہتے ہین کہ آتش جہنم خود ایک مدت کے فنا ہو جائیگی۔ مگر اوس مدت کو خدا جانتا ہے۔ یہی قول منقول ہے عمر۔ ابن مسعود۔ ابوہریرہ۔ ابو سعید ابن عباس (یہ سب صحابہ ہین) اسیطرف گئے ہین حسن بصری۔ حماد بن سلمہ (تابعین سے) اور اسیکے ساتہہ قائل ہین والبی اور ایک جماعت مفسرین۔

مگر ہم گمان کرتے ہین کہ اس قول کی نسبت ابن تیمیہ کی طرف افترا ہے اگرچہ اونکے شاگرد ابن القیم کا کلام بھی دلالت کرتا ہے کہ اہل جہنم پر ہمیشہ عذاب نہین رہیگا شیخ

ابن عربی و خواجہ محمد ناصر اور بہت سے صوفیہ اسکے قائل ہیں۔

دیکھیے یہ ہے عقیدہ اہلحدیث جو اسکے قائل ہین کہ جہنم ہمیشہ نہیں رہیگی بلکہ ایک مدت کے بعد فنا ہوگی۔ مولوی صاحب اسکے جواب یون لکھتے ہین و لنا قوله تعالى لا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينظرون۔ وقوله تعالى كلما ارادوا ان يخرجوا منها اعيدوا فيها وقيل لهم ذوقوا عذاب النار التى كنتم بها تكذبون وقوله تعالى كلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غيرها ليذوقوا العذاب وقوله تعالى زدناهم عذابا فوق العذاب وقوله تعالى لا يفتر عنهم وهم فيه مبلسون والاحاديث الصحيحة المتواترة المشعرة بان اهل النار مخلدون فيها ودوام التعذيب على المعصية الكبرى والبغى العظيم على المالك ولو صدرت فى ان واحد ليس بجور فان اهل القانون يحبسون الرجل مدة عمره اذا قتل مع انه يتم فى ان واحد صـ

کہ ہماری دلیل اس مذہب کے بطلان مین یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے نہین تخفیف کیا جائیگا اونکے عذاب مین اور نہ نظر کی جائیگی اور خدا فرماتا ہے جسوقت وہ ارادہ کرینگے کہ نکلین جہنم سے پہر دیئے جائینگے اوسمین اور کہا جائیگا اونسے کہ چکھو عذاب نار کو جسکی تم تکذیب کرتے تھے۔ اور خدا فرماتا ہے جسوقت پک جائیگا چمڑا اونکا ہم بدلینگے دوسرا چمڑا تاکہ چکھین عذاب کو۔ اور خدا فرماتا ہے زیادہ کیا ہمنے اونپر عذاب کو ایک عذاب کے اوپر او خدا فرماتا ہے نہ سست ہوگا اونپر اور وہ ہمیشہ اوسمین چھپے رہینگے۔

اور بہت سی احادیث متواترہ مشہورہ ہین اس مادہ مین کہ عذاب جہنم ہمیشہ رہیگا اور جنپر عذاب ہوگا وہ ہمیشہ اوسمین رہینگے۔ اور عذاب دائمی اونکی بڑی معصیت پر اگرچہ آن واحد مین وہ معصیت ہو ظلم نہیں ہے کیونکہ اہل قانون صرف قتل کی عوض مین مدة العمر حبس کرتے ہین حالانکہ قتل اونسے ایک ہی آن مین کیا

اس تحقیقات سے آپکو اسقدر تو بالیقین معلوم ہوگا کہ ابن تیمیہ نے اتنے آیات کے خلاف اور احادیث متواترہ مشہورہ کے برعکس یہ عقیدہ اپنا قائم کیا کہ جہنم ہمیشہ نہیں رہیگا حالانکہ اگر معمولی عقل سے بھی کام لیا جائے تو معلوم ہو کہ اگر کسی شخص کو ایسی سزا سے خوف دلائی جائے جو ناکافی اور غیر دائمی ہو تو اوسکا کیا اثر ہوگا حالانکہ کافی سزا سے بھی عبرت نہیں لیتے۔ پھر اس سے بڑھکر کمال عقل کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ جہنم کے دوام سے انکار کیا جائے۔

مولوی وحید الزمان صاحب کا یہ کہنا کہ ہم گمان کرتے ہیں نسبت اس قول کی ابن تیمیہ کی طرف افترا ہو نہ معلوم کس بنا پر ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے ان الظن لا یغنی عن الحق شیئا۔ نقل کا جواب نقل ہی سے دیا جاتا ہے نہ عقل و وہم و گمان سے۔ پھر اسکی بھی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ صرف ابن تیمیہ کو آپ اپنے گمان مین کیونکر بری کرتے ہین جب کہ اونکے شاگرد ابن القیم اور ایک جماعت کثیرہ علماء و مفسرین کو اسمین مبتلا لکھتے ہین۔ تو ابن تیمیہ کے برات کی کیا وجہ ہے۔

کیا آپنے حضرت عمر۔ ابوہریرہ۔ ابن مسعود۔ ابن عباس وغیرہم صحابہ و تابعین اس عقیدہ کا معتقد نہین لکھا ہے کہ وہ بھی اسکے قائل تھے کہ عذاب جہنم دائمی نہین ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ ابن تیمیہ کا عقیدہ حضرت عمر کے خلاف ہو۔ اگر آپ غور فرمائین تو معلوم ہو کہ دہریت و نیچریت کو اسلام مین حضرت ہی نے داخل کیا ہے جنہون نے نہ صرف اس عقیدہ مین قرآن و حدیث کے خلاف اپنا اعتقاد ظاہر کیا بلکہ تمامی عقائد مین وہ اس رنگ کے ہو بیدا رہے۔

بہرحال چونکہ اسی بحث کو آپکے علامہ محمد بن اسمٰعیل امیر نے کتاب رفع الاستار لابطال ادلہ القائلین بفناء النار مین نہایت تفصیل سے باطل کیا ہے جسکا آپنے بھی حوالہ دیا ہے لہذا مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے لیکن حضرات اہلحدیث کی عبرت کو یہی کافی ہے کہ ابن تیمیہ و ابن القیم ایسے امامان دین اس عقیدہ کے معتقد تھے۔ اور مولوی وحید الزمان صاحب کی مخالفت ان عقاید فاسدہ سے

ض برکت تتبع آثار و اخبار ائمہ اطہار علیہم السّلام سے ہے۔

عون کی برات کیا غضب ہے کہ اہلحدیث کی مخالفت خدا و رسول سے اس درجہ بڑھ گئی کہ وہ اسکے قائل ہوئے کہ فرعون اہل جنت سے ہے چنانچہ جناب لوی وحید الزمان صاحب ہدیۃ المہدی مین لکھتے ہین "واخطأ الشیخ ابن عربی یث ظن ان فرعون مات طاہراً مطہراً" صلہ جلد اول۔

ی شیخ ابن عربی نے خطا کیا گمان کرنے مین اس امر کے کہ فرعون طاہر و مطہر مرا۔ آپ ولوی صاحب کی نسبت خطا کرنے سے کچھ تردد نفرمائین کیونکہ یہ عام قاعدہ المحدیث ہے کہ ایک دوسرے کی رای کا مخالف رہتا ہے لیکن اسقدر تو یقینا معلوم ہوا کہ شیخ بن عربی جو انکے اعاظم ارکان دین سے ہین اسکے قائل تھے کہ فرعون دنیا سے طاہر و مطہر اٹھا پھر جس مذہب کا یہ خیالات ہون آپ ہی غور فرمائین کہانتک وہ دائرہ اسلام مین آسکتا ہے۔ اس کلام سے آپ کو اس کی بھی تصدیق ہوگئی ہوگی کہ ابن تیمیہ نے جو لکھا تھا مشایخ اہل سنت سے کچھ لوگ الوہیت فرعون کے قائل ہین اور ربوبیت یزید کے معتقد وہ کہانتک صحیح و درست تھا کیونکہ جو کتاب ۱۳۲۶ھ مین تصنیف ہو رہی ہے اوسمین بھی اس عقیدہ کا کسی نہ کسی طرح ذکر کیا جا رہا ہے۔

مینے جو ابھی عرض کیا کہ قاعدہ اہل حدیث یہی ہے کہ ایک دوسرے کے خلاف کتا رہتا ہے اسکی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ مولوی وحید الزمان صاحب یۃ المہدی مین لکھتے ہین "ومعاویہ ومن بعدہ ملوک لا خلفاء وخالف فیہ شیخنا عبد القادر الجیلانی فقال خلافۃ معاویۃ صحیحۃ ثابتۃ بعد موت علی وبعد خلع الحسن بن علی ولعلہ اراد بالخلافۃ الحکومۃ لان الذی یظہر من نص الحدیث ہو ان بعد الحسن بن علی ملک عضوض ولما خوذ النبی صلعم من رویۃ بنی امیۃ۔ وقال عمر نزلت الآیۃ وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ فی الجہاد علی بنی امیۃ وبنی مغیرۃ وقال ہما الافجران من قریش بنو امیۃ وبنو المغیرۃ فکیف تصیر حکومتہم خلافۃ

صہ دیکھو اصلاح ص۔ جلد ۲

شیعہ" صفحہ ۹۴ جلد ۱

یعنی معاویہ اور جو بعد اوسکے ہوئے سب بادشاہ ہین نہ خلیفہ۔ اور اسمین ہماری مخالفت کی ہے ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی نے جنہون نے کہا کہ خلافت معاویہ صحیح ثابت ہے بعد وفات حضرت علیؑ و خلع حضرت امام حسنؑ کے۔ شاید عبدالقادر کی مراد خلافۃ سے حکومت ہو کیونکہ جو کچھ نص حدیث سے ظاہر ہوتا ہے وہ ہے کہ بعد امام حسنؑ ملک عضوض ہے اور جب غمگین ہوئے آنحضرت صلعم خواب دیکھنے سے بنی امیہ کے اور کہا عمر نے کہ نازل ہوا آیہ وجاھدوا اللہ در بارہ جہاد بنی امیہ و بنی مغیرہ اور کہا کہ وہی دونون فاجر ہین قریش سے بنی امیہ اور بنی مغیرہ۔ پس کیونکر ہو سکتی ہے اونکی حکومت خلافت شرعی۔ انتہی۔

دیکھیے عقیدہ اہلحدیث یہی ہے کہ معاویہ وغیرہ خلیفہ نہیں ہین بلکہ بحکم خدا ان سے جہاد واجب ہے جیسا کہ عمر نے روایت کیا کہ جاہدوا فی اللہ حق جہادہ بنی امیہ و بنی مغیرہ سے جہاد کرنیکے بارے مین نازل ہوا ہے لیکن صرف شیخ عبدالقادر جیلانی اسکے خلاف قائل ہوے کہ معاویہ کی خلافت صحیح ہے۔ پس اسی قسم سے مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہین۔ "وقیل الساقی علی رض و یرد علیہ ناس من امتی ولکن یختلجون دونہ ویدفعون فیقول یارب اصحابی اصحابی او اصیحابی اصیحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فیقول فسحقا فسحقا ویکون لکل نبی حوض۔

یعنی حق سبحانہ و تعالی جناب رسولخدا صلعم کو حوض کوثر عطا فرمائیگا جسکے ساقی جناب امیر ہونگے اور وارد ہونگے اونکے پاس آپ کی امت لیکن وہان لغزش کرینگے بیر اونکے اور نکال دینگے پس اوسوقت حضرت عرض کرینگے خداوندا یہ میرے ہی اصحاب ہین یا اصحاب ہین۔ پس کہا جائیگا کہ تم نہین واقف ہوا انہون نے تمہارے بعد کیا کیا بدعتین کی ہین۔ تب حضرت فرمائینگے براہو براہو اور دیگا ہر نبی کیلئے ایک حوض"

اب اہلحدیث اور صحابہ پرست خود غور کرلین۔ کہ اونکے صحابہ کی کیا حالت ہوگی
بروز قیامت کہ جناب پیغمبر تو ساقی حوض کوثر ہونگے اور یہ صحابہ وہان لغزش کرینگے
اور ہنکالے جائینگے۔ پھر اون سے آپ کیا امید رکھتے ہین جو صحابہ کی محبت واتباع
کادم بھرتے ہین۔

مولوی صاحب نے اس حدیث کو مختصر کردیا ہے ورنہ تمامی صحاح ستہ مین یہ بھی ہے
فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک انہم لن یزالوا مرتدین علی
اعقابھم منذ فارقتھم۔ یعنی جب حضرت فرمائینگے یہ تو میرے اصحاب ہین
اوسوقت خطاب باری ہوگا کہ تم نہین جانتے انہون نے کیا کیا بدعتین تمہارے
انتقال کے بعد کی ہین۔ یہ سب مرتد ہی ہوتے گئے۔

اب اس حدیث کو اوس حدیث سے ملائے جو خود حضرت نے ابوبکر صاحب سے
فرمایا تھا لا ادری ما تحدثون بعدی جیسا کہ ابھی قبل بحث امامت ومعاد
موطاے امام مالک سے لکھ چکا ہون تو آپکو نتیجہ خود بخود معلوم ہوگا کہ یہ صحابہ
جو خلیفہ ہوئے وہ دربار جناب رسالتمآب سے کس خطاب کے مستحق تھے پھر غور
فرمائے کہ انکی اتباع وپیروی سے آپکو کیا نتیجہ حاصل ہوگا۔

مسلمانو! اب نہ خلافت ہے نہ حکومت نہ ملک گیری نہ جہانداری صرف دنیا مین
چندروز رہنا ہے اور عمل کرنا پھر آخرت ہے اور حساب وکتاب غور کیجئے کسکی
پیروی سے اسلام ملسکتا ہے یا دین۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔ وآخر
دعوینا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ
والسلام علی سیدنا محمد واہلبیتہ
الطاہرین

فہرست مضامین عقل و تہذیب اہلحدیث

اس کتاب کا ابتدائی حصہ صفحہ ۶۶ تک اصلاح جلد ۶۵ کے ساتھ شائع ہو چکا تھا مصنف علام دام ظلہ نے بوقت نظر ثانی بہت کچھ اضافہ فرمایا جو خاتمۃ الکلام صفحہ ۶۵ سے شروع ہوا اور ۱۰۲ پر تمام -

فہرست مضامین حسب ذیل ہے

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

الحمد للہ کہ اس کمپنی سے آجتک چار کتابین شایع ہو چکین تاریخ الاذان حصہ اول ۲/ ۔ تصحیح تاریخ حصہ اول ۱۰/ مناظرہ امجدیہ حصہ ثانیہ ۔ عقل و تہذیب اہلحدیث

علاوہ انکے حسب ذیل کتابین اسی دفتر اصلاح سے مل سکتی ہین ۔

اسمار کتب	قیمت	اسمار کتب	قیمت
مناظرہ امجدیہ حصہ اول	۱۲	تنقید بخاری حصہ اول	۶/
کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم	عہ	تنقید بخاری حصہ دوم	عہ
دفع الوثوق عن نکاح الفاروق ان دونو کتابون مین صرف عقد حضرت ام کلثوم کی بحث ہے جو قابل دید اور لاجواب ہے۔	۱۰	اس کتاب مین صحیح بخاری کی پوری عبارت لکھی جاتی ہے اور اسکا ترجمہ خود علمائے اہلسنت سے نقل کیا جاتا ہے اور پھر ہر لفظ پر محققانہ بحث ہوتی ہے پہلا حصہ شایع ہو چکا دوسرا حصہ عنقریب شایع ہو	
رسالہ وضو ۔	۸/	جواب شرر ۔ جسمین حضرت سکینہ کے اور ناول کا جواب ہے جو شرر نے دلگداز مین لکھا تھا	عہ/
الجمرہ ۔	۳/		
البسملہ ان کتابون مین کلوخ کا بدعت ہونا اور وضو شیعون کا مطابق حکم خدا و رسول ہونا اور خلفائے اہلسنت اذان مین نئی نئی بدعتین کرنا اور نماز مین بسم اللہ کا بہ آواز بلند پڑھنا سنت رسول اللہ ہونا ۔ اس تفصیل سے بیان ہوا ہے کہ آجتک ایسی تحقیق نہین ہوئی ۔	۲/	مقدمہ شرح نہج البلاغہ جسمین نہج البلاغہ کا کلام جناب امیر ہونا اور جناب سید رضی علیہ الرحمہ کی توثیق ۔ اور ابن ابی الحدید کا علمائے اہلسنت کے نزدیک معتبر ثقہ ہونا ثابت کیا ہے سی ... ثابت کیا	۱۲/
		الشمس کامل ہر جلد تخمینی قیمت علاوہ محصول ڈاک ۔	۵

ضروری گذارش

الحمدللہ کہ یہ رسالہ بخیر وخوبی بکمال استعجال تمام کیا گیا کیونکہ
اسکا اشتہار قبل سے دیا جاچکا تھا اور میرے علالت مزاج
سے اسقدر تاخیر ہوئی۔ اگر اہل اسلام عموماً اور اہلحدیث
خصوصاً اس رسالہ کو بنظر قبولیت وانصاف ملاحظہ فرمائینگے
تو دوسرا حصہ بھی شایع کیا جائیگا جسکا نام یہودیت اہل حدیث
ہوگا۔ اور ایسے اسرار سربستہ منکشف ہونگے کہ تمامی اہل
حدیث کا یہودیونکا شاگرد ہونا ظاہر ہوگا۔ مگر درحقیقت وہ
رسالہ اس رسالہ سے علحدہ ہوگا۔ کیونکہ یہ ابھی تمام ہوچکا۔

والسلام